تذکرہ اولیائے ہند

جلد سوم

مؤلفہ

علامہ باخبر جناب مرزا احمد اختر صاحب

خلف اکبر محمد دارا بخت میران شاہ دہلوی

جس کو

حسب الارشاد منشی بلاقیداس صاحب مرحوم مالک مطبع

[illegible] مرزا صاحب نے تالیف کیا

اور

کتبخانہ میو پرس دہلی محلہ بلیچہا دیو میں باہتمام منشی کشن دیال مالک کتبخانہ

چھپکر فیض بخش خاص و عام ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دربیان حضرات خواجگان چشت قادریہ

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

اول ذکر غوث الثقلین حضرت محبوب کبریا سید محی الدین سلطان عالم اولیاء اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز

کنیت آپکی ابو محمد و لقب محی الدین ہے اور غوث الثقلین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ تصرف حضرت کا اوپر جن و انس کے تھا اور اسم شریف سید عبدالقادر خلف سید ابی صالح بن سید موسیٰ بن سید عبداللہ الجیلی بن سید یحییٰ الزاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی موسیٰ الجون بن سید عبداللہ محض یا محسن بن سید حسن المثنیٰ بن حضرت امیر المومنین امام حسن بن حضرت امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ اور آپکی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ اور کنیت انکی ام الخیر اور لقب امۃ الجبار کہ دختر نیک اختر شیخ عبداللہ صومعی کی تھیں کہ وہ مشائخ کبار جیلان سے اور اولیاء زمانہ مستجاب الدعوات تھے نسب ان تاج المستورات کا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے ملتا ہے کہ فاطمہ ام الخیر بنت فخر الاسلام سید عبداللہ صومعی بن سید ابو جمال محمد بن سید ابو طاہر بن سید ابو عطا عبداللہ بن سید الجمال علی بن سید ابو علاؤ الدین محمد بن سید علی العریضی بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امیر المومنین امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور جیلی حضرت کو اسوجہ سے کہتے ہیں کہ ولادت حضرت کی جیل میں ہوئی کہ اسکو جیلان اور گیلان اور گیل بھی کہتے ہیں، صاحب تاریخ یافعی تحریر فرماتے ہیں کہ نام اس قصبہ کا جیل تھا وہ جگہ نہایت پر فزا اور آب و ہوا معتدل کہ نیچے کوہ جودی کے واقع ہوا ہے اکوہ جودی کا

وہ ہے کہ کشتی نوح علیہ السلام کی اُس جگہ ٹھیری تھی چنانچہ قرآن مجید میں بھی ذکر ہے اور بغداد سے
سات روز کا راستہ ہے اور محی الدین لقب ہونیکی یہ وجہ ہے کہ خود فرماتے ہیں کہ میں بروز جمعہ بغداد
سے باہر آیا راستہ میں ایک بیمار ضعیف اور نحیف سے کہ پہنچا اُس نے میری طرف متوجہ ہوکر کہا السلام علیک
یا عبد القادر میں نے کہا وعلیکم السلام یا عبد الصمد اُس نے کہا میرے پاس آ جب میں نزدیک
گیا کہا کہ مجھکو بٹھا میں نے اُس کو بٹھایا اسیوقت وہ حالت اُسکی جاتی رہی رنگ چمکنے لگا اور مجھ سے
کہا کہ مجھکو پہچانتا ہے میں نے کہا کہ نہیں کہنے لگا کہ تیرے وجود مسعود کی برکت سے بار دیگر زندہ ہوا
میں تیرے دادا کا دین ہوں کہ تجھ سے پہلے ضعیف ہوگیا تھا اور تو محی الدین ہے زمین پر نام تیرا
محی الدین اور آسمان پر باز اشہب ہے۔

نقل ہے کہ نسبت ارادت وتربیت حضرت کو بلا واسطہ روحانیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہے اور پیر خرقہ شیخ الاسلام شیخ ابو سعید مبارک مخزومی تھے کہ سلسلہ بالآخر ذکر حضرت میں درج
ہوگا صاحب مخزن قادریہ تحریر کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کو جو خواجہ جنید سے ملحق ہے سلسلہ عالیہ قادریہ
وسلسلۃ الذہب کہتے ہیں اور پیر صحبت حضرت کے شیخ حماد دباس تھے۔

نقل ہے کہ جب حضرت نے صلب پدر سے انتقال کیا تو عمر شریف آپکی والدہ کی ساٹھ
برس کی تھی یہ بھی کرامت ظاہر ہے کہ ساٹھ برس کی عمر میں کہ وقت ناامیدی حمل کا ہے ولادت شریف
وجود حضرت خارق اور عادت کا ظہور ہوا اور بعد تولد حضرت کے سید ابی عبد الصمد برادر خورد پیدا ہوئے
کہ عین جوانی میں اُن کا انتقال ہوا اور آپکی ہمشیر کا نام بی بی نصیبہ تھا تحفۃ الراغبین میں مذکور ہے
کہ والدہ حضرت ایکبار معہ چند اصحاب وکنیزان اپنے باغ میں تفریح طبع فرما رہی تھیں ایک درخت سیب
پھلا ہوا تھا اُس سے ایک سیب خوشنما معلوم ہوا اُس کو توڑنا چاہا چونکہ وہ بلند تھا ہاتھ نہ پہنچا۔
خدمتگار سے فرمایا کہ چوکی لا جب چوکی آئی اُس پر چڑھکر دست دراز کیا کہ اُسیوقت درد جگر اٹھا بیتاب ہوکر چوکی پر سے
گر پڑیں کنیزوں اور مصاحبوں نے شور کیا کہ اتنے میں ایک مار سیاہ اوپر سے گرا اُسکو دیکھکر فرحت ہوئی۔
کہ حکمت الٰہی تھی اگر وہاں ہاتھ نہ پہنچا تو ضرور سانپ کاٹتا جب حضرت تولد ہوئے اور آغوش دایہ میں کھیل رہے تھے کہ آپکی
والدہ نے آپکے منہ پر طمانچہ مارا آپنے والدہ سے کہا کہ یا والدہ آج آپکی خفگی ہوئی کہ جو آپ نے تمہارے جگر میں مارنا بسبب سانپ کے
وہ گستاخی معاف کیجیے سبحان اللہ مادر رحم میں یہ کرامت بھی ظاہر ہے۔ صاحب انیس القادریہ

شاہ بہار الحق بن حقائق و معارف آگاہ شاہ رحمت اللہ کرنالی زبانی حضرت کی والدہ کی نقل کرتے ہیں
کہ حضرت نے فرمایا ایکبار فقط گھر میں میں ہی موجود تھی کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا میں نے اس
خیال سے کہ یہ محروم نہ جائے خود برقعہ اوڑھکر کچھ کھانا لیکر دروازہ کے قریب جاکر کہا کہ لے اس بدبخت
نے معلوم کیا کہ گھر خالی ہے وہ اندر چلا آیا، اسیوقت ایک شیر پیدا ہوا اور اس کے پارچہ کرکر
ہوا پر لے گیا دونوں کا نشان نہ رہا، اسوقت عبد القادر حمل میں تھے اس قصہ کو مینے کسی سے
نہ کہا، جب عبد القادر پیدا ہوا اور مکتب میں آیا جایا کرتا تھا، ایک بار لڑکوں کے ہمراہ کھیل میں
لگا رہا بہت دیر بعد آیا مینے براہِ چشم نمائی دھمکایا تو مجھ سے کہا کہ اے مادر میرا تیرے پر حق ہے
بھول گئی مینے کہا وہ کیا بیان کیا کہ فلاں تاریخ فلاں وقت کہ میں تیرے شکم میں تھا ایک سائل بے
ادبانہ تیرے صحن مکان میں شیر پیدا ہوا تھا وہ میں ہی تھا، وہ فرماتی ہیں کہ میں اس روز سے نہایت
ادب کرنے لگی تھی، صاحب مناقب غوثیہ سے نقل ہے کہ جس روز حضرت تولد ہوئے ایک ہزار
طفل پیدا ہوئے لڑکی ایک نہیں ہوئی تمام وہ لڑکے اولیا ہوئے، سب نے حضرت سے فیض حاصل
کیا ولادت باسعادت مقام جیلان اول شب رمضان ۴۷۱ھ میں ہوئی: بود حسن کمال ماہ جیلی: ہر دیدہ
کہ دید گفت عاشق: تاریخ ولادتش زعارف: ہر کس کہ شنید گفت عاشق: رمضان میں تمام دن
شیر نوش نہ فرماتے تھے۔ جب حضرت تولد ہوئے تو آپکی والدہ نے معاملہ میں رسول مقبول کو مع اصحاب
دیکھا کہ تشریف لائے اور مبارکباد دیکر فرمایا۔ یا ابا صالح اعطاک اللہ ابناً ہو ولدی و محبوبی و محبوب اللہ
تعالیٰ سبحانہ و سیکون لہ شان فی الاولیاء و الاقطاب کشانی بین الانبیاء والرسل۔

روایت ہے کہ اسقدر مجاہدہ توکل اور تجرید فرمائی کہ دوسرے سے ممکن نہیں چونکہ حضرت سر حلقہ
اولیا تھے تمام مقامات غوثی و قطبی و قطب الاقطابی سے ترقی کرکے مقام محبوبی پر پہنچے۔ سید محمد
مکی مکالمعانی میں لکھتے ہیں کہ سید عبد القادر رضی اللہ عنہ محبوبیت میں مشہور ہیں، مناقب غوثیہ
سے روایت ہے کہ جب حضرت سرور عالم فخر اولاد شب معراج عرش پر تشریف لے گئے۔
راہ میں روح پاک محبوب سبحانی کو اپنے قدم کے پاس دیکھا اور نہایت شفقت سے اپنا قدم دوش مبارک
غوث الثقلین پر رکھکر فرمایا قدمی علی رقبتک و قدمک علی رقاب اولیاء امتی۔

روایت ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے نشان قدم مبارک رسول کا آپکے دوش پر موجود تھا

بعد میں تمام اولیاء اُمت نے اسکو مان لیا۔ شیخ شریف بن خضر حسینی موصلی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ وہ تیرہ برس حضرت کی خدمت میں رہے تھے کہتے ہیں کہ میں نے مکھی بیٹھتی کبھی جسم مبارک پر نہیں دیکھی۔ حضرت سید عبد الجبار پسر حضرت سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار عرض کیا کہ جہاں آپ کا بول و براز پڑتا ہے وہاں کی گھاس میں سے خوشبو آتی ہو اور مکھی جسم مبارک پر نہیں بیٹھتی یہ تمام صفات جسم مبارک رسول مقبول میں تھیں آپ نے فرمایا کہ عبد القادر فانی اور باقی ہوا ہے وجود باوجود اپنی صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم باللہ ہذا وجود جدی لاوجود عبد القادر پھر میں نے عرض کیا کہ اسی طرح ابر جو سایہ فگن رہتا تھا۔ فرمایا کہ بندگان خدا شبہ میں پڑتے اور مجھ پر گمان نبوت کرتے۔ اسوجہ سے میں نے یہ ترک کیا، ایک بار حضرت نے فرمایا کہ اور ولی انبیاء کے قدم بقدم ہیں میں اپنے جد کے قدم بقدم ہوں، مولانا جامی تاریخ امام عبد اللہ یافعی سے نقل کرتے ہیں کہ جو کرامات وخوارق وعادات حضرت سے صادر ہوئے کسی اولیاء سے ایسے نہیں ہوئے، شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے چند ابیات حضرت کی شان میں لکھی ہیں یہ ہیں ابیات

غوث اعظم دلیل راہ یقین ٭ بیقین رہبر اکابر دین ٭ اوست در جملہ اولیا شہ بانو ٭ چو پیغمبر در انبیاء ممتاز ٭ اولیاء بندہ اش از دل وجان ٭ قدم او بگردن ایشاں ٭ وصف تعریف او زمن نہ نکوست خود کرامت او معروف او است ٭ مجمع القضائے سے نقل ہے کہ آپکے پیدا ہونے کی خبر جناب سرور انبیاء نے جناب امام حسین علیہ السلام کو دی تھی کہ تیری اولاد میں فلاں صدی میں غوث اعظم عبد القادر پیدا ہوگا۔ حلیہ مبارک حضرت غوث اعظم نحیف البدن فواج سیلہ میانہ قد گندم گون پیوستہ ابرو کشادہ پیشانی ریش کلان آواز بلند اور روئے مبارک ایسا چمکتا تھا کہ برائے دیدار جو آتا طاقت مشاہدہ جمال نہیں رکھتا تھا، جو ہدیہ آتا وہ حاضرین کو تقسیم فرما دیتے، غریب اور فقراء سے نہایت نرمی اور تواضع کے ساتھ پیش آتے، اہل دنیا کی تعظیم کو نہ کھڑے ہوتے اپنے ہمنشینوں کی بہت عزت کرتے مہربانی ایسی تھی کہ ہر شخص اپنے دلمیں تصور کرتا تھا کہ میری سی محبت دوسرے سے نہیں اور جو بیمار عاجز آپکی خدمت میں آتا اُسپر ہاتھ پھیرتے ہی اُسکو شفا ہوتی تھی، کبھی کسی امیر یا خلفاء کے گھر نہیں گئے، ایک بار خلیفہ بغداد ابو المظفر دس توڑے اشرفیوں کے لیکر آیا آپ نے قبول نہ فرمائے، اور آپ صایم الدہر تھے اور قبلہ رو بیٹھتے تھے۔ مجاہدہ کی یہ کیفیت رہی کہ برابر چار سال ایک خلوت میں گذارے، اور پچیسوں برسوں جنگلوں میں رہے، چالیس برس عشاء کے وضو سے صبح کی نماز گذاری، بغداد شریف میں پندرہ برس

بعد عشا کے تمام شب ایک پیر سے کھڑے ہوکر عبادت کی یعنی ایک قرآن ختم فرماتے اور لباس فاخرہ
پہنتے تھے، حضرت خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اوائل جوانی میں اگر میری آنکھ جھپکتی تو میں آواز سنتا
کہ اے عبدالقادر تجھکو سونے کے واسطے نہیں پیدا کیا،

نقل ہے کہ آپکی سولہ برس کی عمر تھی کہ بغداد میں آکر بقرارت قرآن حفظ کیا۔ بعدہ چند روز میں
تمام علوم حاصل کرکے علمائے وقت سے ممتاز ہوئے، یعنی سات برس میں تحصیل علوم سے فارغ ہوئے
آٹھ برس تجرید میں رہ کر بعدہ دعوت الخلق الی الحق میں مشغول ہوئے اور ساڑھے چھ سو طلبا کو روز
سبق پڑھاتے تھے، جس طالب علم کے پاس کتاب نہ ہوتی اپنی قلم سے لکھکر عطا فرماتے، جسکو مرید
فرماتے سلسلہ پیران اپنی قلم سے لکھکر دیتے اور نماز نوافل میں ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ مزمل
یا سورہ الرحمان پڑھتے یا سورہ اخلاص سو بار پڑھتے اور شب کو قریب تہجد کے قرآن ختم فرماتے اور
مجموعہ چہل چھ سو ساٹھ دفعہ پڑھتے، شب اور دن کو دعائے سیفی و حرز ایمان و عزیمت کبیر و درود کبیر
و نوو نہ نام خدا ہزار بار پڑھتے۔ اور شجرہ جنیدی برائے استمداد ایک بار بلا ناغہ پڑھتے، شیخ ابو سعید
عبداللہ بن احمد بغدادی سے نقل ہے کہ فاطمہ نام میری سولہ برس کی لڑکی کوٹھے پر سے غائب ہوئی
میں حضرت کی خدمت میں گیا اور تمام ماجرا عرض کیا، فرمایا کہ آج کی شب جنگل کرخ میں کہ بغداد کا ایک
محلہ ہے وہاں جاکر زمین پر اپنے گرد دائرہ کر اور کہہ بسم اللہ علی نیت عبدالقادر اور جب بیٹھے
تو کہیو یا شیخ عبدالقادر شئی للہ جب خوب اندھیرا ہوگا جوق جوق جن بصورت مختلفہ آوینگے ان سے
ہرگز نہ ڈرنا۔ صبح ہوتے ان کا بادشاہ آویگا اس سے مطلب بیان کرنا۔ چنانچہ مینے جاکر موافق حکم
کے عمل کیا، دیکھا کہ مختلف صورتوں کے گروہ کے گروہ جن آنے لگے، میرے دائرہ میں کوئی نہیں آیا،
صبح ہوتے بادشاہ آیا اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارا کیا کار ہے مینے کل حال بیان کیا اُس نے
تمام جنوں کو بلاکر دریافت کیا میرا چور بھی حاضر ہوا اور میری لڑکی کو لا دیا، مینے اُس بادشاہ سے کہا
کہ تم بہت مطیع غوث پاک ہو اُس نے کہا کیونکر نہوں سید عبدالقادر غوث الثقلین ہیں، جن اور
انس سب اُن کے فرمان پذیر ہیں، جو اُن سے پھرا ہے وہ مردود ہے، ایک شخص کی عورت کو
مرگی آتی تھی، اُس نے حضرت کے روبرو شکایت کی، آپنے فرمایا اُس کے کان میں کہدے۔
اے جانس اس جگہ شیخ عبدالقادر مقیم ہیں اگر پھر دوبارہ ہو تو مجھکو خبر دینا، الغرض پھر مرگی تا حیات

اُسکو نہ آئی، امام عبد اللہ یافعی تاریخ یافعی میں لکھتے ہیں کہ حضرت چالیس برس بغداد میں رہے، کبھی کسی کو مرگی نہ آئی۔ شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں ایک روز مدرسہ میں تہا حضرت وضو کر رہے تھے ایک چڑیا نے بالائے جامہ بچال کردی چاہتی تھی کہ اُڑے اُسیوقت گر پڑی اور مر گئی۔ جب وضو سے فارغ ہوئے اُس جگہ کو پاک کیا اور جامہ بدن سے اُتار کر بندہ کو دیا اور فرمایا اس کو فروخت کر کے مساکین کو دے، گلزار معانی سے نقل ہے عہد دولت میں یہ کیفیت تھی کہ اگر کوئی بے وضو نام آپکا لیتا سر تن سے جدا ہو جاتا تہا۔ آخر سید عالم نے بشارت دی کہ یا ولدی وجود تمہارا سیف اللہ ہوا اب سیفی کی کیا حاجت ہے، ترک جلال کرو آگے ایسا وقت آویگا کہ ہر ایک تیرا نام لیگا اس روز سے حضرت نے ترک جلال کیا، یعنی حرز یمانی کا وظیفہ ترک کیا۔ کہتے ہیں کہ بخوف جان کوئی بے وضو حضرت کا نام نہیں لیتا تہا، یہ اب بھی ہے کہ جو بے وضو نام نامی لیتا ہے تنگی رزق کی ضرور ہوتی ہے اور جو ہمیشہ شیرینی پر نیاز کرتے ہیں تنگ نہیں رہتے، اور آپکی گیارہویں کرنا برائے کشایش رزق مجرب عمل ہے۔ تمام بزرگوں کا اتفاق ہے۔ اور ترکیب ختم یہ ہے کہ گیارہ یا سات یا تین شخص باطہارت گیارھویں شب ہر ماہ کو ایک جگہ بیٹھ کر اول گیارہ بار الحمد للہ بالتسمیہ پڑھکر سولہ بار درود شریف اور گیارہ بار کلمہ تمجید اور ایک سو گیارہ بار یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ اور سورہ یسین ایک بار اور ایک سو اکتالیس بار الم نشرح بالتسمیہ اور ایک سو گیارہ بار درود شریف پھر گیارہ بار الحمد پڑھکر شیرینی پر فاتحہ حضرت کی دیکر تقسیم کرے۔ یہ ختم برائے ہر کار مجرب ہے اور ایک جلسہ میں سو لاکھ مرتبہ پڑھنا یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ برائے ہر مہم مفید ہے، اپنے تکملہ میں شیخ ابو القاسم عمر بزاز لکھتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ جس کسی کو کچھ مشکل کا سامنا ہو وہ میری طرف رجوع کرے تو اسکی مشکل حل ہو اور جو مجھ سے توسل کرے اسکی حاجت براری ہو، ترکیب ادائے صلوٰۃ الاسرار و صلوٰۃ الحاجت و صلوٰۃ الہدیہ الی الحضرت قادریہ کہ درمیان مغرب اور عشا کے ادا کرتے ہیں، حضرت رسول مقبول سے استفادہ اُٹھاتے ہیں۔ چنانچہ شیخ یوسف سجاوندی فرماتے ہیں مینے حضرت رسالت پناہ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ جسکی موت قریب ہو اُس کا علاج کیا ہے کہ نہ مرے فرمایا کہ اگر دوگانہ ولدی عبد القادر باعتقاد ادا کرے عمر اُسکی دراز ہو اور جس مدعا کے لئے متواتر چالیس روز ادا کرے وہ پورا ہو اور توشہ حضرت کا قبولنا برائے ہر مطلب مفید ہے۔ بعدہ

باطہارت تیار کر کے مسلمانوں کو تقسیم کرے بہتر یہ ہے کہ ایک توشہ پہلے ادا کرے وزن توشہ میدہ گندم آدہ سیر روغن زرد شکر سفید ہر ایک سوا سیر مغز بادام پستہ کشمش مغز خرما ہر ایک ساڑھے سات تولہ بدستور حلوا بنا کر حضرت کی نیاز دیکر تقسیم کرے۔

حقیقۃ الحقائق سے نقل ہے کہ ایک بیوہ پیرزال کا پسر دریا میں ڈوب گیا وہ خدمت حضرت میں آکر کہنے لگی کہ ایک پسر تہا سو دریا میں ڈوب گیا میں حضرت کی معتقد ہوں، آپ کو خدا نے سب طرح کی قوت دی ہے میرا پسر مجھکو دیجئے، آپنے فرمایا وہ تیرے گھر آگیا اس نے گھر جاکر دیکھا پسر نہ پایا پھر دوڑی آئی اور روئی آپنے فرمایا کہ وہ تو گھر آگیا پھر اُس نے جاکر دیکھا پسر نہ پایا پھر حاضر ہوکر رونے لگی، آپنے مراقبہ فرمایا کہ جا وہ تیرے گھر آگیا اور یہ بھی روایت ہے کہ بحکم خدا جمعہ کے روز حضرت کی نظر جس مسلمان پر پڑتی تھی وہ اولیا ہو جاتا تھا، اسرار السالکین سے نقل ہے کہ حضرت ایک بار چلے جاتے تھے کہ عیسائی اور ایک محمدی مباحثہ کرتے چلے آتے تھے۔ عیسائی محمدی سے کہتا تھا میرے نبی تیرے نبی سے بہتر ہیں اور تو اپنے نبی کو بہتر جانتا ہے حضرت نے عیسائی سے فرمایا کہ تیرے نبی کو فضیلت کس دلیل سے ہے، اس نے کہا کہ وہ مردہ کو زندہ کر دیتے تھے، آپ نے فرمایا کہ گروہ مصطفائی سے میں ایک ناچیز ہوں اگر میرے روبرو مردہ آئے تو میں قم کہکر اُس کو زندہ کردوں بلکہ مردہ زندہ ہوکر قبر سے باہر آجائے میرے ہمراہ کسی مُردے کی قبر پر چل فضیلت احمدی تجھکو دکھادوں عیسائی ہمراہ آیا اور ایک پُرانی قبر پر پہنچکر کہا کہ اس کو زندہ کرو آپنے فرمایا کہ تیرے پیغمبر کیا کہکر زندہ کیا کرتے تھے اُس نے کہا قم باذن اللہ کہکر زندہ کیا کرتے تھے، آپنے منہ اپنا قبر کی طرف کر کے فرمایا قم باذنی اُسیوقت قبر پھٹی اور قوال خوش الحان گاتا ہوا باہر آیا، عیسائی نے یہ معائنہ کر کے فضیلت محمدی کا اقرار کیا اور مسلمان ہوا نقل ہے کہ ایک فقیر خدمت عالی میں آیا اور کہنے لگا ہر روز آپکی درگاہ سے فیض دیکھا ہے اور آج آثار سخاوت نہ دیکھے آپنے خدام کو ارشاد فرمایا کہ ایک سو چالیس فاسق اور فاجر لاؤ جب وہ آئے داہیں بائیں سطر سطر کھڑے کر کے بنظر الطاف اُنکی طرف دیکھا اُسیوقت اُن کو بمقام وصول الٰہی پہنچایا اور اس فقیر سے فرمایا کہ آج یہ سخاوت تھی ؎

جز آں محبوب خدا کیست کہ ایں کار کند کہ چنیں طائفہ را لایق دیدار کند

کیست علے نفسے بعد محمدؐ جزوے … زہ بیک نظر دو صد مردہ بیدار کند

نقل ہے کہ سید احمد رفعی بن ابوالحسن رفعی دختر سادات حسینہ سے تھے اسوجہ سے خواہرزادہ حضرت کے مشہور کرتے ہیں مگر حضرت کے خلیفہ تھے مناقب غوثیہ سے نقل ہے کہ ایک بار حضرت نے اپنے خادم کی معرفت سید احمد رفعی کو کہلا بھیجا ما العشق سید اس کلمہ کے سنتے ہی جوش عشق میں آکر العشق نار الله ہی کہنے لگے ہذا ہو العشق آپکے روبرو درخت تھا معاً جلنے لگا اور وہ بھی جلکر خاکستر ہو گئے پھر مثل پانی کے ہو گئے خادم نے یہ کیفیت جاکر حضور سے عرض کی ارشاد فرمایا کہ اس پانی کو لا جب خادم واپس آیا دیکھا کہ سید صاحب نے لجہ حقیقت سے رجوع بساحل وجود عنصر انسانی کرکے سر اُٹھایا، خادم نے پھر جاکر حضرت سے عرض کیا، آپنے فرمایا کہ یہ مرتبہ ایک ان کو اور ایک اور بزرگ کو ہوا سوائے دو کے تیسرے کو نصیب نہیں ہوا ؎ شہسوارے کہ دیدند حسن یار بجو یافتند دریائے حسنش بے کنار ٭ جملہ گشتند غرق بحر حسن دوست ٭ بے خبر از بحر دارند واز کنار ٭

نقل ہے کہ ایک روز ایک عورت حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میرے بیس لڑکیاں پیدا ہوئیں لڑکا نہیں ہوتا، میرا شوہر مجھکو طلاق دیکر دوسرا نکاح کرتا ہے۔ میرے واسطے دعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا جا لڑکا ہوگا، اُس کے دل میں خطرہ آیا کہ میرے واسطے دعا نہیں کی میری تسکین کو ویسے ہی کہدیا آپنے خطرہ معلوم کرکے ارشاد فرمایا کہ تیری کل لڑکیاں مرد ہوگئیں، جب وہ گھر آئی سب کو مرد پایا۔ مناقب غوثیہ سے نقل ہے کہ شیخ علی عربی کے گھر لڑکا بے تناسل کا پیدا ہوا ایک مجذوب نے حضرت کا پتہ دیا کہ وہ دعا کریں تو کام چلے وہ حضرت کی خدمت میں آئے اور فرزند کے واسطے دعا چاہی۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ تمہاری تقدیر میں نہیں، اُنہوں نے کہا کہ اگر تقدیر میں ہوتا تو حضرت کے پاس کیوں آتا، آپنے فرمایا کہ میری پشت سے پشت ملا میری تقدیر میں ایک فرزند اور باقی تہا سو تجھکو دیا اُس کا نام محمد ہوگا، میرے نام پر ملقب کرنا۔ جب شیخ اکبر محمد پیدا ہوئے محی الدین لقب ہوا، توحید میں بہت کچھ آپکی تصنیفات ہیں۔ قطب وقت اور مشہور ہوئے، حضرت غوث پاک نے ان کو دیکھکر فرمایا تہا کہ سبحان اللہ کیا لڑکا پیدا ہوا کہ جو اپنے وقت میں میری زبان ہوگا سر خفی کو آشکار کریگا۔ شیخ محی الدین بن عربی کو جو کچھ پہنچا بے واسطے دوسرے کے حضرت سے پہنچا۔ مگر حضرت دارا شکوہ کے نزدیک شیخ محی الدین بن عربی مرید شیخ یونس القصار سے ہیں وہ

خلیفہ محبوب سبحانی کے اور شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ سے خرقہ خلافت پایا اور خضر علیہ السلام سے بھی فیض ہوا اور شیخ ابو مدین مغربی کی بھی صحبت میں رہے شب جمعہ ۲۲ ربیع الآخر کو انتقال کیا مزار بیرون دمشق ہے۔ لکھا ہے شیخ شہاب الدین سہروردی بھی حضرت غوث پاک کی دعا سے پیدا ہوئے۔ فضائل حضرت کے حد تحریر سے باہر ہیں، کوئی کتب صوفیہ سے ایسی کتاب نہ ہوگی کہ جس میں حضرت کا ذکر خیر نہوگا، اس وجہ سے چند نقول پر تمام کیا۔ وفات حضرت شب یازدہم ربیع الآخر ۵۶۱ھ میں ہوئی مزار پُرانوار حاجت روائے خلق مدرسہ باب الازج میں واقع ہے کہ حضرت کو وہ مدرسہ شیخ الاسلام شیخ ابوسعید مبارک مخزومی نے دیا تھا امام عبداللہ یافعی فرماتے ہیں کہ جو شخص بغداد میں جاکر روضۂ محبوب سبحانی کی زیارت سے مشرف ہوا کرامات اُسکی سلب ہو جاتی ہیں۔

ذکر فرزندان حضرت غوث پاک

ذکر سید سیف الدین عبدالوہاب قدس سرہٗ

آپ بماہ شعبان ۵۱۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور بعد والد کے صاحب سجادہ ہوئے وفات حضرت کی ۵ ہر شوال ۵۹۳ھ میں ہوئی، مزار بغداد میں ہے ابوالمنصور عبدالسلام و شیخ ابوالفتح سلیمان یہ دو آپکے صاحبزادہ تھے۔

ذکر حضرت شیخ شرف الدین عیسیٰ قدس سرہٗ

آپ فرزند دوم حضرت غوث پاک کے تھے نام ابو محمد ابو عبدالرحمن عیسیٰ ہے کہ فیضان دینی و دنیوی اپنے والد سے حاصل کیا، ہمیشہ درس میں رہتے تھے اور فتوح الغیب آپکے ہی واسطے تالیف ہوئی تھی وفات حضرت کی ۵۷۳ھ میں ہوئی مزار مصر میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ شمس الدین ابوبکر عبدالعزیز قدس سرہٗ

آپ فرزند سوم غوث پاک کے تھے وفات حضرت کی بمقام قصبہ سنجار ۵۸۹ھ میں ہوئی

ذکر حضرت شیخ سراج الدین عبدالجبار عبدالرحمن ابوالفرح قدس سرہٗ

آپ فرزند چہارم غوث پاک کے تھے تمام علوم اپنے والد سے

حاصل کئے اور دیگر بزرگوں سے فیض اُٹھایا اور چندے عراق کے مفتی بھی رہے تھے وفات حضرت کی سنہ ۵۸۹ھ ہوئی مزار بغداد میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق قدس سرہ

آپ فرزند نہم غوث پاک کے تھے، تحصیل علوم ظاہری اور باطنی اپنے والد سے کی اور صاحب سلسلہ اور صاحب گروہ ہوئے۔ ہزارہا فقیر آپکے سلسلہ کے موجود ہیں رزاق شاہی کہلاتے تاج ترکی سر پر رکھتے ہیں اور کتاب جلاء الخواطر آپنے جمع فرمائی نقل ہے کہ ایک بار آپنے اپنے والد کے پاس ہوا سے مردان غیب کو آتے دیکھا آپ کو دہشت معلوم ہوئی حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ مقام خوف نہیں ہے یہ مردان غیب ہیں اور تو بھی انہیں سے ہے۔ صاحب انیس القادریہ نے آپکے پانچ فرزند لکھے ہیں۔ شیخ ابوصالح و شیخ ابوالقاسم عبدالرحیم و شیخ ابو محمد اسمٰعیل و شیخ ابوالمحاسن فضل اللہ و شیخ جمال اللہ کہ عشبہ غوث پاک کے تھے وفات حضرت شیخ عبدالرزاق کی ۶ ماہ شوال سنہ ۶۰۳ ہجری میں ہوئی مزار بغداد میں بمقام حرب ہے۔

ذکر فرزند ہشتم شیخ ابواسحاق ابراہیم قدس سرہ

آپ سنہ ۵۴۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۶ شوال سنہ ۵۹۲ھ میں وفات پائی مزار نزدیک مزار والد کے ہے

ذکر فرزند ہفتم شیخ ابوالفضل محمد قدس سرہ

آپ عالم حدیث تھے وفات حضرت کی ۲۵ ذیقعد سنہ ۶۰۰ھ میں ہوئی مزار آپکا مقبرہ جلبیہ میں ہے

آٹھویں فرزند شیخ عبدالرحمن قدس سرہ

آپ سنہ ۵۰۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۷ صفر سنہ ۵۸۷ھ میں وفات پائی مزار بغداد میں ہے، آپکے دو صاحبزادے تھے، شیخ ابو محمد عبدالرحمن و شیخ ابو محمد عبدالرزاق یہ دونوں صاحب عالم متبحر ہوئے ہیں

نویں فرزند شیخ ابوذکریا یحییٰ قدس سرہ

آپ ۶ ربیع الاول کو سنہ ۵۵۰ ہجری میں پیدا ہوئے ۵ شعبان سنہ ۶۰۰ھ میں بمقام بغداد سفر آخرت فرمایا مزار برابر شیخ عبدالوہاب کے ہے۔

دسویں فرزند شیخ ابونصر موسیٰ قدس سرہ

سلخ ربیع الاول سنہ ۵۳۹ھ میں پیدا ہوئے اور شب غرہ جمادی الآخر سنہ ۶۱۸ھ میں فوت ہوئے مزار دمشق میں ہے

ذکر و نقشہ خلفائے حضرت غوث الثقلین

نمبر شمار	نام بزرگوار	تاریخ وفات معہ سنہ	جائے مزار	کیفیت
۱	شاہ ابو عمر قریشی بن مرزوق	سنہ ۵۶۹ھ	مصر نزد امام شافعی	آپکی عمر بڑی ہوئی ہے ایک بار آپکی دعا سے دریائے نیل کا پانی کم ہوگیا۔ دوسرے سال اُسمیں اور تہوڑا پانی ڈالنے سے زیادہ ہوگیا
۲	شیخ قصیب البان موصولی	سنہ ۵۷۰ھ	موصل	قاضی موصولی کو آپسے انکار رہتا ایک بار راستہ میں ملا پکڑ کر حاکم کے پاس لیجانا چاہا۔ تہوڑی دیر بعد آپکی تین صورتیں دیکھیں آخر تائب ہوا۔
۳	شیخ احمد بن مبارک	سنہ ۵۷۴ھ	بغداد	وعظ میں حضرت کے پاس رہتے تھے۔
۴	شیخ ابو سعید قیلولی	سنہ ۵۵۷ھ	قیلولہ	عراق میں مشہور مشائخ گذرے ہیں۔
۵	شیخ صدقہ بغدادی	سنہ ۵۷۳ھ	بغداد	کراماتیں آپکی مشہور ہیں
۶	شیخ عمر صیرفی	سنہ ۵۶۵ھ	عرب	صاحب ولایت ہوئے ہیں کہ زمین پر بیٹھے ہوئے آسمانوں کی سیر فرماتے تھے
۷	شیخ محمد الاوانی	سنہ ۵۷۶ھ	•	منفردین سے تھے یعنی ان لوگوں میں سے جو دائرہ قطب سے خارج ہیں
۸	شیخ ابو سعد بن شبلی	سنہ ۵۷۹ھ	•	بہت بڑے کامل گذرے ہیں ایک سوداگر کا جہاز آپکی نذر بولنے سے ڈوبتے ڈوبتے بچ گیا۔
۹	شیخ حیات	سلخ جمادی الثانی سنہ ۵۸۲ھ	•	مشہور بزرگ گذرے ہیں۔
۱۰	شیخ ابو موید مغربی شعیب	سنہ ۵۹۰ھ	•	کسی کا گدھا شیر نے مار ڈالا وہ رو رہا تھا آپنے اس شیر کو پکڑ کر گدھے والے کو دیا کہ اس سے گدھے کا کام لیا کر چنانچہ تمام عمر اسکی شیر لدا
۱۱	شیخ موفق الدین المقدسی	سنہ ۶۲۲ھ	•	آپ کثیر التصانیف ہیں
۱۲	شیخ صدر الدین بغوی و ابو المعالی	سنہ ۶۳۰ھ	•	عالم متبحر نہایت متقی اور صاحب تصانیف گذرے ہیں۔

نمبر شمار	نام بزرگوار	تاریخ وفات سنہ	جائے مزار	کیفیت
۱۳	شہاب الدین سہروردی	سنہ ۶۳۲ھ	بغداد	ان کا ذکر آگے ہوگا ان کے پیر بھی حضرت کے مرید تھے۔
۱۴	سید احمد رفاعی	۲۲ر جمادی الثانی سنہ ۵۷۰ھ		محبوب ترین خلفاء سے تھے کہ آپکی والدہ کو حضرت ہمشیرہ فرمایا کرتے تھے۔
۱۵	شیخ شمس الدین علی حداد بن عمر بغدادی	۱۹ر رجب سنہ نہیں ملا		مشہور اور قطب وقت اور صاحب سلسلہ گذرے ہیں کئی گروہ آپ سے ملتے ہیں آپکے تین خلیفہ تھے شمس الدین علی بن فتح یمنی شیخ قطب الدین ابو الغیث جمیل یمنی، شیخ ابی حفص

ذکر نبیرہ گان حضرت غوث الثقلین

اول امام ابو المنصور عبد السلام حسن قدس سرہ بن سید عبد الوہاب۔ شب ہفتم ذی الحجہ ۵۴۹ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے اور سنہ ۶۱۱ھ میں وفات پائی مزار مقبرہ جلبیہ میں ہے۔

دوم شیخ ابو الفتح سلمان بن سید عبد الوہاب قدس سرہ بماہ رمضان سنہ ۶۳۶ھ میں وفات پائی مزار بغداد میں ہے۔

سوم شیخ ابو القاسم عبد الرحیم قدس سرہ بن سید عبد الرزاق۔ وفات حضرت کی سنہ ۶۰۶ھ میں ہوئی مزار باب حرب میں ہے۔

چہارم شیخ ابو اسماعیل بن سید عبد الرزاق قدس سرہ کہ زینت اہل عراق تھے وفات حضرت سنہ ۶۳۰ھ میں ہوئی مزار بغداد میں ہے۔

پنجم سید ابو عبد اللہ محمد قدس سرہ بن سید عبد العزیز کہ عالم تصوف اور پرہیز گار تھے وفات حضرت کی سنہ ۶۳۰ھ میں ہوئی

ششم شیخ ابو الفتح داؤد قدس سرہ بن سید ابو الفتح سلیمان بن سید عبد الوہاب ہمیشہ وعظ و نصیحت میں رہتے تھے اور صاحب سلسلہ تھے وفات حضرت کی ۱۸ر ربیع الاول سنہ ۶۸۴ھ میں ہوئی مزار نزد جد خود

ہفتم شیخ سید محی الدین ابو عبد اللہ محمد چراغ علمان بن شیخ ابو صالح قدس سرہ وفات حضرت

کی سنہ ۶۵۶ھ میں ہوئی مزار بغداد میں۔

ہشتم سید سیف الدین ابوبکر یحیٰی بن سید ابو صالح قدس سرہ کہ قدوہ علماء تھے سنہ ۶۵۶ھ میں وفات پائی مزار اطراف بغداد میں۔

نہم سید محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی بن حامد بغدادی کہ نواسے سید عبدالرزاق کے تھے شہادت آپکی سنہ ۶۵۶ھ میں ہوئی مزار بغداد میں

دہم سید ابو احمد عبداللہ کہ برادر حضرت محبوب سبحانی کے تھے صاحب علم و ولایت تھے سن وفات نہیں ملا

ذکر دوستان و محبان و معتقدان حضرت غوث پاک

شیخ ابو رضا محمد بن احمد بغدادی۔ وفات حضرت کی سنہ ۵۵۰ھ میں ہوئی۔

شیخ عدی بن مسافر سفینۃ الاولیاء میں آپکا تذکرہ ہے وفات آپکی سنہ ۵۵۸ھ میں ہوئی مزار جبل ہکاریہ میں ہے۔ شیخ موسیٰ بن ماہین رولی سنہ ۶۵۷ھ میں وفات پائی۔

سید عبدالرحمٰن طفیسونجی کہ قبیلہ اسد سے تھے بہت بڑی عمر کے مشائخ گذرے ہیں مزار طفیسونج میں

شیخ ابو محمد قاسم بن عبداللہ بصری کہ وفات حضرت کی سنہ ۵۸۰ھ میں ہوئی۔

شیخ مظفر بازاری کہ وفات حضرت کی سنہ ۵۵۰ھ میں ہوئی مزار عراق میں ہے۔

شیخ تاجد کردی کہ آپکے اقوال نہایت زبردست اور پر معنی ہیں وفات آپکی سنہ ۶۱ھ میں ہوئی مزار جبل حمرین میں ہے۔

شیخ جاگیر الکردی کہ وفات حضرت کی سنہ ۵۹۰ھ میں ہوئی

شیخ علی بن وہب البخاری۔ آپ بڑے احباب سے ہیں وفات حضرت کی سنہ ۵۶۰ھ میں ہوئی۔

شیخ عمر بن عثمان مرزوق کہ سنہ ۵۶۴ھ میں وفات ہوئی مزار امام یافعی کے مزار سے شرق میں ہے مکہ معظمہ میں۔

شیخ سوید سنجاری کہ وفات حضرت کی سنہ ۵۹۲ھ میں ہوئی مزار سنجار میں۔

شیخ ارسلان دمشقی کہ جب آپکا انتقال ہوا لوگوں نے جنازہ کے ساتھ آپکے گروہ سبز پوش کو دیکھا

شیخ عبدالرحیم مغربی کہ وفات حضرت کی ۵۹۰ھ میں ہوئی مزار موضع قینی نواح مصر میں۔

شیخ بلخ مکارم نہر۔

سلسلہ پیران حضرت محبوب سبحانی

اس طرح پر ہے کہ حضرت مرید سلطان الاولیا شیخ ابوسعید مبارک مبارک مخزومی بن علی بن حسین مخزومی قدس سرہ کے پیر طریقت وحقیقت اور عالم علوم ظاہری اور باطنی تھے وفات حضرت کی ۲۵ محرم ۵۱۳ھ میں ہوئی مزار بغداد میں مدرسہ باب الازج میں ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن الہنکاری بن یوسف بن جعفر قریشی الہنکاری قدس سرہ، آپ مرشد شیخ ابوسعید مبارک مخزومی کے تھے تین روز بعد افطار کرتے بعد نماز عشا کے نماز تہجد تک قرآن ختم کرتے تھے وفات حضرت کی ۴ محرم ۴۸۶ھ میں ہوئی۔

شیخ ابوالفرح طرطوسی کہ نام یوسف تہا ابن شیخ محمد بن عبداللہ کہ پیر شیخ ابوالحسن کے اور مرید شیخ عبدالعزیز یمنی کے اور شیخ ابوالفضل سے بھی خرقہ خلافت پہنچا تہا وفات حضرت کی ۱۵ ربیع الاول ۴۴۷ھ میں ہوئی

شیخ ابوالفضل تمیمی بن شیخ عبدالعزیز طرسوی بن حرث بن اسد کی کہ اصلی نام عبدالواحد تمیمی اور کنیت ابوالفضل تھی تھی اور مرید اپنے والد کے تھے۔ وفات ۵ ماہ جمادی الآخر ۴۲۵ھ میں ہوئی مزار بمقام بغداد مقبرہ امام حنبل میں ہے۔

شیخ عبدالعزیز طوسی بن حرث۔ یہ مرید شیخ شبلی کے تھے ہ یا دسویں ذیقعدہ ۳۴۷ھ عہد خلیفہ عبدالکریم میں آپکی وفات ہوئی مزار یمن میں ہے، اسوجہ سے یمنی بھی کہتے ہیں۔

خانوادہ

شیخ ابوبکر شبلی کہ مرشد شیخ ابوالفرح طوسی کے اور مرید خواجہ جنید بغدادی کے کمالات حضرت کے اظہر من الشمس ہیں۔ عیاں راچہ بیان وفات حضرت کی ۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ میں ہوئی کہ شب جمعہ تھی آپکے خلیفہ یہ ہیں شیخ ابوالقاسم فضیل بن مقتدر وشاہ عبدالمومن شیخ ابوبکر طمستانی وابوالقاسم نصر آبادی وابوالحسین حضر دعا وابوالحسن بندار بن حسین بن محمد بن مہلب بن شیرازی مرشد ابوعبداللہ

خفیف مزار شیخ شبلی کا بغداد میں ہے۔
سید الطائفہ طاؤس العلماء قواریری وزجاجی خواجہ ابو القاسم جنید بغدادی کہ شیخ مرشد ابوبکر شبلی کے تھے اور مرید سری سقطی کے آپ بھی صاحب خانوادہ ہیں۔ آپکے سلسلہ سے کئی گروہ جاری ہیں کمالات مشہور ہیں وفات حضرت کی ۲۷ رجب ۳۰۲ھ میں ہوئی مزار بغداد میں ہے۔ خلیفہ آپکے یہ ہیں خواجہ ابوبکر شبلی کہ سر سلسلہ قادریہ ہیں وخواجہ ابو محمد رویم کہ سر سلسلہ کازرونیہ وزاہدیہ ہیں وخواجہ ممشاد علو دینوری کہ سر سلسلہ چشتیہ و قادریہ وطوسیہ وسہروردیہ و فردوسیہ وصوفیہ ہیں وخواجہ ابو علی رودباری کہ سر سلسلہ نقشبندیہ و لبسویہ و عیدروسیہ ہیں وخواجہ ابو محمد حریری کہ سر سلسلہ الفصائیہ وسلطانیہ ہیں و خواجہ ابوبکر واسطی وخواجہ عثمان کی پیر مرشد شیخ حسین منصور حلاج وخواجہ احمد لبسوی سر سلسلہ لبسویہ وخواجہ ابو العباس بن عطا وخواجہ ابوبکر کتانی وجعفر خلائی وشیخ ابوبکر محمد بن علی عطوئی وخواجہ ابو محمد مرتعش کہ صاحب سلسلہ چشتیہ امامیہ ہیں اور یہ صاحب بے سلسلہ رہے۔ شاہ محمود وشاہ عثمان مغربی شاہ دقاق وشاہ رومی۔

حضرت سری سقطی بن مفلس مرشد خواجہ جنید اور مرید خواجہ معروف کرخی کے وفات حضرت کی بروز سہ شنبہ وقت صبح بتاریخ سوم ماہ رمضان ۲۵۳ھ میں بعہد خلیفہ ابو عباس احمد ہوئی۔ ۹۸ سال کی عمر ہوئی اور پانچ خلیفہ تھے۔ خواجہ جنید بغدادی وخواجہ خیر النساج ابو الحسن محمد بن اسمٰعیل وخواجہ ابو عباس احمد بن محمد مسروق وخواجہ ابو الحسین نوری صاحب گروہ نوریہ وشاہ محمود بے سلسلہ حضرت خواجہ معروف کرخی مرشد سری سقطی اور مرید داؤد طائی کی کنیت ابو محفوظ بن فیروز بعضے معروف بن علی کہتے ہیں کہ سات خانوادوں کے پیشوا تھے اور شاگرد امام اعظم کے لکھا ہے کہ داؤد طائی مرید حبیب عجمی کے اور وہ مرید خواجہ حسن بصری کے اور وہ مرید حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے دوسرا سلسلہ خواجہ معروف کرخی کا اسطرح ہے کہ خواجہ مرید حضرت امام موسیٰ رضا کے وہ مرید حضرت امام محمد کاظم کے وہ مرید حضرت امام جعفر صادق کے وہ مرید حضرت امام باقر کے موسیٰ رضا وہ مرید حضرت امام محمد قاسم کے وہ مرید حضرت امام زین العابدین کے وہ کرما سجاوہ امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاننا چاہیئے کہ حضرت امام جعفر صادق کو حضرت قاسم بن محمد بن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خرقہ خلافت پہنچا تہا اس وجہ سے

خواجہ معروف کرخی مقتدائے خاندان نقشبندیہ بھی ہیں سوائے خاندان جنیدیہ اور طیفوریہ کے کل خاندان فقرا کے آپ پیشوا ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۰ محرم ۲۰۰ھ میں ہوئی مزار پر انوار بغداد میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہ

شاہ نعمت اللہ بن سید ابوبکر سید شاہ نور بن سید ابراہیم بن سید جعفر بن سید محمد بن سید بہاؤالدین بن سید داؤد بن سید ابوالعباس احمد بن سید حسن بن سید موسیٰ بن سید علی بن سید محمد بن سید متقی بن سید صالح بن سید ابی صالح بن سید عبدالرزاق بن حضرت غوث الثقلین قدس اللہ اسرارہما شاہ نعمت اللہ عظمائے مشائخ سے گذرے ہیں۔ خوارق اور کرامات بہت سے حضرت سے ظہور میں آئے، اور سلسلہ ارادت آپکا اپنے بزرگوں سے دست بدست چلا آیا ہے۔

تاریخ فرشتہ سے نقل ہے کہ ایک بار فیروز شاہ بادشاہ نے احمد خاں خانخاناں کی آنکھ میں سلائی پھیر کر اندھا کرنا چاہا۔ اور وہ سپاہ لیکر بادشاہ کے مقابل ہوا۔ ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ تاج ترکی سبز سر پر رکھے ہوئے ہیں اور خوشخبری سلطنت دکن کی دیتے ہیں اُنھیں ہر روز وں میں بادشاہ مغلوب ہوا اور احمد خان کو سلطنت نصیب ہوئی شاہ نعمت اللہ ولی جو ہندوستان میں وارد تھے، بعد چند روز کے شہرہ کرامات آپکا جب بلند ہوا تو احمد شاہ نے کچھ تحایف ہمراہ شیخ حبیب اللہ جنیدی کے خدمت میں سید صاحب کی بھیجے اور دعا چاہی کہ اللہ تعالیٰ مجھکو فرزند عطا کرے حضرت نے وہ ہدیہ شاہ قبول فرمایا اور بسبب مشورہ شیخ قطب الدین خلیفہ اور شاہ نور اللہ بن خلیل اللہ اپنے پوتے کے تاج ترکی سبز رنگ احمد شاہ کو بھیجا احمد شاہ اُس تاج کو دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی تاج ہے جو خواب میں میرے سر پر رکھا تھا، اور شاہ نور اللہ صاحب کا بہت اعزاز کیا اور اپنی دختر سے ان کا نکاح کیا۔

مشہور ہے کہ جب وقت حضرت کا آخر آیا اور انتقال فرمایا تو مریدان مالدار اور فقرا میں تکرار ہوئی ہر فریق کا یہ خیال تھا کہ ہم اپنی طرح پر میت کو اُٹھادیں گے۔ قریب تھا کہ تلوار چلے آپنے جلدی سے اُٹھکر فرمایا کہ تم مت لڑو ہم یہاں نہیں مرتے اور کہیں جا مرینگے ۸۳۴ھ میں وفات ہوئی وہاں سے چلکر کوہ سنبھلی میں انتقال کیا وہیں مزار ہے۔ حضرت صاحب گروہ گذرے ہیں آپکو فقر تاج ترکی کہتے ہیں اور نعمت اللہ شاہی کہلاتے ہیں۔

ذکر حضرت شیخ بہاؤ الدین جنیدی قدس سرہٗ

آپ صاحب کمال اور واصل حق گذرے ہیں سلسلہ شکاریہ اور قادریہ رکھتے تھے خوشبو سے بہت ذوق تھا اور خوشبو پہنچنے سے آپ کو نہایت ذوق ہوتا تھا یہاں تک کہ حالت ذوق میں انتقال فرمایا سنہ ۹۲۱ھ میں وفات ہوئی۔ شیخ احمد تقی آپکے خلیفہ تھے سلسلہ قادریہ میں صاحب سلسلہ گذرے ہیں مزار شیخ بہاؤ الدین کا سرہند میں ہے۔

ذکر حضرت سید محمد غوث گیلانی قدس سرہٗ

بن سید شمس الدین گیلانی بغدادی حلبی بن سید شاہ میر بن سید ابو الحسن علی بن سید ابو علی بن سید مسعود بن سید ابو العباس احمد بن سید صفی الدین صوفی بن سید سیف الدین عبد الوہاب بن حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز۔

آپ عالم علمان و واقف اسرار یزداں تھے نہایت سخی اور بہادر تھے آپکے والد حلب میں آکر مقیم ہوئے اور سید محمد غوث حلب میں پیدا ہوئے اور عین شباب میں نکلکر کئی حج کئے تمام ربع مسکون کی سیر کی چندے ناگور میں رہے وہاں مسجد بنائی چندے لاہور میں رہے بعدہ برائے زیارت پدر حلب میں پہنچے اپنے والد سے ایک روز عرض کی کہ میں ہندوستان میں رہنا چاہتا ہوں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ چندے تاخیر کر آخر بعد وفات پدر کے بمقام اوچ آکر مقیم ہوئے اور ہدایت خلق میں مشغول ہوئے اور سلطان سکندر لودی آپکا مرید ہوا اور ذات بابرکات سے فیضان قادریہ ہندوستان میں جاری ہوا ہزاروں مرید ہوئے شعر خوب فرماتے تھے۔ قادری تخلص تھا۔ ایک بار قطب الدین لنگاہ حاکم ملتان نے خواب میں دیکھا کہ حضرت غوث الثقلین فرماتے ہیں کہ تو اپنی دختر بی بی دیس کا نکاح میرے فرزند سید محمد سے کردے چنانچہ حکم غوثیہ کی اُس نے تعمیل کی، مگر اس بی بی سے کوئی فرزند نہ پیدا ہوا بعدہ سید ابو الفتح حسینی کہ اولاد سے سید صفی الدین بانی کے تھے اور اوچ میں مقیم تھے۔ اور بھانجے سید اسحاق گازرونی میران بادشاہ لاہوری کہ وہ مسجد نواب وزیر مغل میں آسودہ ہیں نکاح ہوا اُن بی بی کا نام فاطمہ تھا اور ان کے شکم سے عبد القادر ثانی و سید عبد اللہ ربانی و سید مبارک حقانی و سید محمد نورانی اور ایک دختر پیدا ہوئی۔ سید محمد نورانی لاولد ہے باقی چاروں صاحبزادوں کی اولاد قدیم آبادی اوچ سے جدا آباد ہے وہ آبادی گیلانیان مشہور ہے۔ وفات حضرت شاہ محمد غوث کی سنہ ۹۲۳ھ میں بمقام اوچ ہوئی۔

ذکر حضرت میر سید شاہ فیروز قدس سرہٗ

پہلے آپکے دادا بطریق سیر بغداد سے دہلی میں آئے اور ہندوستان کی سیر کرکے لاہور میں جاکر سکونت پذیر ہوئے۔ جب سید فیروز مسند ارشاد پر متمکن ہوئے تمام دن علم حدیث اور فقہ پڑھاتے۔ رات کو طالبانِ حق کی تعلیم میں مصروف رہتے۔ بعد نماز جمعہ کے شام تک وعظ فرماتے۔ آپ مرید اپنے دادا شاہ عالم کے وہ مرید شاہ نورالدین کے وہ مرید شیخ احمد کے وہ مرید شیخ حامد کے وہ مرید شیخ عبدالرزاق کے وہ مرید سید عبداللہ گیلانی کے وہ مرید شاہ احمد قادری کے وہ مرید سید میر کے وہ مرید سید مسعود کے وہ مرید سید علی کے وہ مرید سید صوفی کے وہ مرید سید عبدالوہاب بن غوث الثقلین کے تھے وفات حضرت کی سنہ ۹۳۳ھ میں بمقام لاہور ہوئی مزار تکیہ ڈنڈی گراں میں ہے۔

ذکر حضرت سید عبدالقادر ثانی قدس سرہ بن سید محمد غوث حسنی حلبی اوچی

آپ صاحب کرامات ظاہری و باطنی عاشق اللہ محبّ رسول اللہ جس پر آپکی نظر پڑتی کیسا ہی متعصب کفار ہوتا مسلمان ہو جاتا تھا اگر فاسق ہوتا تائب ہو جاتا تھا ولایت حضرت کی ولایت غوثیہ تھی، اسی وجہ سے عبدالقادر ثانی مشہور ہوئے، اوائل عمر میں عیش طلب اور صاحب نعمت تھے۔ جب صاحب سجادہ ہوئے سب چھوڑ دیا سماع سے بھی پرہیز کیا۔ بلکہ اپنے مریدوں کو بھی منع فرمایا اگر کہیں سے آواز سماع گوش زد ہوتی توبہت روتے آہ سرد بھرتے بلکہ مرنے کے قریب ہو جایا کرتے تھے روحانیت حضرت غوث اعظم سے تربیت پائی۔ جب بعد انتقال اپنے والد کے صاحب سجادہ ہوئے دنیا اور اہل دنیا سے دل برداشتہ ہوکر حق سے مشغول رہتے تھے۔ اور دیگر برادر آپکے امرائے شاہی سے تھے انھوں نے تدبیر کی کہ حمایت بادشاہ سے ہم سجادگی لیں آپنے نور باطن سے معلوم فرماکر تمام اسنادِ جاگیر و املاک و وظائف بادشاہ کے پاس ارسال کرکے لکھا کہ میں یہ نہیں چاہتا جو طالب ہوں انکو دیجے بعدہ سالہا سال متوکل رہے اور خلق کی جور و جفا اُٹھائی۔ ایک بار بادشاہزادہ نے آپ کو بلایا آپنے جواب میں تحریر فرمایا ؎

ہیچ باب از بابِ بے گشتن نیست ٭ ہر آنچہ بر سر ما میرود مبارک باد
کسیکہ خلعت سلطانِ عشق پوشیدہ است ٭ بحلہ ہائے بہشتی کجا شود دلشاد

نقل ہے کہ ایک بار ملتان میں بیماری طاعون بہت پھیل رہی تھی تمام خلق تنگ آگئی تھی مگر جو آپکے وضو کے جگہ کی گھاس گھونٹ کر پیتا تھا اُس کو شفا ہوتی تھی۔ اسی طرح اکثر بار نواح ملتان اور اوچ میں آفاتِ جنب

پھیلا اُسمیں بہت لوگ مرتے تھے ایک روز بہت خلق برائے دعا آپ کی خدمت میں آئی۔ اُسی شب آپکے مرید غیاث الدین نے خواب میں سید عالم کو دیکھا کہ مجھکو لکڑی دی اور فرمایا کہ یہ لکڑی میرے فرزند عبد القادر کو دے اور کہدے کہ جو مریض تیرے پاس آئے اس لکڑی کو درد کی جگہ چھوائے اور سورہ اخلاص دم کر صبح جب غیاث الدین بیدار ہوئے وہ چوب اپنے پاس پائی اُسکو لاکر پیر کی نذر کی اور خواب کی کیفیت عرض کی الغرض اس روز سے ہزاروں کو صحت ہوئی ایک روز آپ برائے ادائے نماز صبح بیدار ہوئے اور تمام اہل خانہ کو پکارا کہ بیدار ہو اور سعادت دارین حاصل کرو کوئی نہ اُٹھا صبح لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیوں جگاتے تھے۔ فرمایا میں ظاہر رسول مقبول صلواۃ اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا چاہتا تھا کہ تم لوگ بھی یہ سعادت حاصل کرو مگر تم نہ اُٹھے آپکے مرید بہت سے کامل گذرے ہیں، ولادت آپکی ۸۶۲ھ میں ہوئی اور وفات ۱۰ ربیع الاول ۹۴۰ھ مزار اوچ ہے۔

ذکر حضرت سید محمود حضوری لاہوری قدس سرہٗ بن سید شرف الدین شمس العارفین محمد موسوی

آپ اولاد سے امام موسی کاظم کے تھے سید محمد غوث سے سیر کنان ہندوستان میں آکر شہر لاہور میں محلہ حاجی لئی کہ اب وہ ویران ہی مقیم ہوئے تھے آپکے ہزاروں مرید ہوئے، آپ صاحب گروہ ہوئے ہیں آپکے فقیر سید شاہی کہلاتے ہیں آپ مرید اپنے سید شمس الدین کے وہ مرید اپنے پدر سید یعقوب کے وہ خلیفہ سید عبد اللہ شاہ قادری کے وہ خلیفہ سید علی کے وہ خلیفہ سید احمد کے وہ خلیفہ سید اصغر کے وہ خلیفہ سید شاہ ابو الفتح کے وہ خلیفہ سید السادات سید عبد الوہاب کے تھے وفات حضرت کی ۹۹۲ھ میں ہوئی مزار بمقام لاہور بمقبرہ سید جان محمد حضوری میں ہے اور حضوری اس وجہ سے کہتے ہیں کہ زیارت نبی کریم سے مشرف ہوئے۔

ذکر حضرت سید عبد القادر گیلانی لاہوری قدس سرہ

آپ مرید اپنے پدر سید جمال الدین کے تھے بغداد سے آکر لاہور میں مقیم ہوئے آپکے تین صاحبزادہ تھے سید حاجی و سید سلطان اکبر و سید غیاث الدین و دولت شاہ وفات حضرت کی بتاریخ ۸ ربیع الاول ۹۴۲ھ ہوئی۔

ذکر حضرت سید عبد الرزاق گیلانی بن عبد القادر ثانی اوچی قدس سرہ

نہایت بزرگ کامل و عظیم الشان تھے جب آپکے والد کا انتقال ہوا آپ ناگور میں تھے بزور کشف

اپنے پدر کا انتقال معلوم فرما کر اوچ میں آ کر صاحب سجادہ ہوئے۔ وفات حضرت کی ۵ر جمادی الآخر سنہ ۹۴۲ھ میں ہوئی۔

ذکر میران سید مبارک حقانی اوچی قدس سرہٗ

آپ فرزند سید محمد غوث کے تھے۔ صاحب تقوی و عبادت ترک تجرید تھے کہ خرقہ خلافت اپنے پدر سے حاصل کیا جب آپ کو استغراق بڑھا حالت سکر میں اوچ سے نکلکر ایسے جنگل میں جا پہنچے کہ جہاں دوسرے آدمی کا گذر نہوتا تہا صحبت خلق سے نہایت متنفر تھے مجردی کے ساتھ یادِ مولی میں مصروف ہے تذکرہ نوشاہی سے روایت ہے کہ حالت تجرید میں کسیکی مجال نہ تھی کہ حضرت کے روبرو جا سکے اگر کوئی جاتا بیہوش ہو جاتا تہا یا مست ہو جاتا تہا آپ سے بارہ بارہ کوس گرد آدمی نہ جاسکتا تہا۔ مگر شیخ معروف چشتی کہ اولاد سے شیخ فرید الدین گنجشکر کی تھے صحرائے لکھی میں حضرت کے پاس پہنچے۔ اور ایک ہی نظر میں اولیا ہوئے آپنے خرقہ خلافت ان کو مرحمت فرما کر ارشاد کیا کہ معروف تجھہ سے نیا خاندان جاری ہوگا۔ چنانچہ شیخ معروف سے گروہ نوشاہی جاری ہوا بعد اس کے سید مبارک لاہور میں آئے اور سنہ ۹۵۶ھ میں انتقال فرمایا شیخ معروف نے ان کے جسد مبارک کو لاہور سے لاکر اوچ میں اُن کے والد کے پاس دفن کیا۔

ذکر حضرت سید محمد غوث بالا پیر بن سید زین العابدین بن عبد القادر ثانی قدس سرہٗ

حضرت فقر میں شان عالی و مرتبہ بلند رکھتے تھے۔ سید زین العابدین نے روبرو اپنے والد کے راستہ ناگور میں رہزنوں کے ہاتھ سے شہادت پائی اور سید محمد غوث نے اپنے دادا کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی بعد انتقال اپنے دادا کے بوجہ تکرار سجادگی سید حامد گنج بخش اپنے چچازاد بھائی کے اوچ سے نکلکر قصبہ ست گھرہ ملک پنجاب میں مقیم ہو کر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے اور ۵ر شوال سنہ ۹۵۹ھ میں بعہد اسلام شاہ بن شیر شاہ وفات پائی۔

ذکر حضرت سید بہاء الدین گیلانی معروف بہاول شیر قلندر قدس سرہ

فرزند سید محمود سید علاؤ الدین معروف بن زین العابدین بن سید مسیح الدین بن سید صدر الدین

بن سید ظہیر الدین بن سید شمس العارفین شمس الدین بن سید مومن بن سید مشتاق بن سید علی بن سید صالح بن سید عبدالرزاق بن حضرت پیران پیر کہ مشائخ کبرا سے تھے علوم ظاہری اور باطنی سے ماہر اور صاحب عشق و محبت ذوق شوق اکثر آپکو استغراق رہا کرتا تھا، حضرت کے والد بغداد سے ہندوستان میں آکر بدایوں مسکن گزیں ہوئے اسوقت حضرت خورد سال تھے بعدہ آپکے والد نے انتقال کیا اور بدایوں میں دفن ہوئے، چونکہ حضرت مرید اپنے پدر کے تھے اُن کے انتقال کے بعد اپنے چچا سے تکمیل کی اور عبادت حق میں مشغول ہوئے عبادت کی یہ کیفیت تھی کہ بارہ بارہ برس کا ایک چلہ کیا کرتے تھے، ایک بار ایک غار میں حالت استغراق میں ایک پتھر سے پشت لگائی ستر برس بیٹھے رہے۔ جب باہر برآمد ہوئے وہاں سے باہر آئے کھال چپکی ہوئی پتھر سے وہیں رہگئی۔ لباس قلندرانہ رکھتے تھے بہت باہیبت تھے۔ عمر شریف ڈھائی سو برس کے قریب تھی خوب تحقیق ہے کہ جب حضرت کی عمر شریف سو برس کی ہوئی اسوقت آغاز ریش مبارک کا ہوا۔ سواری میں اکثر شیر رہا کرتا تھا بجائے تازیانہ کے مار سیاہ رکھتے تھے۔

نقل ہے کہ جب حضرت غار سے باہر آئے ہیں تو وہاں سے چلکر اُس جگہ آئے جہاں آپ کا حجرہ ہے، پہلے یہاں دریا تھا آپ کنارہ دریا کے آبیٹھے بوجہ ہیبت اور عظمت کے ہر کسی کا ہیاؤ نہ پڑتا تھا کہ حضرت کے روبرو اُس کے متصل جو آبادی تھی اسمیں قوم دھول آباد تھی انکی مستورات جو پانی بھرنے آئیں حضرت کو دیکھکر خوفناک ہوئیں اور اپنے مردوں سے شکایت کی اُنھوں نے آکر حضرت کو دوسری جگہ بٹھایا آخر کسی وجہ پر وہاں سے بھی بار دیگر اُٹھایا آپ کو جو جلال آیا اپنا عصا زمین پر مارا اور فرمایا کہ اے دریا مجھکو جگہ دے فوراً وہاں سے دریا ہٹ گیا، کسیقدر زمین نکل آئی۔ آپنے وہاں تین میخیں گاڑیں ایک چوب نیب کی دوسری چوب بڑ کی تیسری کسی پہاڑی درخت کی تینوں اسیوقت ہری ہوئیں جنہیں دو درخت ہنوز موجود ہیں ایک خشک ہوگیا، اور شیخ داؤد جونی وال کہ آپکے برادر زادہ تھے ان کے گھر آپکی دعا سے بہت اولاد ہوئی، حضرت صاحب سلسلہ ہیں وفات حضرت کی ۱۵ ر شوال سنہ ۹۷۳ھ میں لعہد اکبر اعظم ہوئی مزار حجرہ شریف میں ہے۔

ذکر حضرت مخدوم جی قادری قدس سرہٗ

آپ متوطن بدایوں اور بالکل تارک الدنیا تھے شیخ عبدالوہاب سے نقل ہے کہ بوجہ کبر سنی کے

اُٹھنا بیٹھنا دشوار تہا مگر بعد نماز تہجد کے صبح تک کہڑے رہکر ایک قرآن ختم کرتے وفات حضرت کی ۹۲۳ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید عبد اللہ ربانی بن سید محمد غوث گیلانی حلبی اوچی قدس سرہٗ

آپ علم معقول و منقول فرع و اصول سے ماہر اور عالم باعمل و متوکل و مرتبہ ولایت رکہتے تھے دنیا اور اہل دنیا سے بے پرواہ اور اوچ ہی میں مقیم تھے۔ آپ کی توجہ سے بہت سے باکمال ہوئے وفات حضرت کی ۹۷۸ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید اسمٰعیل گیلانی بن سید عبد اللہ ربانی قدس سرہٗ

حضرت اولیائے عہد اور مرید اپنے کے تھے جب حضرت کے کمال کا شہرہ ہوا حضرت اکبر اعظم نے برائے زیارت آپ کو لاہور میں طلب کیا اور ایک ہزار بیگہ پختہ زمین زرعی علاقہ فیروزپور میں آپ کی نذر کی سبحان اللہ کہ بادشاہ و امرا تو حضرت سے رجوع تھے اور حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے ہر وقت رجوع کئے ہوئے تھے۔ دنیا یا اہل دنیا کو اپنے دلمیں جگہ نہیں دیتے تھے۔ وفات حضرت کی ۹۷۸ھ میں بمقام لاہور ہوئی۔ مزار لکہی محلہ میں کہ جواب ویران ہے متبرہ میران شاہ محمد موج دریا بخاری اندرون احاطہ بی بی کلاں زوجہ محمد شاہ موج کے ہے۔ اور حضرت کے تین پسر کامل وقت ہوئے سید حاجی بہاؤ الدین و سید بدرالدین و سید قطب الدین۔

ذکر حضرت سید حامد مشہور بہ حامد گنج بخش قدس سرہ بن عبد الرزاق بن عبد القادر ثانی اوچی قدس اللہ سرہما

آپ مرید و صاحب سجادہ اپنے والد کے تھے اور نیز صاحب ولایت کہ فقر میں رتبہ بلند رکہتے تھے اپنے وقت کے شیخ زمن کہلاتے تھے اور حضرت کے ہزاروں مرید تھے۔ بادشاہ آپکے در پر آتے تھے تمام عمر یاد خدا میں صرف کی اور خود سید جمال الدین ابو الحسن موسیٰ کو اپنا جانشین کیا اور ۹۷۸ھ میں بمقام اوچ انتقال کیا۔ آپکے خلفا میں سے سید جمال الدین ابو الحسن موسیٰ و شیخ شیر علی شاہ کہ ملتان سے سات کوس جانب غرب ان کا مزار ہے۔

حضرت شیخ داؤد کرمانی چونی وال قدس سرہ صاحب حال و قال و کشف کرامات کہ مجاہدہ شاقہ

و ریاضت عظیم کے ہوئے تھے۔ اور بہت نفس کش تھے۔ شام سے صبح تک کھڑے ہو کر یاد معبود کرتے
کبھی تمام شب رکوع میں رہتے کبھی تمام شب سجدہ میں پڑے رہتے۔ جب کئی برس اسطرح پر گذرے
تو دل ماسوا اللہ سے متنفر ہوا اور تفرقہ دور ہوا اسوقت بارگاہ الٰہی میں رجوع کی کہ طریقہ بیعت کہ
سنت نبی علیہ السلام ہے۔ کس خاندان میں اور کس سے کروں۔ بشارت ہوئی کہ خاندان عالیہ
قادریہ میں حامد گیلانی سے بیعت کر چنانچہ حضرت حسب بشارت الٰہی خدمت سید حامد میں شرف
اندوز ہوئے اور مرید ہو کر طریقہ سلوک قادریہ کی تکمیل کی آخر خرقہ خلافت پایا اور صاحب رشاد ہوگئے
صاحب شجرۃ الانوار تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ داؤد کرمانی بن سید فتح اللہ کرمانی بن سید مبارک بن سید
فیض اللہ باقی بن سید صفی الدین آدم بن سید نقی الدین احمد بن سید عبد المجید بن سید عبد الحفیظ بن سید
عبد الرشید بن سید ابو الغنایم بن سید ابو المکارم بن سید ابو المحاسن بن سید ابو الفیض بن سید ابو الفضل بن
سید عبد الباقی بن سید ابو المعالی محمد بن سید ابو الوہاب بن سید ابو الحیات بن سید محمد بن سید محمد ماہ
بن سید شاہ محمد میر بن سید مسعود بن سید محمود بن سید ابو الاحد بن سید داؤد بن سید ابو ابراہیم اسمٰعیل
بن سید محمد بن موسی مبترقع بن حضرت امام موسی رضا رضی اللہ عنہ۔

حضرت دارا شکوہ قادری تحریر فرماتے ہیں کہ سید فتح اللہ عرب سے وارد ہند ہوئے اور لاہور
میں ٹھیرے بعدہ قصبہ چونی کہ لاہور سے چالیس کوس ہے طرف جنوب کے وہاں آکر متوطن ہوئے
وہیں شیخ داؤد پیدا ہوئے یعنی بعد انتقال والد کے چند ماہ پیچھے پیدا ہوئے جب سن بلوغ کو
پہنچے مولانا اسمٰعیل شاگرد مولانا عبد الرحمٰن جامی سے علوم ظاہری حاصل کئے جب عشق الٰہی پیدا
ہوا روحانیت حضرت غوث پاک سے تربیت پائی اور حضرت غوث پاک کے اشارہ سے سید حامد
سے بیعت کر کے کامل ہوئے اپنی مجلس میں ایسے حیران اور پریشان اور گھبرائے ہوئے بیٹھتے تھے
کہ گویا ان کی کوئی چیز گم ہو گئی ہے یا معشوق کا انتظار ہے۔ کبھی یکایک حالت طاری ہوتی جنگل میں
نکل جاتی کلمات حقایق باواز بلند فرماتے کبھی ارشاد کرتے کہ عراق کی طرف سے جو ہوا آتی ہے نفحات الٰہی
سے اس کے ہمراہ ہوتے ہیں اکثر عراق کی طرف بوجہ عشق حضرت غوث اعظم کے منتظر رہتے اور نہایت
پابند سنت تھے کوئی امر خلاف حدیث شریف کے زبان سے سرزد نہوتا تھا وفات حضرت کی ۹۸۲ھ
میں ہوئی مزار پرانوار شیر گڈھ میں کہ متصل چونی کے ہے ہزاروں کرامتیں تا حال ظاہر ہوتی ہیں چنانچہ ہر سال

عرس شریف میں دور دور سے خلایق جمع ہوتی ہے پہر بھر رات رہے روشنی روضۂ عالیہ کی رگل
ہوجاتی ہے اور تجلی نورانی ظاہر ہوتی ہے جس کو تمام خلایق دیکھتی ہے۔ کہتے ہیں کہ پہلے روضۂ مبارک
کی زیارت ہوا کرتی تھی

ذکر حضرت شیخ بہلول دریائی قدس سرہ

آپ اولیائے پنجاب سے ہیں، صاحب تقوی وریاضت وعبادت وخوارق کہ تمام عمر
سیاحی میں بسر فرمائی اور صاحب گروہ بھی ہیں۔ آپکے فقیر بہلول شاہی کہلاتے ہیں۔ بعض فقیر بہلول
شاہی سہروردی مشہور ہیں وہ اپنا سلسلہ اسطرح ملاتے ہیں کہ بہلول دریائی مرید شاہ لطیف الدین
کے وہ مرید شیخ نصیر الدین قریشی سہروردی کے اور جو فقیر خاندان قادریہ سے نسبت کرتے ہیں
وہ اپنا سلسلہ اسطرح ملاتے ہیں کہ شاہ بہلول مرید شاہ لطف اللہ برکی کے وہ مرید شیخ جمال اللہ
حیات المیر زندہ جاوید کے وہ مرید حضرت غوث اعظم کے اور شاہ بہلول دریائی نے خرقۂ تبرک
حیات المیر زندہ جاوید سے بھی حاصل کیا تہا۔ عمر آپکی دراز ہوئی ہے۔ حقیقۃ الفقرا میں لکھا ہے
کہ آپنے سیاحی میں بہت بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور بعد انتقال مرشد کے برائے حل
بعض مقامات ولایت نجف اشرف میں حاضر ہوکر روضہ متبرکہ حضرت شیر خدا پر دو سال معتکف
رہے۔ اور جاروب کشی سے مشرف رہے۔ جب مطلب برآری ہوگئی وہاں سے کربلائے معلی
میں حاضر ہوکر تین ماہ روضۂ سید الشہداء علیہ السلام پر معتکف رہکر نعمت ہائے گوناگوں سے مشرف
ہوکر کعبہ میں آکر حج کیا۔ بعدہ مدینہ طیبہ کی زیارت سے مشرف ہوکر پھر بغداد میں آئے روضۂ عالیہ
غوثیہ پر ایک سال معتکف رہے بعدہٗ برائے حصول افادہ مشہد میں آکر روضہ حضرت امام موسی رضا
پر حاضر رہے۔ ایک شب معاملہ میں امام برحق نے فرمایا کہ فلاں جگہ فلاں غار میں ایک مجذوب ہے
اسکی خدمت میں جاکر اپنا حصہ قادریہ لے۔ آپ وہاں سے بخوشی تمام اُس غار پر آئے دیکھا کہ
اکیلے وہ بزرگ مراقبہ میں ہیں اور چند خادم جدا ایک جگہ پر ہیں انہوں نے خدام سے استفسار حال کیا اُنہوں نے بیان کیا
کہ ایکبار ہر روز مراقبہ سے سر اُٹھاتے ہیں اگر وقت حالت جلالی کوئی روبرو آتا ہے جل جاتا ہے وہ آج کا دن ہے

ایک روز نظر جمال ہوتی ہے۔ جو روبرو آتا ہے قطب وقت ہوجاتا ہے آپنے اُس روز تو تامل کیا دوسرے روز جب شیخ نے مراقبہ سے سر اُٹھایا اور اُن پر نظر پڑی اُسیوقت اُن کو مقامات قطبیت کھل گئے۔ ان درویش کو لوگ مرد حق کہتے تھے۔ وفات شاہ بہلول دریائی کی ۹۸۳ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ ابو اسحاق قادری لاہوری قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شیخ داؤد کرمانی چونی وال کے تھے علوم ظاہری اور باطنی میں یگانہ عصر ریاضت اور مجاہدہ اور تقوی اور سخاوت میں شہرہ آفاق صایم الدہر اور قایم اللیل تھے۔ صاحب کرامت و خوارق کہ بادشاہ ابو المعالی والی کرمان آپکا مرید تہا۔ آخر وقت میں لاہور آکر محلہ مغلان میں کہ محلہ پیر عزیز نیز نگ مشہور ہے سکونت پذیر ہوئے اور ہدایت طالبان حق میں مشغول رہکر ۵ محرم ۹۸۵ ہجری میں وفات پائی اور اپنے مکان میں دفن ہوئے وہیں آپکے صاحبزادگان کے مزار بھی ہیں۔ آپکا مقبرہ نیز نگ سے جانب شرق کے ہے۔

ذکر حضرت سید میر میران بن سید مبارک حقانی گیلانی

آپ مرد صالح و بزرگ و عالم اور متقی اور صاحب کرامات و ولایت تھے مرید اپنے والد کے آخر اوچ سے آکر لاہور میں ہدایت خلق میں مشغول ہوئے۔ آپ کی ذات بابرکات سے فیضان ظاہری اور باطنی جاری رہا۔ ہزاروں مرید ہوئے اور ۹۸۶ھ میں انتقال کرگے گورستان لاہور میں دفن ہوئے۔

ذکر حضرت شاہ معروف چشتی قادری قدس سرہ

آپ اولاد سے شیخ فرید الدین گنجشکر کے تھے۔ اول اپنے پدر سے طریقہ عالیہ چشتیہ میں مقامات سلوک طے کئے بعدہ سید مبارک گیلانی بن سید محمد غوث جلبی کی خدمت بابرکت میں بمقام لکھی جنگل میں پہنچے۔ لوگوں نے پاس جانیکو منع کیا کہ آدمی کی تاب نہیں ہے جو اُن کے پاس جاسکے یہ نہ مانے اور انکی خدمت میں حاضر ہوئے وہ مراقبہ میں تھے مگر نور باطن سے ان کا آنا معلوم فرماکر سر اُٹھایا اور متبسم ہوکر ان کو دیکھا اُنہوں نے قدموں پر سر رکھا تین روز بیہوش رہے جب ہوش آیا مرید ہوئے بعد تکمیل کار غوثیہ کے خرقہ خلافت سے مشرف ہوکر شاہ معروف سے مخاطب ہوئے اور طریقہ نوشاہی کے امام ہوئے۔ وفات حضرت کی ۹۸۶ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید محمد نور بن سید بہاؤ الدین شیر گیلانی قدس سرہ

آپ صاحب سجادہ اپنے پدر عالی قدر کے تھے۔ علوم ظاہری باطنی میں فرد فقر میں شان عالی رکھتے تھے اور نواسے شاہ کمال بخاری کے تھے جس وقت حضرت کے والد نے رحلت فرمائی آپ وہاں موجود نہ تھے۔ بعد چند روز جب آپ آئے تو دیدار والد سے مشرف ہوئے تمام اقربا وغیرہ کو حکم دیا کہ کوئی پاس نہ آئے۔ مگر وہ معمار کہ جس نے قبر مبارک کھولی تھی چھپ رہا تھا۔ جب آپ نے کفن چہرہ مبارک پدر سے اٹھایا اور زیارت کی معمار کی جو نظر پڑی اسی وقت نابینا ہوگیا۔ بعد چند روز کے جب آپ نے مقبرہ بنانا چاہا تو وہ معمار کی تلاش ہوئی وہی نابینا معمار حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر میں بینا ہوجاؤں تو اچھی طرح کام بناؤں۔ آپ نے فرمایا کہ اس شرط پر کہ جبتک تو کام کریگا بینا رہیگا بعدہ اندھا ہوجایا کریگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دن کو بینا رات کو نابینا ہوجاتا تھا۔ جب کام ختم ہوا پھر کچھ نہ دکھائی دیا۔ وفات حضرت کی سنہ [illegible]ھ میں ہوئی مزار قصبہ جونی میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ قمیص قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت فرزند سید ابی الحیات گیلانی بن سید تاج الدین محمود بن سید جلال الدین احمد بن سید شاہ داؤد بن سید جمال الدین علی بن ابی صالح نصر بن سید عبد الرزاق بن حضرت غوث پاک کے یہ حضرت صاحب سلسلہ اور گروہ ہوئے ہیں کہ ان کے فقیر قمیصیہ کہلاتے ہیں پہلے سکونت حضرت کی ملک بنگالہ میں بمقام قصبہ سالورہ خضرآباد میں تھی اور تجرید اور تفرید کے ساتھ بسر فرماتے تھے۔ بعدہ نصر اللہ نام ایک بزرگ تھے انہوں نے اپنی لڑکی سے حضرت کا نکاح کیا بعدہ شہرہ کمال آپ کا بلند ہوا ہزاروں مرید ہوئے بہت سے خلیفہ ہوکر اطراف عالم میں پھیلے وفات حضرت کی ہر ذیقعدہ سنہ ۹۵۰ھ میں ہوئی مزار سالورہ میں ہے بعد آپ کے سید عبد الرزاق خلیفہ آپکے صاحب سجادہ ہوئے

ذکر حضرت سید اسمٰعیل بن سید ابدال قدس سرہ

آپ صاحب حال و قال باکمال گذرے ہیں۔ قلعہ رہتاس میں رہتے تھے اولاد سے غوث پاک کی ہیں اولاد غوث پاک سے پہلے حضرت ہی کے دادا ہندوستان میں تشریف لائے ذات بابرکات سے فیض عام جاری ہوا اور بعض کاملین ہند نے آپ سے

بیعت کرکے خرقہ خلافت حاصل کیا، مثل شیخ عبد الرزاق جھنجانوی چشتی نظامی و شیخ محمد حسن شیخ امان پانی پتی چشتی یعنی تینوں خلیفہ آپکے مجمع البحرین مشہور ہیں سلسلہ آپ کا اسطرح پر ہے سید اسمٰعیل بن سید ابدال بن سید نصیر بن سید محمد بن سید موسوی بن سید عبد الجبار بن ابی صالح نصیر بن سید عبد الرزاق بن حضرت غوث اعظم اور سلسلہ درویشی بھی اپنے ہی خاندان میں دست بدست چلا آیا ہے وفات حضرت کی ۹۹۴ھ میں ہوئی مزار میٹھور کے قلعہ میں ہے۔

ذکر حضرت سید الہ بخش گیلانی قدس سرہ

آپ اولاد سے سید عبد القادر ثانی کے تھے ہمراہ برادران لاہور میں آکر مقیم ہوئے۔ مقتدائے شریعت کہلاتے تھے ہزاروں کو ہدایت فرمائی اور ۹۹۴ھ میں وفات ہوئی ملک بنگالہ کے کسی دیہہ میں آپکا مزار ہے۔

ذکر حضرت شیخ خضر سیوستانی قادری

آپ شیخ وقت اور صاحب تجرید اور تفرید اور تارک الدنیا اور اہل دنیا سے بے پرواہ اور ہمیشہ قبرستان میں تنہا رہا کرتے تھے وقت استہا کے سوکھے پتے درختوں کے کھاکر ایام گذاری کرتے اور کپڑا فقط ایک تہ بند رکھتے تھے۔ ایک تنور بنا رکھا تھا اُسکو گرم کرکے اس کے اندر بیٹھکر عبادت کرتے شہر اور گاؤں میں قدم نہ رکھتے تھے جانوران صحرائی آپکے ہمجلیس رہتے تھے موسم گرما میں گرم پتھر پر بیٹھکر بحق مستغرق رہا کرتے تھے۔ حضرت داراشکوہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایکبار حاکم سیوستان برائے زیارت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وقت دوپہر کا اور موسم بھی گرم تہا آپ ایک سل پر مراقبہ میں تھے اُس نے اپنا سایہ حضرت پر ڈالا آپنے معلوم فرماکر چشم وا کیں اور فرمایا کہ تو کون ہے اس ویرانہ میں کیوں آیا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ زیارت کو آیا ہوں جو ارشاد ہو خدمت بجالاؤں۔ آپنے فرمایا کہ اپنا سایہ مجھہ پر سے دور کر اور جہاں سے آیا ہے چلاجا جس کے سر پر خدا کا سایہ ہے اُسکو دوسرے کے سایہ کی حاجت نہیں اُس نے پھر منت کی کہ کچھہ تو کار فرمائیے ارشاد کیا کہ اگر کچھہ کار ہوگا تو دیکھا جائیگا اُس نے پھر عرض کیا کہ وقت عبادت کے میرے واسطے دعا کیجئیگا فرمایا کہ خدا نہ کرے کہ میں اسوقت تجھکو یاد کروں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے مجھکو دوسرے کا خیال ہو۔ یہ حضرت مرید شاہ سکندر کے وہ مرید شیر الاولیا خواجہ حافی کے وہ مرید سید علی

قادری کے وہ مرید حضرت شاہ جمال مجرد کے وہ مرید سید لعل شہباز کے وہ مرید شیخ ابو اسحاق ابراہیم کے وہ مرید شیخ مرتضیٰ سبحانی کے وہ مرید شیخ احمد بن مبارک کے وہ مرید حضرت غوث الثقلین کے وفات حضرت کی سنہ ۹۹۲ھ میں ہوئی مزار سیوستان میں ہے۔

ذکر حضرت سید شاہ نور حضوری لاہوری بن سید محمود حضوری غوری قدس سرہ

حضرت فاضل روزگار درویش بلند اقتدار مرید اپنے والد کے اور اُنکے ہم پلہ تھے جو کوئی آپکا مرید ہوتا اول ہی شب کو دیدار نبوی سے مشرف ہوتا۔ وفات حضرت کی سنہ ۹۹۷ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے۔

ذکر حضرت سید موسیٰ پاک شہید قدس سرہ

بن سید حامد گنج بخش گیلانی کہ درویش عالی مقام و عالی ذوی الاحترام ہدایت میں یگانہ روزگار تھے، اپنے عہد میں شیخ پنجاب تھے، اور زیارت رسول مقبول و حضرت غوث پاک سے مشرف ہوتے تھے۔ روحانیت غوث پاک سے فیضان حاصل تہا اور روحانیت سید عبدالقادر ثانی سے بطریقہ اویسی فیض حاصل کیا۔ وفات حضرت کی سنہ ۱۰۱۰ھ میں ہوئی۔ یعنی راہ ملتان میں گولی سے شہید ہوئے۔

ذکر حضرت سید حسین قدس سرہ

آپ درویش کامل اور صحبت یافتہ بزرگان اور سفر کردہ کہ طوس سے دہلی میں آکر فوت ہوئے قلعہ تہورا میں زیر مسجد قوۃ الاسلام قرب دروازہ جنوبی آپکا مقبرہ ہے۔ اب وہ امام ضامن کی درگاہ مشہور ہے یہ حضرت کہتے ہیں کرتے تھے اپنے عضو تناسل کو کاٹ کر پھینک دیا تہا وفات حضرت کی سنہ ۹۴۲ھ میں ہوئی۔ مزار دہلی کہنہ میں زیر مسجد قوۃ الاسلام مقبرہ عالی ہے۔

ذکر حضرت شیخ عبدالوہاب متقی قادری شاذلی الحسنی المدنی قدس سرہ

آپ مرید شیخ علی بن حسام الدین متقی کے تھے۔ مگر مجمع البحرین تھے کہ خاندان چشتیہ و قادریہ میں اجازت یافتہ تھے۔ آپ بمقام منڈو یگانہ شیخ ولی اللہ کہ کامل روزگار تھے پیدا ہوئے، بعدہ آپ کے والد برہان پور میں تشریف لائے بہ صغر سن تھے کہ ان کے والد نے انتقال کیا۔ ان کو خوردی میں

عشق الٰہی پیدا ہوا کہ ملک گجرات و سرندیپ کی سیر کرتے ہوئے بیس برس کی عمر میں کعبہ میں پہنچکر شیخ علی متقی کے مرید ہوکر مقامات سلوک طے کیے اور شیخ کے کمالات میں ایک کتاب لکھی جس کو شیخ بہت عزیز رکھتے تھے اور بارہ برس مکہ معظمہ میں خدمت مرشد میں رہے۔ باقی اٹھائیس برس مکہ میں گذار کر حج کیے بعد انتقال پیر کے گجرات میں آکر لواحقوں سے ملے پھر کعبہ کو مراجعت کی اور حج کیا بعدہ پچاس برس کی عمر میں متناہل ہوئے اور فتوحات بدرجہ غایت ہونے لگا جو آتا سب کو بقدر مساوی کرتے اہل خانہ کو برائے سد رمق دیتے اخبار الاخیار سے نقل ہے کہ آپ فرماتے ہیں ایکبار میں ہمراہ اپنے والد کے سفر میں تھا راستہ بھولکر ایسے جنگل میں پہنچے کہ جہاں کچھ نہ تھا مجھ پر بھوک اور پیاس غالب ہوئی میں اسکی وجہ سے رونے لگا والد نے میری تسلی کی کہ اب پانی اور کھانا آتا ہے اسمیں شام ہوگئی بوجہ خوف جانوران صحرائی کے ہم دونوں درخت پر چڑھ گئے تمام رات گذری صبح ہم نے دیکھا کہ ایک چشمہ شیریں ہے اُسپر ایک پیر مرد کھڑا ہے اس نے مجھکو دیکھکر دو روٹی گرم بغل میں سے نکالکر دیں ہم نے اُن کو کھایا پانی پیا اس پیر مرد نے فرمایا کہ قریب گاؤں ہے وہاں جاکر آسودہ ہو ہم اس گاؤں میں گئے مگر مجھکو اس پیر مرد کے دیکھنے کا شوق ہوا جب میں اس درخت کے نیچے گیا کہ جہاں شب کو رہا تھا نہ وہاں چشمہ دیکھا نہ وہ پیر مرد ملا میں حیران ہوا شاید وہ خضر علیہ السلام تھے چنانچہ ایکبار یہ کاتب الحروف اور ایک بزرگ دونو ہم سفر تھے اتفاق سے دو شبانہ روز کھائے ہوئے گذر گئے تھے تیسری شب کو ایک جنگل میں زیر کوہ مجوس کا ایک معبد دیکھا وہاں چاہ بھی تھا یہ موقع دیکھکر ہم اس چاہ پر ٹھیرے کھانا تو وہاں کہاں تھا مگر پانی پینے کو جی چاہا موسم نہایت سرد تھا برف پڑتی تھی جب ڈولچی چاہ میں ڈالی تو پانی دور تھا رسی چھوٹی تھی مینے پجاری سے کہا کہ اگر رسی دو تو ہم پانی پی لیں۔ اُس نے کہا کہ تپ چڑھ رہی ہے رسّی میرے زیر پلنگ ہے میں اُٹھ نہیں سکتا مجبور تمام شب اس چاہ پر پیاسے پڑے رہے جب پہر رات رہی وہاں سے چل دیئے کہ اتنے میں روز روشن ہوا بوجہ سردی کے چلنا مشکل ہو جاتا تھا اور بھوک کی اذیت تھی تیمم کرکے ہم دونوں نے نماز صبح ادا کی اور چلے تو راستہ بہت تنگ تھا دونو طرف جھاڑی تھی میں آگے تھا مینے دیکھا کہ ایک جھاڑی پر تین روٹیاں رکھی ہیں اُن کو دیکھکر جی چاہا کہ اُن کو اٹھالوں مگر دلمیں خیال آیا کہ نہ معلوم یہ کس قوم کی ہیں اور یہ بزرگ کہیں گے کہ ذرا سے امتحان میں یہ

صبر نہ کر سکا یہ سوچکر میں آگے بڑھا اور وہ بزرگ اُس جگہ پر آئے انکی نظر بھی اُن روٹیوں کی طرف پڑی اُنہوں نے مجھے بُلایا اور کہا کہ یہ اُٹھالو مینے اُن سے کہا کہ نہ معلوم کس کی ہیں یا کُتا اُٹھا لایا ہے انہوں نے وہ اُٹھاکر مجھہ سے کہا کہ یہ رحمت خدا ہے دیکھو گھی سے چپڑی ہوئی ہیں ابھی گھی ان کا جما بھی نہیں ہے اور یہاں دور دور آبادی کا نشان بھی نہیں معلوم ہوتا نہ راہ میں کوئی مسافر ملا مینے جو دیکھا تو بیشک گھی اُن پر کا جما نہ تہا اُٹھاتے ہی سردی سے جم گیا جب اور تھوڑی دور گئے ایک نالہ ملا اُس کو ہم دیکھکر بہت خوش ہوئے میں اسمیں نہلانے لگا وہ بزرگ برائے رفع حاجت گئے وہاں سے جو آئے ایک درخت مرچ کا لیکر آئے اُسمیں پانچ مرچیں تھیں ہم دونوں نے شکر پروردگار ادا کیا اور ڈیڑھ ڈیڑھ روٹی کھائی تو وہ روٹیاں چنے کے آٹے کی تھیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بعد امتحان کے اپنے بندوں کی ضرور امداد فرماتا ہے سیر و سفر میں ایسے ایسے مقام پر خبر لی کہ اگر ان کو لکھوں تو ایک بڑی کتاب تیار ہو آمدم بر سر مطلب۔ شیخ عبدالوہاب متقی فرماتے ہیں کہ ایک بار میں مسافر تھا میرا گذر شہر ملیبار میں ہوا وہاں قاضی عبدالوہاب شافعی خدمت گذار فقرا تھا مجھکو بھی فقیر شکل دیکھکر میرے پاس آیا مینے اس سے پوچھا کہ اگر اس شہر میں کوئی صالح درویش ہو تو میں اس سے ملوں قاضی نے کہا کہ یہاں ایک بزرگ صاحب کرامات و خوارق ہیں مگر شراب پیتے ہیں میں اس وجہ سے ان سے نہیں ملتا۔ پس دوسرے روز میں اُن بزرگ کے پاس گیا دیکھا کہ اونچے ٹیلہ پر ان کا مکان ہے دو تین آدمی اور بھی رہتے ہیں جب قریب گیا دیکھا کہ بہت مرد و عورت ان کے پاس بیٹھے ہیں مجھکو دیکھکر مرحبا کہا اور خوش ہوئے تھوڑی دیر بعد دور شراب شروع ہوا مجھکو بھی اشارہ کیا کہ پی مینے کہا یہ حرام ہے اس کا پینا ناجائز ہے بہت کچھ اُنہوں نے کہا جب میں پینے پر راضی نہوا تو کہا کہ خیر دیکھ تجھکو کیا پیش آتا ہے میں وہاں سے رنجیدہ ہوکر اُٹھا اُسی شب کو خواب میں دیکھا کہ ایک باغ نمونہ بہشت ہے مینے اسمیں جانا چاہا دیکھا کہ وہی مرد شرابی وہاں کھڑا ہے پیالہ شراب کا اس کے ہاتھ میں ہے مجھسے کہنے لگا کہ اگر شراب پی تو باغ میں جا ورنہ ممکن نہیں صبح جب میں بیدار ہوا لاحول پڑھی پھر جب سویا وہی صورت پیش آئی مینے توجہ جناب سرور عالم کی طرف کی اور پھر جو میں سویا جناب سرور عالم کو دیکھا کہ تشریف لائے اور عصا ہاتھ میں ہے میں روبرو حاضر ہوا کہ وہ مرد شرابی بھی آیا حضرت صلواۃ اللہ علیہ وسلم نے عصا اُس مرد کی طرف ڈالا فرمایا کہ کتا ہو جائے نابکار۔ اسیوقت وہ کتا ہو گیا

اور وہاں سے بھاگا پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ مینے اس کو نکالدیا کہ وہ اس شہر میں بھی نہ رہیگا صبح جب میں بیدار ہوا اسکے مکان پر جاکر دیکھا کہ وہ اسی شب کو بھاگ گیا تھا مینے شکر پروردگار ادا کیا وفات شیخ عبدالوہاب متقی کے سنہ ۱۰۰۱ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید عبدالوہاب بھاگری قدس سرہٗ

فرزند سید عبدالرزاق بھاگری ماہر علوم دینی دنیوی جامع کمالات صوری و معنوی اور مرید اپنے والد کے تھے تمام عمر ہدایت خلق میں مصروف رہ کر سنہ ۹۹۸ھ میں وفات پائی۔

ذکر حضرت سید میر ابراہیم حسینی اوچی قدس سرہٗ

آپ مرید شیخ بہاؤالدین قادری کے صاحب علم و عمل و تصرفات ظاہری و باطنی رکھتے تھے آپکے بہت سے شاگرد مولوی ہوئے ہیں وفات حضرت کی سنہ ۹۰۲ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ محمد حسن قادری جونپوری

آپ صاحب ولایت جونپور ہیں۔ خاندان چشتیہ میں مرید اپنے والد شیخ حسن کے تھے اور بزرگان چشتیہ سے بھی فیض تھا جب آپ حج کو گئے وہاں خاندان قادریہ میں شیخ عبدالوہاب کے مرید ہوئے اور کئی برس کعبہ میں رہے پھر دہلی میں آئے ۲۷ رجب سنہ ۹۴۴ھ میں وفات پائی مزار متصل بجنڈل اپنے والد کے مزار کے پاس ہے۔

ذکر حضرت سید صوفی بن سید بدرالدین بن سید اسمٰعیل گیلانی قدس سرہٗ

یہ حضرت صاحب شریعت و معرفت تھے جو آپکا مرید ہوتا تھا کامل ہو جاتا تھا لاہور میں کوس شریعت آپکا چندروز خوب بجا آخر سنہ ۱۰۰۲ھ میں وفات ہوئی۔

ذکر حضرت سید کامل شاہ لاہوری قدس سرہ

آپ ولی مطلق و شیخ محقق تھے مرید شیخ اللہ داد مداری کے ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا اور بعہد دولت حضرت اکبر اعظم حسب طلب بادشاہ لاہور میں آکر موضع بابو سابو کے جنگل میں ٹھیرے ہزاروں آپکے مرید ہوئے وفات حضرت کی ۷ صفر سنہ ۱۰۰۵ھ میں ہوئی اور بجائے اقامت دفن ہوئے بعدہ نواب عبدالرحیم خاں جرنیل سلطانی نے آپکا مقبرہ بنانا چاہا شب کو خواب میں اس سے

فرمایا کہ میرا مزار خام رہے گنبد نہ بنانا۔

ذکر حضرت شیخ حسین لاہوری قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ شیخ بہلول دریائی کے تھے۔ صاحب ذوق و شوق و وجد و سماع اور اپنا طریقہ ملامتیہ رکھتے تھے۔ انکی کیفیت یہ ہے کہ کلس رائے کا یسچہ کہ باشندہ لاہور کے تھے، عہد فیروز شاہ میں مسلمان ہوکر شیخ عثمان نام پایا اور کار بافندگی کا کر کے ایام گذاری کرتے تھے اُن کے متعلقان عثمان ڈھڈا کہلاتے ہیں اور کار بار بننے کا کرتے ہیں، شیخ حسین ۹۴۵ھ میں شیخ عثمان نومسلم کے گھر پیدا ہوئے جب سات برس کے ہوئے حافظ شیخ ابوبکر لاہوری سے قرآن شریف پڑہنا شروع کیا تین برس میں حافظ ہوئے انہیں دونوں میں شیخ بہلول دریائی لاہور میں آکر مسجد حافظ ابوبکر میں ٹھیرے اور شیخ حسین کو دریا سے پانی لینے بہیجا کہ پانی قریب مسجد مذکور کے ٹکسالی دروازہ کے باہر بہتا تہا جب شیخ حسین پانی لائے شاہ بہلول نے وضو کر کے دو رکعت تہیت الوضو ادا کر کے شیخ حسین کے واسطے دعا کی کہ الہٰی اس بچہ کو عارف اور اپنا عاشق کر پس اُسوقت عمر انکی دس برس کی تھی۔ شاہ بہلول سے بیعت کی چونکہ رمضان تہا۔ شاہ بہلول نے شیخ حسین کو امام کیا اور ان سے قرآن سنا اور چند سال کی کوشش میں ان کو باکمال کر کے قصبہ چنیوٹ کہ لاہور سے سات کوس اور شاہ کی سکونت کی جگہ تھی چلے آئے شیخ حسین نے ۲۶ برس ریاضت اور مجاہدہ میں گذارے دن کو کنارہ دریائے راوی پر جنگل میں شب کو روضہ شیخ علی مخدوم گنج بخش ہجویری پر بسر کرتے تھے ایک روز بوقت شب مزار پر انوار پر یہ تنہا تھے کہ مخدوم پیدا ہوئے اور مہربانی شیخ کے حال پر فرمائی۔ اُسی وقت یہ روشن ضمیر ہو گئے تمام مقامات کھل گئے۔ نقل ہے کہ ایک روز شیخ حسین تفسیر مدارک کا سبق شیخ سعد اللہ لاہوری سے پڑھ رہے تھے وما الحیوۃ الدنیا کے معنی دریافت کئے اُستاد نے احسن طور تفسیر بیان کی شیخ نے کہا کہ مجھکو قال سے کچھ مطلب نہیں میں طلبگار حال کا ہوں یہ کہکر مست جام حال ہوئے اور مسجد سے اُٹھکر کودنے لگے اور گانے لگے مسجد سے نکلکر کتاب چاہ میں ڈالدی اس حرکت سے اور درویش ان کو ملامت کرنے لگے آپ چاہ پر آئے اور فرمایا کہ اے پانی کتاب ڈالنے کی وجہ سے درویش مجھکو بُرا کہتے ہیں میری کتاب مجھکو واپس دے اُسیوقت وہ کتاب پانی کے اوپر آگئی آپنے اُس کو لیکر درویشوں کو دی وہ کتاب بھیگی تک نہیں تھی اُس روز سے آپنے اپنا طریقہ ملامتیہ کرلیا ڈاڑھی مونچھ منڈا کر جام ہاتھ میں لیکر ملامت کو پسند کیا

اور دیوانہ وار کبھی مسجد میں کبھی میخانہ میں کبھی کوچہ و بازار میں، کبھی ہنستے کبھی روتے پھرا کرتے تھے
ایک بار آپنے اپنے یاروں سے فرمایا کہ آج دریائے راوی کی سیر کرینگے اُنہوں نے کہا کہ مرغن کھانا
کھلواؤ تو چلیں، آپنے منظور کیا اور سب ملکر موضع منڈیان والہ میں آئے کہ جو دریا سے قریب تھا۔
بہار خاں سردار موضع نے آپکے یاروں کو پکڑ کر پابہ جولاں کیا اور ان سے کہا کہ امساک باراں ہے
جب تک پانی نہ برسیگا میں ان کو نہ چھوڑوں گا۔ اگرچہ بہار خاں خادم الفقرا تھا مگر یہ حیلہ برائے
بارش اُس نے کیا تھا آپ اپنے یاروں کے پاس گئے اور فرمایا کہ معاملہ برعکس ہوا کہ کھانے
کے بدلے قید ہوئی۔ بعدہ بہار خاں کے پاس آئے اور فرمایا کہ اس حیلہ سے پانی برسنا ممکن نہیں
بلکہ آگ برسیگی مگر ہاں جو کھانا مرغن شیر و شکر میرے یاروں کے آگے لاکر دعوت کرو تو کیا عجب
ہے کہ پانی برسے یہ سنکر بہار خاں بہت محبت سے پیش آیا اور انواع و اقسام کے کھانے لاکر اُن کے
یاروں کے روبرو رکھے اور بہت مدارات سے پیش آیا۔ جب آپنے اپنے یاروں کو خوش دیکھا منھ
طرف آسمان کے کرکے کہا کہ الٰہی حسین اپنے یاروں سمیت خوش ہے اسوقت لازم ہے کہ باران رحمت
بھیج کہ ان کے دل خوش ہوں اُسیوقت پانی برسنا شروع ہوا ایسا برسا کہ تمام جنگل بھر گئے
نقل ہے کہ آپکے کسی دشمن نے شہنشاہ اکبر اعظم سے شکایت کی کہ حسین نامی فقیر لاہور میں ہے
ڈاڑھی مونچھ منڈاتا ہے سرخ لباس پہنتا ہے اور ایک لڑکا مادھو نام ہے اُس سے صحبت رکھتا ہے
اس کا ہاتھ پکڑ کر ڈھول پر ناچتا ہے ایسی حرکات کرکے دعوئی ولایت رکھتا ہے۔ شہنشاہ نے یہ سنکر
ملک علی کوتوال کے نام فرمان نافذ فرمایا کہ حسین کو پابہ جولاں کرکے حاضر حضور کرے فرمان کے پہنچتے
ہی کوتوال نے اپنے پیادوں کو حکم دیا کہ شیخ حسین کو گرفتار کرکے لاؤ۔ حضرت لاہور میں موجود تھے
بدستور پھرا کرتے مگر کوتوال کے پیادے نہ پاسکے ایک روز کوتوال شہر عبداللہ راہ زن کو کہ قوم
بھٹی سے تھا حسب الحکم بادشاہ قتل گاہ میں لیجاتا تھا۔ خلق کا بہت ہجوم تھا اُسی ہجوم میں شیخ بھی
ملے کوتوال نے اُن کو گرفتار کیا اور جیل خانہ میں بھیجکر پابہ جولاں کیا اُسیوقت بیڑی شکستہ ہوئی
یہ کرامات دیکھکر کوتوال نے کہا کہ اے حسین جادو کے زور سے تو نے زنجیر توڑی اگر میں چاہوں تو دونوں
پیروں میں بیڑیاں ڈالکر بادشاہ کے پاس بھیجدوں آپنے فرمایا کہ میں خدا سے چاہتا ہوں ابھی بیڑے
بمعہ میں آہنی میخیں ٹھکی جائیں اور تو اُسی صدمہ سے مرے۔ اتفاقاً جو فرمان عبداللہ کا تھا اسمیں لکھا تھا کہ وقت قتل

جو عبد اللہ کہے وہ لکھ کر ہمارے پاس ارسال کرے، چنانچہ عبد اللہ نے خوب گالیاں دی تھیں۔
پس کوتوال نے من و عن وہ گالیاں تحریر کر کے ارسال حضور کیں، حضور بملاحظہ اُن الفاظ سے سخت
رنجیدہ ہوئے اور ناظم لاہور کے نام حکم ہوا کہ کوتوال کی مقعد میں لوہے کی میخ ٹھونک کر ماریں۔ کل
مال قرق کریں، عیال و اطفال کو قید کریں، چنانچہ ناظم نے تعمیل حکم کی، فرمانا شیخ کا درست آیا۔ بعد
قتل کوتوال کے بادشاہ نے شاہ حسین کو اپنے طور پر اپنے پاس بلایا جب آپ روبرو بادشاہ کے
گئے، ایک ہاتھ میں صراحی ایک میں جام شراب تھا، بادشاہ نے یہ کیفیت دیکھکر کہا کہ تم مرید خاندان قادریہ
کے ہو اور یہ حال ہے، حسین نے صراحی میں سے ایک جام بھر کر بادشاہ کے ہاتھ میں دیا، بادشاہ نے
جو دیکھا تو اُس میں سرد پانی تھا، دوسرا جام دیا تو وہ شربت سے بھرا ہوا تھا، تیسرا جام جو دیکھا تو وہ دودھ
سے لبریز تھا، بادشاہ نے دوسری صراحی شراب کی منگا کر حسین کے ہاتھ میں دی، اُنہوں نے بدستور
جام بھر کر دیا تو وہی سرد پانی تھا، دوسرے میں شربت تیسرے میں دودھ پھر بادشاہ نے برائے امتحان
ان کو قید خانہ میں بھیجا کہ اگر یہ کامل ہے تو قید اس کو مانع نہیں، پس ان کو قید خانہ میں روانہ کر کے
بادشاہ داخل محل ہوئے، دیکھا کہ حسین بادشاہ بیگم کے پاس کھڑا ہے، یہ دیکھکر قید خانہ میں دریافت
کرایا وہاں اُن کو نہ پایا پس اپنے کئے سے بادشاہ تائب ہوا اور چندے اُن کو اپنے پاس رکھکر خدمات
بجالا کر فیض قادریہ حاصل کیا، اور آپ کی صحبت کی وجہ سے اصلاح ظاہری سے بے پروا ہو کر اصلاح باطنی میں
کوشاں رہے، اور قیودات ظاہری کو بالکل چھوڑ دیا تھا، قاعدہ ہے کہ شیخ کامل جس طریق پر ہوگا اُس کا
طالب بھی وہی طریقہ اختیار کریگا۔

نقل ہے کہ حاجی یعقوب متوطن مدینہ تھے، اُنہوں نے شیخ حسین کو مدینہ میں معتکف دیکھا۔
اور دوستی پیدا کی، جب وہ بطریق سیر ہندوستان میں آئے اور جب لاہور میں پہنچے شیخ حسین کو بازار چوک
میں مست اور متوالا دیکھکر متعجب ہوئے، ایک سے دریافت کیا، اُس نے کہا کہ اسکو حسین کہتے ہیں۔
یہ لاہور ہی کا رہنے والا ہے یہ سنکر حسین کے پاس گئے اور کہا کہ تو وہی ہے جو مدینہ میں معتکف تھا یہ
کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ آنکھیں بند کر، جب اُنہوں نے آنکھیں بند کیں حضرت کو اُسی لباس سے مدینہ
میں معتکف پایا، یہ کرامت دیکھکر حاجی یعقوب مرید ہوئے۔

نقل ہے کہ مخدوم الملک قاضی لاہور بازار میں چلا جاتا تھا، آپکو دیکھا کہ ڈھول پر ناچ رہے ہیں

یہ دیکھکر وہ برہم ہوا اور آپ کو تکلیف دینی چاہی، آپنے جھپٹ کر اُس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر فرمایا کہ قاضی! ارکان اسلام کے پانچ ہیں، اول کلمہ توحید و اقرار رسالت احمد مجتبیٰ علیہ السلام اسمیں ہم تم دونوں شریک ہیں نماز اور روزہ کو مینے ترک کیا حج اور زکوٰۃ کو تو نے ترک کیا۔ تقریر صرف حسین کے واسطے کیوں ہے۔ یہ سنکر قاضی ہنسا اور چلا گیا۔

لکھا ہے کہ آپکے خادم قریب نو ہزار کے تھے بعض ایک لاکھ کہتے ہیں، مگر سب بلی ہوئے اور آپکے سولہ خلفار گذرے ہیں، جنمیں چار غریب کہلاتے ہیں جو یہ ہیں شاہ غریب بمقام اقی ٹھٹہ وزیر آباد سے تین کوس، دوسرے شاہ غریب موضع لنگوی والہ ضلع وزیر آباد میں ہیں، تیسرے شاہ غریب اچیلا پور دکن میں، چوتھے شاہ غریب لاہور میں متصل مزار حضرت کے، اور چار دیوان کہلاتے ہیں، اول دہو دیوان لاہور میں، گور کھہ دیوان لاہور میں، بخشی دیوان بیجاپور میں، اللہ دیوان لاہور میں، مگر دہو محبوب ترین خلفار سے تھے تین خاکی کہلاتے ہیں، اول مولا بخش خاکی لاہور میں، دوم خاکی شاہ وزیر آباد میں، سوم حیدر بخش خاکی دکن میں، چار بلاول کہلاتے ہیں اول شاہ رنگ بلاول، دوم بدہو، سوم شاہ بلاول کہ یہ تینوں گرد روضۂ حضرت میں آسودہ ہیں، چہارم شاہ بلاول دکن میں۔ وفات شیخ حسین کی صلخ جمادی الثانی ۱۰۰۸ھ میں ہوئی مزار لاہور میں مرجع خلایق ہے۔

ذکر حضرت شیخ حسین قادری قدس سرہ

آپ مرید شیخ عبدالوہاب کے تھے خاندان چشتیہ سے بھی فیض یافتہ تھے، اخبار الاخیار سے نقل ہے کہ کنارہ دریائے نربدا کے اکثر جگہ جنگل اور پہاڑ ہے، ایک مقام سر راہ پر شیر آگیا تھا۔ اُس نے راستہ بند کر رکھا تھا آپ کا بھی وہاں گذر ہوا، شیر کا حال سنکر ایک ہاتھ میں چادر لپیٹی ایک میں کارد لیا، اور اس جھاڑی میں کہ جہاں شیر تہا گھسکر شیر کو پکڑ کر کارد سے ہلاک کیا وفات حضرت کی سنہ ۱۰۱۳ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ نعمت اللہ سرہندی قدس سرہ

آپ اول مرید میاں میر بالا پیر لاہوری کے تھے اور حاجی بھی تھے، نقل ہے کہ ایک سوداگر معہ اپنے فرزند کے خدمت شیخ میں آیا اور عرض کی کہ راہ میں چور میرے پیسے لیگیا، آپنے نور باطن سے معلوم کرکے سوداگر بچہ سے کہا کہ فلاں گنبد میں تو نے روپے رکھے ہیں جلد لاکر اپنے باپ کو دے۔ وہ یہ سنکر قدموں پر گرا اور مبلغان لاکر باپ کے حوالے کئے، ایک بار ایک شخص نے عرض کیا

کہ میری ایک باندی تھی خوبصورت میں اس کا عاشق ہوں وہ گم ہوگئی کچھ تجویز بتایئے جو وہ مل جائے
آپ نے فرمایا کہ سر راہ فلاں جگہ جا بیٹھ ایک گاڑی آویگی اس کے پردہ کے پاس جا کر کہنا کہ اے کنیز
باہر آ وہ مل جائیگی، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اسکی کنیز مل گئی، وفات حضرت کی بعہد نورالدین
جہانگیر بادشاہ سنہ ۱۰۱۱ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شاہ بدر گیلانی قدس سرہ

حضرت شاہ بدر گیلانی بن سید شرف الدین بن سید یحیی بن سید علاؤ الدین علی بن شمس الدین محمد
بن سید شہاب الدین احمد بن علاؤ الدین علی ثانی بن سید قاسم بن سید یحیی تاتاری بن سید احمد متقی
بن سید ابی صالح بن سید ابی نصر بن سید عبدالرزاق بن حضرت غوث پاک کہ مرد صاحب ولایت اور
پیر طریقت کہ عہد حضرت اکبر اعظم میں لاہور میں آئے ساکنان پنجاب سے ہزاروں مرید ہوئے، خوارق و
کرامات آپ سے بہت ظاہر ہوئے، وفات حضرت کی ۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۱۸ھ میں ہوئی مزار موضع ساتی
علاقہ پٹیالہ میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ شمس الدین قادری لاہوری

یہ حضرت خلیفہ شیخ ابو اسحاق قادری کے تھے، اور عالم باعمل و عارف مکمل اپنے
عہد میں یگانہ روزگار تھے، لاہور میں آپکو بہت فتوح تہا، یہاں تک کہ حضرت جہانگیر بادشاہ بھی معتقد
ہوئے، جس کے بارہ میں جو بادشاہ کو تحریر فرماتے بادشاہ اسکی طرح کرتے تھے، اس ذریعہ سے ہزاروں کی
کاربرآری ہوئی، وفات حضرت کی سنہ ۱۰۲۱ھ میں ہوئی،

ذکر حضرت سید جیو عبدالقادر ثالث قدس سرہ

آپ اولیائے وقت اور صاحب ولایت تھے اور مرید اپنے والد سید محمد غوث بالا پیر
صاحب ست گہرہ کے کہ بعد انتقال پدر تمام ہندوستان کی سیر کرکے بزرگان وقت سے افادہ حاصل کیا
بعدہ لاہور میں آکر شہر سے باہر محلہ رسول پورہ آباد فرماکر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے اور وہیں سنہ ۱۰۲۳ھ
میں وفات پائی، مزار آپ کا مشہور ہے آپکی دو صاحبزادیاں تھیں، بڑی بی بی کلاں کہ میران محمد شاہ
موج دریا بخاری سے بیاہی گئیں، اور بی بی دولت کا نکاح سید نظام الدین بن سید میر میران
بن سید مبارک بن سید محمد غوث سے ہوا۔

ذکر حضرت سید خیر الدین ابو المعالی قادری کرمانی قدس سرہ

فرزند سید رحمت اللہ بن سید فتح اللہ کے

ولی کامل اور صحیح النسب سادات کرمان سے تھے، صاحب کرامات خوارق وزہد وتقویٰ بعد تکمیل کسب قادریہ کے خرقہ خلافت حاصل کیا، مرید اپنے برادر زادہ اور شیخ داؤد شیر گڈھی کے تھے، بعدہ لاہور میں آکر راستہ میں جہاں ٹھیرے، باغ تالاب چاہ تیار کرایا وہ عمارات ہنوز موجود ہیں اور لاہور میں ہزاروں مرید ہوئے ایک یہ کرامات تھی کہ جو آپ سے بیعت کرتا اسی شب کو زیارت رسول مقبول سے مشرف ہوتا یا زیارت غوث پاک سے مشرف ہوتا، حضرت دارا شکوہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ملا شاہ نقل کرتے ہیں کہ ایکبار میں ہمراہ اپنے اخوند ملا نعمت اللہ کہ عالم وعامل وفقیر کامل تھے حضرت کی زیارت کو آئے، ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت سے ایک مرید نے تسبیح نذر کی، میرے دلمیں آیا کہ اگر مجھکو دیں تو خوب ہو، جب ہم چلنے لگے مجھکو اپنے روبرو بلاکر فرمایا کہ یہ تسبیح اپنی خواہش کے موافق لے۔ اگر ہو سکے تو اس پر سو بار درود پڑھا کر مجھے تجھے اور مالک تسبیح کو بہت ثواب ہوگا، آخوند نعمت اللہ سے روایت ہے، یعنی آخوند کہتے ہیں کہ میرے دلمیں خیال آیا کہ مجھکو غوث پاک سے نہایت محبت اور ارادت ہے آیا غوث پاک کو بھی میری ارادت کی خبر ہوگی یا نہ ہوگی، اسی شب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں میں سر برہنہ کھڑا ہوں اور حضرت غوث نے دستار سفید مجھکو عطا کی اور فرمایا کہ میں تیرے حالات سے واقف ہوں صبح جب میں بیدار ہوا شاہ ابو المعالی نے مجھکو طلب کرکے دستار سفید عنایت کی اور کہا کہ یہ وہی دستار ہے جو شب کو غوث پاک نے مجھکو دی تھی اور شاہ ابو المعالی صاحب دیوان اور صاحب تصانیف بھی ہیں، چنانچہ بوجہ عشق حضرت محبوب سبحانی کے تحفۃ القادریہ تحریر کی کہ مشہور کتاب ہے ولادت حضرت کی بروز دوشنبہ دسویں ذی الحجہ سنہ ۹۶۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۴ میں ہوئی مزار لاہور میں موتی دروازہ کے باہر ہے، عیدین کو ہزاروں آدمی زیارت کرتے ہیں۔

ذکر حضرت میاں نتھا شاہ قادری قدس سرہ

آپ خلیفہ میاں میر بالا پیر لاہوری کے تھے، تمام عمر خدمت مرشد میں رہے اور حالت استغراق میں بھی پاس رہتے تھے، ایک روز ایک درویش جونپور سے آپکے پاس آئے آپنے پوچھا کہ تو کون ہے اور کس کام کو آیا ہے، اس درویش نے کہا کہ آپکی زیارت کو آیا ہوں فرمایا کہ مجھکو

دیکھ اس درویش نے کہا کہ آپ کا نام اور حال وغیرہ سے بھی خبر دار ہونا چاہتا ہوں، آپنے فرمایا
کہ نام میرا نہتا اور قوم تیل نکالنے والا اور میاں میر صاحب کا ادنی خادم ہوں اور حال میرا یہ ہے کہ
اللہ تعالی نے کنجیاں عالم جبروت وملکوت ولاہوت کی میرے ہاتھ میں دی ہیں، جب چاہتا ہوں
در ملکوت کھولکر داخل ہوتا ہوں، اسی طرح جبروت اور لاہوت میں جاتا ہوں، حضرت داراشکوہ
جدراقم سکینۃ الاولیار میں تحریر فرماتے ہیں کہ درخت اور پتھر وغیرہ نباتات وجمادات سب حضرت سے
گویا ہوتے تھے، اور اپنے اپنے فوائد اور خواص بیان کیا کرتے تھے، آپ کچھ جواب نہ دیتے تھے، ایک روز
گنبد میں تشریف فرما تھے، باہر آنا چاہتے تھے کہ آواز سنی کہ ایک ساعت ٹھیر آپنے کہا تو کون ہے اور
منع کرنے کا کیا باعث ہے، پھر آواز ہوئی کہ میں گنبد ہوں اور منع اسواسطے کرتا ہوں کہ باران بکثرت
آویگا، باہر جانے سے تمکو تکلیف ہوگی، یہی گفتگو تھی کہ بارش شروع ہوئی، ایک روز یہ چلے جاتے تھے
راستہ میں دیکھا کہ ایک چوہا مرا پڑا ہے، آپنے اُس طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تو اس حال سے راستہ
میں پڑا ہے اُٹھ اور اپنی جگہ جا، وہ اُسیوقت زندہ ہوکر روانہ ہوا، ایکبار میاں میر صاحب نے آپ سے پوچھا
کہ نہتا اب کہاں مشغول رہتے ہو، آپنے فرمایا کہ موضع چھرہ کے باغ میں مشغول رہتا تھا، وہاں جو بہت
سے درخت تھے، اور تسبیح سبحان اللہ والحمد للہ کہتے تھے ان کے شور سے خلل آتا تھا، اب خلیفہ جنید کے
محلہ میں ایک کونہ میں مشغول رہتا ہوں، یہ سنکر میاں میر نے تبسم کر کے فرمایا کہ دیکھو یہ تیلی کا لونڈا کہاں تک
پہنچا ہے، کیا کہتا ہے۔ ایک روز میاں میر و میاں نہتا و ملا محمد سیالکوٹی سایہ دیوار حجرہ میں بیٹھے تھے کہ
ہوائے تند چلی اور بارش آئی، میاں میر نے فرمایا کہ اب ناچار یہاں سے اُٹھنا پڑا میاں نہتا نے کہا کہ اگر
حکم ہو تو میں بارش اور ہوا کو آپس میں ٹکرادوں تا مطلع صاف ہوجائے، یہ بات میاں میر صاحب کو
ناگوار گذری اور فرمایا کہ اظہار کرامات اور خود فروشی کرتا ہے، یہاں سے اُٹھکر حجرہ میں چلے جانے سے
کیا نقصان ہے، کار الٰہی میں ہم دخل دیں بے ادبی ہے کہ فعل المحمود محمود۔

لکھا ہے کہ آپ ناخواندہ تھے، اگر جو سامنے آتا اُسکو بخوبی پڑھ لیتے تھے، وفات حضرت کی سنہ ۱۰۴۲ھ
میں ہوئی، مزار قرب مزار میاں میر کے، جب آپکا انتقال ہوا تو میاں میر صاحب نے آبدیدہ ہوکر
فرمایا کہ رونق فقیر خانہ میاں نہتا لے گئے، اور خادمان کو وصیت فرمائی کہ بعد مرنے کے مجھکو
بھی میاں نہتا کے پاس دفن کرنا۔

ذکر حضرت حاجی مصطفےٰ سرہندی قدس سرہ

آپ صاحب زہد اور تقویٰ اور قانع و قامع نفس میاں میر صاحب کے مرید تھے ہر وقت سکر اور استغراق رہتا تھا، ایک بار آپ جماعت سے نماز پڑھ رہے تھے، جب رکوع میں جھکے استغراق غالب ہوا کہ رکوع میں رہ گئے جو مقتدی تھے وہ دوسری بار اپنی نماز ادا کر کے چلے گئے۔ آپ سات روز رکوع میں رہے، وفات حضرت ۱۴ ر صفر سنہ ۱۰۳۹ھ بروز چہار شنبہ ہوئی۔

ذکر حضرت سید عبد الوہاب گیلانی قدس سرہ

آپ تعلیم یافتہ عبد القادر گیلانی ثالث کے تھے لاہور میں رہتے تھے، شیخ وقت کہلاتے تھے ہزاروں مرید تھے سنہ ۱۰۳۷ھ میں انتقال ہوا۔

ذکر حضرت سید شیخ عبد اللہ قدس سرہ

آپ اولادے غوث پاک کی تھے اور مرید اپنے والد سید عمر کے تھے اور پابند طریقہ غوثیہ اور قادریہ کے تھے، پندرہ برس کی عمر سے شوق درویشی ہوا، بغداد سے نکلکر ہندوستان میں آکر تحصیل علوم کر کے موضع تھب نواح دہلی میں مقیم ہو کر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے ہزاروں مرید ہوئے، جب تک آپ زندہ رہے کبھی اس موضع میں چوری یا اور کوئی ظلم نہوا۔ وفات حضرت کی سنہ ۱۰۳۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت ملا حامد قادری قدس سرہ

آپ قرآن پڑھنے میں لاثانی تھے، علوم ظاہری اور باطنی اور رموز طریقت اور حقیقت سے خوب ماہر تھے، پہلے یہ میاں میر صاحب کے منکر تھے، بعدہ مرید ہو کر کمال معتقد ہوئے بعدہ ترک درس فرما کر عبادت معبود میں مشغول ہوئے، تھوڑے ہی دنوں میں بکمال ولایت پہنچے، آخر سنہ ۱۰۴۴ھ میں بتاریخ ۷ ار رمضان وفات ہوئی مزار اندر روضہ میاں میر میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ محمد میر مشہو میاں میر بالا پیر قادری لاہوری قدس سرہ

آپ مشائخ عظام قادریہ عاشق غوثیہ اور خلیفہ شیخ خضر سیوستانی قادری کے تھے، آپکے والد کا نام قاضی سائیدتہ بن قاضی قلندر فاروقی، اور آپکی والدہ بی بی فاطمہ بنت قاضی قارن اور نسب والا

جب حضرت امیر المومنین عمر ابن الخطاب سے منتہی ہوتا ہے آپ شہر سیوستان میں ۵۵۰ھ میں پیدا ہوئے ناز و نعمت سے پرورش پائی آپکی سات برس کی عمر تھی جو یتیم ہوئے پانچ برس میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہوئے پہلے اُنکے والد نے اُنکو بطریقہ قادریہ تلقین و تعلیم فرمایا بعدہ پہاڑ سیوستان پر جاکر شاہ خضر سیوستانی کے مرید ہوکر کار تکمیل پہونچا کر خرقہ خلافت حاصل کیا اور حسب اجازت پیر روشنضمیر لاہور میں آئے اور حضوری روحانیت حضرت غوث پاک سے مشرف ہوئے پھر تمام عمر جب چاہتے تھے حضوری سے مشرف ہوتے تھے شب کو نہ سوتے دن کو نہ کھاتے صایم رہتے تیسرے روز افطار کرتے بعدہ ایک ماہ کے بعد افطار کرنے لگے تھے حضرت دارا شکوہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایکبار آپ کے بھائی سیوستان سے لاہور میں آئے اُسوقت ان کے پاس کچھہ نہ تھا اُنکو اپنے حجرہ میں بٹھایا آپ نے باغ میں جاکر وضو کرکے دو رکعت نفل ادا کر کے دعا کی کہ الٰہی میں بیکس بے یار و دیار ہوں سوا تیرے میرا کون ہے مہمان آیا اور میرے پاس کچھہ نہیں جو اُسکی خدمت کروں آپ دعا میں تھے کہ ایک شخص نے آکر خبر دی کہ ایک شخص کھانے کا خوان لیے تیرے در پر تیرا منتظر ہے آپ اپنے حجرہ پر آئے دیکھا تو خوان کھانیکا موجود ہے آرندہ خوان نے وہ آپ کے روبرو رکھا دیکھا تو اُس میں کھانا اور کچھہ نقد ہے اُس نے کہا کہ اسوقت جو تم نے چاہا تھا کھانا اور نقد موجود ہے اگر اور حاجت ہو تو ارشاد کیجیے کہ اور آجاوے آپ نے شکر پروردگار ادا کیا اور برادر کے ہمراہ کھانا نوش فرمایا۔ نقل ہے کہ نور جہان بیگم زوجہ حضرت جہانگیر بادشاہ کہ مذہبا اثنا عشری تھیں ایکبار بمقام اکبرآباد بادشاہ سے کہا کہ آپ مجھپر بہت ہی مہربان ہیں میرا مذہب کہ جو حق ہے اُسکو کیوں نہیں قبول فرماتے بادشاہ نے جواب دیا کہ جانا جان دادم نہ کہ ایمان۔ نورجہاں نے کہا کہ آپ نے ہمکو بے ایمان سمجھا ہیں جو پابند اس مذہب کی ہوں تو اس وجہ سے کہ یہ مذہب حق ہے باقی اور مذاہب میں افراد و تفریط ہے بادشاہ نے کہا کہ اسکی سند کیا ہے نورجہاں نے کہا اسکو تحقیق کیجیے حق و ناحق کھل جائیگا یعنی مشہد مقدس سے ہمارے مذہب کے امام کو طلب فرماکر اپنے مذہب کے علماء سے مباحثہ کرا لیجیے جو حق ہو اُسکی پیروی کیجیے الغرض ایک امیر اثنا عشری مشہد مقدس کو گیا وہاں سے ایک عالم کو کہ جو مشہور وقت اور یگانہ روزگار تھا اور مذہب اثنا عشری کا امام مانا جاتا تھا باعزاز تمام لیکر روانہ ہندوستان ہوا اُدھر نورجہاں کے کہنے سے بادشاہ نے تمام صوبہ داروں کے نام فرمان جاری کردیے تھے کہ فلاں

مجتہد مشہد سے آتے ہیں جہاں پہونچیں انکی تعظیم اور تکریم میں اور ضیافت اور مہمانداری میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا جاوے اور ہر صوبہ امرائے شہر و علمار شہر و فقرا سمیت استقبال کرے اور جو خدمات مجتہد صاحب کی بجالاوے اُس سے حضور کو مطلع کرے الغرض جب مجتہد قریب لاہور کے آئے کہ صبح لاہور میں داخل ہونگے صوبہ لاہور نے میاں میر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ صبح مجتہد صاحب لاہور میں داخل ہونگے پیشوائی میں آپ کو بھی چلنا ہوگا آپنے فرمایا کہ فقیر کو معاف رکھیے صوبہ نے کہا میں مجبور ہوں بادشاہ کا حکم آسطرح ہے اگر آپ نہ گئے اور خبر بیگم صاحبہ کو ہوئی تو خوف ہے کہ کچھہ فساد اُٹھے مصلحت یہی ہے حضرت بھی تشریف لیجلیں حضرت نے مصلحتاً قبول فرمایا صبح تمام اہالیان لاہور نے مجتہد کا استقبال کیا جب نظر مجتہد کی روئے منور میاں میر پر پڑی صوبہ لاہور سے کہا کہ ان حضرت کی تعریف کیجیے صوبہ نے کہا کہ آپ عالم اور درویش ہیں مجتہد نے آپ سے مصافحہ کیا اور صوبہ سے کہا کہ میرے اُترنے کے واسطے مکان حضرت کی خانقاہ کے قریب درست ہونا چاہیئے الغرض اسیوقت قریب خانقاہ ایک مکان آراستہ کیا گیا اُس میں مجتہد فروکش ہوئے دوسرے روز صبح کو تمام خلایق کہ مجتہد کی مشتاق تھی میاں میر کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ ہم مجتہد کا وعظ سننا چاہتے ہیں مگر یہ آپ کے ذریعہ سے میسر ہوگا حضرت نے ہرچند عذر کیے مگر جب وہ لوگ نہ مانے آپ اُن کے ہمراہ قیام گاہ مجتہد پر آئے مجتہد نہایت تعظیم سے پیش آئے آپ نے مجتہد سے فرمایا کہ مخلوق لاہور آپکی زبان و بیان سے کچھہ سننا چاہتی ہے اور یہ فقیر بھی مشتاق ہے مجتہد نے کہا کہ میں آپکا مشتاق ہوں آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ غلبہ کثرت رائے پر ہوا کرتا ہے الغرض چوکی بچھی اور مجتہد صاحب اُسپر جلوہ افروز ہو کر موافق معمول اپنے مذہب کے اہل بیت رسول مقبول کی ثنا شروع کی جب ذکر کربلائے معلی کا آیا اسکی تعریف میں فرمایا کہ ای مومنین اللہ تعالی نے زمین کربلا کو وہ عظمت دی ہو کہ اُس کے گرد بارہ بارہ کوس تک دوزخ کی آنچ حرام ہو اسپر میاں میر صاحب نے سر اُٹھا کر باواز بلند فرمایا کہ ای حاضرین والا تمکین یہ بزرگی کربلا کی اسوجہ سے ہو کہ وہاں نواسہ رسول مقبول لیٹے ہوئے ہیں سبحان اللہ جائے غور ہو کہ جہاں خود وہ سرور عالم مع اپنے تینوں ستون دین کے آسودہ ہیں اسجگہ کیواسطے اگر کہا جائیے کہ اس کے گرد سو سو کوس دوزخ کی آنچ حرام ہو تو بجا ہی یہ سنکر مجتہد صاحب چپ ہو رہے اور بسبب کسل راہ کے درد سر کا حیلہ کر کے چوکی سے اُتر آئے جلسہ برخاست ہوا صوبہ لاہور سے کہا کہ بادشاہ کو لکھدو کہ مجھکو آب و ہوا ہندوستان کی موافق نہیں

میں واپس جاتا ہوں اُسپر ہم راہی اسیر نے کہ جو اُنکے ہم مذہب تھا قطعی اس کا سبب اپنے طور پر پوچھا مجتہد
نے فرمایا کہ میاں میر یہ فقیر آدمی ہے کہ جسکو اپنے کار سے فرصت نہیں اسکی کیفیت تمنے مشاہدہ کی ہے جا بجا مگر
علمار ہند کہ جو میرے آنیکی خبر سنکر مہینوں اور برسوں سے محنت کرکے واسطے مباحثہ کے تیار ہیں
اُن سے گفتگو گزاری مشکل ہوگی آخر مجتہد صاحب لاہور سے واپس پھر گئے۔ نقل ہے کہ میاں میر صاحب
باغ زین خاں میں مشغول تھے فاختہ ایک درخت پر بیٹھی حق سرہ کہہ رہی تھی ایک شکاری آیا اور
اس کے ایسا غلہ مارا کہ وہ مرگئی نیچے گری شکاری نے اُسکو اُٹھانا چاہا دیکھا تو وہ مرچکی تھی اُسکو چھوڑکر
چلا گیا حضرت نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اس مردہ فاختہ کو لا جب وہ پاس آئے آپ نے اپنا دست
حق پرست اسپر لگایا وہ اُسیوقت اُڑ گئی اور اپنی جگہ جا بیٹھی اور بولنے لگی شکاری نے جو پھر آواز سُنی
اور قریب اس کے آکر غلہ مارنا چاہا حضرت نے منع فرمایا وہ نہ مانا اور غلہ چھوڑا اُسی وقت اس کے ہاتھ میں
سخت درد اُٹھا کہ وہ زمین پر گر پڑا اور لوٹنے لگا آپنے اُس کے پاس جاکر فرمایا کہ ای بے دردیہ
درد تیری بیدردی کا مزہ ہے مینے منع کیا تو نہ مانا وہ شخص بہت رویا قدمبوسی کی اور شکار سے توبہ
کی حضرت نے اُسکے سر پہ ہاتھ رکھا وہ اچھا ہوا درد بالکل جاتا رہا یہ کرامات دیکھکر وہ مرید ہوا اور مرتبۂ
اعلی پر پہونچا حضرت میاں میر صاحب کے انفاس پاک کو اللہ نے وہ تاثیر بخشی تھی کہ آپ کا دم کیا ہوا
پانی کیسے ہی سخت بیمار کو پلاتے اُسی وقت اُسکو شفا ہوتی گونگا گویا ہوتا جسکو شکایت ضعف بصر تھی
اس پانی کے لگانے سے چشم روشن ہوتیں۔ ایک شخص اپنے پسر گنگ کو لیکر خدمت عالی میں لایا اور
عرض کی یہ بولتا نہیں آپ نے اس بچہ کی طرف توجہ فرماکر ارشاد کیا کہہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اسیوقت
اُس نے بسم اللہ پڑھی اور گویا ہوا اور تھوڑے دنوں میں قرآن حفظ کیا۔ نقل ہے کہ ایکبار آپنے مہمان
ہوکر رومال مستعمل اپنا خدمت گار کو دیکر فرمایا کہ تیرا جو بیمار ہو یا آسیب زدہ ہو اُس کے سر پر رومال
لپیٹ دیا کر چنانچہ اُس روز سے اُس خادم کے ہاتھ سے ہزاروں کو شفا ہوئی خوب اُسکی دوکان گرم
رہی جو بیمار اس کے پاس آتا وہ رومال عطیہ میاں میر اُس کے سر پر لپیٹتا اُس کو صحت ہوتی ایکبار
آپ ایک باغ میں تشریف فرما تھے درخت سرو سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اسم باری تعالی سے تو کونسا
نام لیتا ہے وہ درخت گویا ہوا کہ اسم یا نافع کی تسبیح کرتا ہوں ایک روز حضرت صحن خانقاہ میں جلوہ
افروز تھے اور بہت سے لوگ حاضر تھے کہ ایک مغل فقط تہبند باندھے آکر حضرت کے روبرو بیٹھ گیا

اتنے میں ایک اور شخص آیا اور کچھ نقد پیشکش کیا آپ نے نذر اس کی قبول فرما کر اس مغل کو دیکر فرمایا
کہ گھوڑا خرید کر فلاں شاہزادہ کے پاس جا نوکر ہو جائیگا ایک درویش کہ بہت دنوں سے لطمع زر خانقاہ
میں پڑا تھا کہنے لگا کہ آپ کبھی کسی کی نذر قبول نہیں فرماتے آج قبول کی تو ایک نئے آدمی کو اتنا مال
دیدیا ہم جو مدت سے اُمیدوار پڑے ہیں محروم رہے ایسے گستاخانہ کلام کرکے وہ تو چلا گیا آپ نے
فرمایا کہ یہ دروغ گو ہے ایک سو ساڑھے بائیس درم اس کے پاس ہیں وہ اس کے پاس سے گم ہوں گے
اور یہ اُن کے غم میں مریگا اور تین جانیں اور جائیں گی چنانچہ دوسرے روز اسکو حاجت غسل ہوئی
وہ غسل خانہ میں نہایا کپڑے پہنے ہمیانی وہیں چھوڑی اور خدمت میاں میر میں آیا آپ نے تبسم فرما کر
ارشاد کیا کہ کمر کھولکر بیٹھ اُس نے جو کمر کو دیکھا خالی پایا وہاں سے گھبرا کر چلا آپ نے فرمایا کہاں چلا
اُس نے کہا کہ غسلخانہ میں کچھ بھول آیا ہوں جب غسل خانہ میں دیکھا ہمیانی نہ پائی روتا ہوا حضرت
کی خدمت میں آیا اُسیوقت شکم میں مروڑ اٹھا خون کا دست آیا پھر حضرت کے روبرو گریہ وزاری
کرنے لگا آپ نے فرمایا کہ دریا پر جا وہاں ایک کشتی میں ایک درویش ہے اُس سے اپنی ہمیانی لے لے
وہ جب دریا پر آیا کشتی اور درویش کو دیکھا دل میں کہنے لگا کہ یہ مزدور معلوم ہوتا ہے اس کے پاس ہمیانی
کہاں اُس فقیر نے سر اُٹھا کر کہا کہ اپنی ہمیانی لے اور بہت سی ہمیانیاں اُس کے روبرو ڈالدیں
وہ اپنی ہمیانی لیکر آیا مگر دست جاری تھے آخر مر گیا دو شخصوں نے وہ ہمیانی لی تیسرے کو جو خبر ہوئی
اُس نے اُن دونوں کو زہر دیکر مارا آخر وہ بھی بجرم قتل زہر خورانی بحکم صوبہ لاہور مارا گیا جیسا ارشاد
فرمایا تھا پورا ہوا۔ نقل ہے کہ حضرت شاہ جہاں بادشاہ لاہور میں تشریف فرما ہوے بروز جمعہ وقت صبح
میاں میر صاحب کی زیارت کو آئے اور پچاس ہزار روپیہ پیشکش کیا میاں میر صاحب نے قبول نہ
فرمایا بادشاہ نے کہا کہ اہل خانقاہ کو تقسیم فرما دیجے آپ نے ارشاد کیا کہ مال سلطنت مشکوک
ہوتا ہے جس کو میں اپنے واسطے منظور نہیں کرتا اسکو دوسرے بھائی مسلمانوں کیواسطے کسطرح
منظور کروں مجبور بادشاہ وہاں سے رخصت ہو کر ایک اور بزرگ لاہور میں تھے اُن کے پاس گئے اور وہ
روپیہ نذر کیا اُن بزرگ نے خدام سے فرمایا کہ رکھ لو جب دوسرے جمعہ کو پھر بادشاہ میاں میر صاحب
کے پاس آئے استفسار کیا کہ وہ روپیہ آپ نے قبول نہ فرمایا اور فلاں حضرت نے قبول کر لیا آپنے
فرمایا کہ وہ درویش مثل دریا کے ہیں اور میں مثل کوزہ کے ہوں کہ ناخن ڈوبنے سے اُس کا پانی

مکروہ ہو جاتا ہے۔ الغرض یہاں سے رخصت ہو کر بادشاہ پھر ان درویش کے پاس گئے اور پوچھا کہ میری نذر آپ نے قبول کی اور میاں میر صاحب نے نہ قبول کی اس میں کیا اسرار ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ میاں میر صاحب کا الف بڑا ہوا ہے ۔

نور محمد خادم میاں میر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ایک بار بالائے حجرہ تشریف فرما تھے مجھسے فرمایا کہ نعلین اور کوزہ پانی کا میرے پاس رکھ کر جا سو رہ میںنے نعلین تو اوپر رکھدیں کوزہ پانی کا رکھنا بھول گیا جب پہر رات رہے میں بیدار ہوا مجھکو یاد آیا کہ پانی برائے وضو نہیں رکھا بس پانی لیکر اوپر گیا دیکھا کہ حضرت نہیں ہیں سمجھا کہ بیت الخلا گئے ہونگے وہاں جا کر آواز دی کچھ اشارہ نہ معلوم ہوا ناچار چراغ روشن کرکے تمام حجرہ میں دیکھا کہیں نہ پایا متحیر ہوا کہ اسوقت کہاں گئے ہونگے کہ اتنے میں صبح ہوئی حجرہ سے مجھکو آواز دی کہ وضو کو پانی لا میں پانی لیگیا اور بے اختیار ہو کر استفسار حال کیا فرمایا کہ ابھی رات میں میں غار حرا میں تھا وہاں عبادت کا بہت ثواب ہے مگر یہ میرا راز تاحیات کسی سے نہ کہنا نقل ہے کہ جن روزوں میں جہانگیر بادشاہ رونق افروز کشمیر تھے کسی بدگو نے شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور مرزا حسام الدین خلیفہ شاہ باقی باللہ کی شکایت کی بادشاہ نے ان دونوں بزرگوں کو کشمیر طلب فرمایا جب یہ صاحب لاہور میں وارد ہوئے شیخ عبد الحق پریشان حال خدمت میانمیر میں آئے اور اپنا تمام حال عرض کیا میانمیر نے فرمایا کہ تم کشمیر نہ جاوگے نہ تمہارا فرزند نور الحق کابل جائیگا اور نہ مرزا دہلی سے جدا ہوگا۔ چوتھے روز لاہور میں خبر مشتہر ہوئی کہ بادشاہ نے انتقال کیا اور نعش بادشاہ لاہور میں لا کر دفن کی گئی۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۱۰۳۷ھ کا ہے نقل ہے کہ امرائے لاہور سے ایک نے اپنے مکان میں کنواں کھدوایا پانی اُس کا شور نکلا اُس نے ایک کوزہ پانی اپنے چاہ کا حضرت کی خدمت میں ارسال کرکے تمام کیفیت عرض کرابھیجی حضرت نے سورہ فاتحہ پڑھ کر اُس کا پانی دم کرکے قدرے اُس میں سے نوش فرما کر ارشاد کیا کہ یہ پانی اسی چاہ میں ڈال دیا جائے وہ پانی پڑتے ہی پانی اس چاہ کا کہ جو بے چاہت تھا شیریں اور قابل چاہ کے ہوا ایک بار آپ کے مرید محمد فاضل کا پسر مر گیا اسکو بہت غم ہوا جب حضرت کے پاس گیا آپ نے فرمایا کہ غم مت کر تیری عورت حاملہ ہے اُس سے اپنے گھر آکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ حمل ہے جب وہ بچہ پیدا ہوا آپ نے اس کا نام محمد افضل رکھا اور فاضل سے فرمایا کہ تیری تقدیر میں لڑکی تھی مینے تین بار خدا سے دعا کی اُس نے قبول فرما کر تجھکو لڑکا مرحمت فرمایا لکھا ہے کہ حضرت کے نبی

برادر اور دو ہمشیرہ تھیں ایک میاں قاضی دوسرے قاضی عثمان تیسرے قاضی طاہر ایک بی بی بادنی سری بی بی جمال خاتون کہ عارفہ وقت تہیں نقل ہو کہ ایک بار حضرت معہ ملا شاہ اپنے خلیفہ کے سرہانے ایک قبر کے بیٹھے مشغول تھے ملا صاحب نے کشف القبور سے عرض کیا کہ حضرت صاحب قبر کہتا ہے کہ میں جوانی میں مرا اور اپنے کردار کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوں تم عزیز میرے سرہانے آئے تعجب ہو کہ میں عذاب میں رہوں حضرت نے فرمایا کہ صاحب قبر سے پوچھ کہ تیرا عذاب کس طرح دفع ہو ملا شاہ نے توجہ کی پھر عرض کیا کہ وہ کہتا ہے ستر ہزار کلمہ طیبہ کا ثواب اگر مجھکو بخشا جاے تو میرا عذاب رفع ہو حضرت نے تمام مریدوں اور یاروں کو طلب فرماکر باتفاق راے سب نے کلمہ پڑھا ہوا جب وہ پورا ہوا ملا شاہ صاحب نے توجہ کرکے عرض کیا کہ صاحب قبر کہتا ہے کہ وہ عذاب اُٹھ گیا سبحان اللہ کیا حمیت اسلام تھی۔

نقل ہے کہ ایک فاضل ملا سنگی نام حضرت کے خادم تھے ایک بار حضرت نے اُنسے فرمایا کہ ایکبار تمکو روستاق اپنے وطن میں ضرور جانا چاہیئے اور متعلقوں کی خبر لینی چاہیے اگرچہ اُنکا دل جانا نہ تھا مگر بتعمیل حکم جلد بدخشاں میں پہونچے بعدہ بعد مغرب داخل روستاق ہوئے جب گھر کے قریب پہونچے دیکھا کہ بہت لوگ جمع ہیں مشعل روشن ہیں دیگیں پکی ہوئی تیار ہیں آپنے ایک سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہو اُس نے کہا کہ ملا سنگی ایک شخص تھا بائیس برس ہوے کہ ہندوستان میں چلا گیا اب اُس کے مرنیکی خبر آئی بعد عدت کے اُسکی اہلیہ کا دوسرا نکاح ہے اتنے میں بعض اقربا نے انکو پہچانا سب ملے وہ معاملہ درہم برہم ہوا ملا ایک مدت گھر میں رہے فرزند تولد ہوا اور پھر خدمت میاں میر میں آتے ہی حضرت نے ارشاد کیا کہ ملا اگر ایک ساعت کی بھی دیر کرتے تو بہت مشکل ہوتی ملا نے اپنا سر حضرت کے قدموں پر رکھا اور شکریہ ادا کیا واہ واہ کیا کرامات کیا ولایت تھی

نقل ہو کہ کسی شخص کی باندی کچھ مال لیکر فرار ہوئی وہ مال بیگانہ تھا اسنے بہت تلاش کی جب نہ ملی تو حضرت سے التجا کی آپ نے فرمایا کہ وہ تیرے گھر میں ہے اُس نے جو گھر جاکر دیکھا باندی کو اپنے گھر میں پایا اس سے سارا حال پوچھا اُس نے کہا کہ میں بہت دور چلی گئی تھی ابھی کسی نے میرا بازو پکڑکر یہاں پہونچادیا میں حیران ہوں اتنی دور کیونکر آگئی چنانچہ قلعہ کانگڑہ مدت سے فتح نہوتا تھا ایک افسر فوج آپ کا مرید تھا اُس نے عرضی دی آپ نے عرضی کی پشت پر تحریر فرمایا

کہ فلاں وقت تیرے ہاتھ سے فتح ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا وفات حضرت کی ستاسی برس کی عمر
میں بتاریخ ۷ ربیع الاول ۱۰۴۵ھ عہد حضرت شاہجہاں میں ہوئی نواب وزیر خاں اسوقت صوبہ دار
لاہور تھا مزار پر انوار لاہور میں مشہور اور حاجت روائے خلق ہے چونکہ حضرت داراشکوہ خلف شاہجہاں
بادشاہ کو آپ کی خدمت میں ارادت تھی اسوجہ سے انہوں نے حضرت کا مقبرہ بنوایا مشہور ہے کہ جب
رنجیت سنگھ لاہور کا مالک ہوا اس نے برائے تیاری گرودوارہ امرتسر کے تمام مکانات شاہی اور
مساجد اور مقابر سے پتھر اتار کر امرتسر کو روانہ کیے جنکے ذریعہ گرودوارہ تیار ہوا اس کا قاعدہ تھا خود
ہر مقام پر جاکر اپنے سامنے مسمار کراتا تھا ایک روز عدو لیکر میاں میر صاحب کے مقبرہ پر گیا حکم دیا کہ اسکو
کر توڑو قدرت خدا سے اس کا گھوڑا بگڑا اور یہ گرا اٹھکر بیٹھا اور کہا کہ یہ بادشاہوں کے پیر کا مقبرہ
ہے اسکو نہ چھیڑو اور چھ سو روپیہ سالانہ برائے عرس حضرت اپنے خزانہ سے مقرر کر دیئے تھے چنانچہ
گورنمنٹ انگریزی بھی بدستور وہ روپیہ ہر سال دیتی ہے خلفا آپ کے بہت ہوئے ہیں انمیں سے چند
صاحبان کا ذکر تو ہوچکا ہے اور چند اصحاب کا ذکر آگے ہوگا جو دیگر ممالک میں ہیں وہ معلوم نہیں جو
ہندوستان میں مشہور ہوئے وہ تحریر ہیں۔

ذکر حضرت سید غلام غوث و شاہ حاکم قدس سرہٗ

یہ دونوں بزرگ کامل وقت اور صاحب کرامات گذرے ہیں ان کے دادا سید ظہور الدین بخارا سے آکر
اوچ میں متوطن ہوئے اور داؤ گہائی بن علی راؤ کہ امیر کبیر کبری تھا سید صاحب کا مرید ہوا اور بمقام علی پور
کنارہ روڈی پر کہ لاہور سے چار کوس ہو سید صاحب کو لاکر رکھا وہاں بہت قبولیت ہوئی ان حضرت
کی دعا سے بہتوں کے اولاد پیدا ہوئی امیر نظام الدین شاہجہانی نے اولاد کے استدعا کی آپ کی دعا
سے اسکے اولاد ہوئی وفات سید غلام غوث کی ۱۰۸۰ھ میں اور شاہ حاکم کی ۱۱۰۰ھ میں ہوئی مزار
دونوں بزرگوں کے موضع مذکور میں ہیں آجتک کسی کی مجال نہیں کہ سر درختی خانقاہ سے مسواک تو
توڑے چنانچہ عہد حکومت رنجیت سنگھ میں وہ موضع راجہ دھیان سنگھ کی جاگیر میں تھا اس کے ملازمان
سے کسی نے ان درختوں سے مسواک توڑی اسی وقت درخت میں سے خون جاری ہوا اور مسواک
لینے والا تپ میں مبتلا ہوا بعد دو روز کے وہ شخص مزار پر آکر جبہ سائی کرنے لگا اور نذر قبولی جب اچھا ہوا

تھوڑا زمانہ گزرتا ہو کہ دریاے راوی مزار سے قریب آگیا تھا آپکی اولاد نے نعشہاے سید غلام غوث وشاہ حاکم
وسید عوض علی نبیرہ حضرت وسید صدر الدین پسر حضرت قبر سے نکالیں تازہ پائیں کفن بھی میلا نہوا تھا

ذکر حضرت سیّد شاہ بلاول بن سیّد عثمان بن سیّد عیسیٰ لاہوری قدس سرہٗ

آپ مشایخ پنجاب واولیاء عہد ومتشرع وصایم الدہر قایم اللیل تھے خرقہ درویشی سید شمس الدین قادری
لاہوری سے حاصل کیا تھا کہ وہ خلیفہ شیخ ابو اسحاق لاہوری کے تھے صاحب محبوب الواصلین تحریر فرماتے
ہیں کہ بزرگان شاہ بلاول ہرات سے ہمراہ ہمایوں بادشاہ ہندوستان میں آئے اور شیخوپورہ کہ لاہور
سے دس کوس ہو اُنکی جاگیر میں دیا گیا تہا شاہ بلاول اسی موضع میں تولد ہوئے ولی مادر زاد تھے آپکی
سات برس کی عمر تھی کہ آپ کا ہمجولی ایک لڑکا مر گیا آپ اس کے سرہانے گئے اور فرمایا کہ یار یہ وقت
سونا نہ چاہیے اُٹھ کہ ہم تم ملکر کھیلیں اُس لڑکے نے آنکھیں کھولدیں اور اُٹھکر ہمراہ حضرت کے
چلا گیا یہ سنکر آپ کے دادا سید عیسےٰ نے آپ کو براے تحصیل علوم لاہور میں بھیجا آپ نے شیخ
فتح محمد عالم کے زیر تعلیم رہکر تھوڑے دنوں میں کمال حاصل کیا بعد شوق الہٰی پیدا ہوا کنارہ دریا پر
شیخ شمس الدین سے ملے شیخ نے بہ محبت اُنکا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو براے اپنی معرفت
کے پیدا کیا ہو تمکو لازم ہو کہ میری صحبت میں رہو تمہارا حصہ کہ جو امانتاً میرے پاس ہو اسکو لو یہ سنکر فوراً
مرید ہوے کسب درویشی میں مشغول ہوے ایکبار شیخ شمس الدین کنارہ دریا پر ایک درخت کے
نیچے سوتے تھے شاہ بلاول خدمت میں استعادہ تھے ایک زمیندار آیا اور درخت پر چڑھکر
سوکھی لکڑیاں توڑنے لگا آپ نے فرمایا کہ ذرا توقف کر جب میرے پیر بیدار ہوں اُسوقت لکڑیاں
توڑنا وہ نہ مانا آپ نے اُسکو تیز نظر سے دیکھا فوراً وہ درخت سے گر کر مر گیا جب شیخ بیدار ہوئے
اُسکا حال دریافت کیا آپ نے بے کم وکاست عرض کیا اُسپر شیخ نے فرمایا کہ ہم فقیروں کو غصہ
نہ چاہیے جبتک تمہارا جلال فرو نہو تم محلہ شاہ ابو اسحاق میں حجرہ میں رہکر قرآن پڑھا کرو چنانچہ
کئی سال آپ حجرہ میں رہے اتفاق سے اس محلہ میں کسیکے ہاں لڑکا پیدا ہوا اقبال بدھائی لینے آئے
ناچنے گانے لگے صاحب خانہ کے پاس اسوقت کچھ نہ تہا وہ بہت متفکر تھا آپ نے اپنے حجرہ میں
نور باطن سے اسکا حال دریافت فرما کر اپنی جبہ منگی لیکر حجرہ سے باہر آکر اُسکے گھر میں پھینکدی کہ وہ

ٹوٹ گئی صاحب خانہ نے جو دیکھا تو وہ سب ٹکڑے سونیکے تھے اُسمیں سے کچھ نقالوں کو دیا باقی
آسودہ ہوا لکھا ہو کہ آپ کا لنگرخانہ دونوں وقت عام تھا آپ لباس بکلف پہنتے تھے اور باورچی خانہ
میں ہر قسم کے برتن تھے ایک چور نے اسباب باورچیخانہ لینا چاہا اندھا ہو گیا آخر ایک گوشہ میں چھپ رہا
جب صبح ہوئی آپ نے داروغہ باورچیخانہ کو بلاکر فرمایا کہ ایک نابینا فلاں گوشہ میں بیٹھا ہی اسکو لاؤ اور دونا
حصہ اسکو دے کر رخصت کرو داروغہ نے اسکو تلاش کرکے کھانا دیا اُس نے منت کی کہ مجھکو حضرت
کے روبرو لیچلو جب روبرو آیا التجا کرنے لگا قدمو پر سر رکھا اور مرید ہو کر بینا ہوا اوقات آپ کے اس طرح
تقسیم تھے کہ صبح سے تا بہ چاشت مراقبہ میں رہتے بعد اس کے کھانا تقسیم کراتے بعد دوپہر قدرے قیلولہ
فرماتے بعدہ نماز ظہر باجماعت ادا کرکے حلقہ مریدوں کو توجہ دیتے اُسوقت خلایق کوزہ پانی کا لیے
حاضر رہتی بعد توجہ اسپر دم کرتے اس پانی سے بیماروں کو شفا ہوتی۔ بعد حاجتمند آتے جنکے واسطے
سفارش نامہ بنام بادشاہ لکھے جاتے اور نقد داد و دہش فرماتے بعدہ تا مغرب عبادت میں مشغول رہتے
بعد مغرب روزہ کھولتے نماز مغرب فارغ ہو کر ادائے نوافل کرتے بعدہ روٹی کے ٹکڑے سے ساگ چولائی
نوش فرماتے اور پھر تقسیم طعام کراتے بعد نماز عشا خلوت میں تشریف لیجاکر تا وقت تہجد ختم قرآن کرتے ایکبار
شیخ ابوطالب دس ہزاری کہ حضرت کا مرید تھا آیا اور عرض کی کہ امساک باران کی وجہ سے میرے دیہات
جاگیر میں نہایت خرابی واقع ہے حضور توجہ فرماویں حضرت نے یہ سُنکر آسمان کیطرف دیکھا کہ ابر آیا اور اس کی
جاگیر کے دیہات پر خوب پانی برسا وفات حضرت کی سنہ ۱۰۲۰ھ بتاریخ ۲۰ شعبان میں ہوئی عمر حضرت
کی ستر برس کی ہوئی مزار قرب دہلی دروازہ ہے۔

ذکر حضرت سید عبدالقادر نجاری اکبرآبادی قادری قدس سرہ

شیخ صاحب حال و قال و عالم باعمل و زاہد بے بدل اور تقوی میں یگانہ روزگار تھے نصف شب تعلیم مریدان
اور نصف عبادت پروردگار میں بسر فرماتے سوائے قیلولہ نصف النہار کے نہ سوتے تھے سن بلوغ سے
تاحیات کبھی دن کو نہیں کھایا وفات حضرت کی سنہ ۱۰۵۰ھ میں ہوئی۔ مزار شریف اکبرآباد میں ہے ؛

ذکر حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ

آپ علماء کبار و فضلاء ذوی الاقتدار

دعالم باعمل ومشایخ بے مثل کہ زہد اور ریاضت میں ثانی نہ رکھتے تھے حضرت غوث پاک سے نہایت اعتقاد تھا پہلے سید جمال الدین ابو حسن موسی پاک شہید گیلانی خلف شیخ حامد گیلانی کے مرید ہو کر افادہ حاصل کیا اور خرقہ خلافت پایا اور شریعت اور طریقت میں مقتدائے روزگار ہوئے علم حدیث اور تفسیر کی قاضی عنایت سے تکمیل کی عہد جہانگیر بادشاہ میں مقبول خواص و عوام ہوئے بادشاہ بھی حضرت کو مانتے تھے اور بہت اعزاز فرماتے تھے آپ منجانب فقرا و غربا و علما بادشاہ سے جو کہتے اسیطرح بادشاہ عمل میں لاتے نقد یا جاگیر جو کہتے مرحمت فرماتے اور شیخ احمد مجدد الف ثانی اور حضرت سے بابت تحریر مکتوبات شیخ احمد کے مباحثہ رہتا تھا آخر دونوں بزرگوں میں صفائی ہوئی اور بہت اخلاص بڑھا وفات حضرت کی بعہد حضرت شاہ جہاں ۱۰۵۱ھ میں ہوئی مزار پر انوار دہلی میں کنارہ حوض شمسی کے مقبرہ عالی پر زیارت گاہ ہی تھوڑا وقت گزرتا ہے کہ ایک ولایتی بزرگ آپکے مقبرہ میں رہتے تھے ایک شخص نے انسے کہا کہ میاں مولوی کے مقبرہ پر کیوں پڑے ہو اس سے بہتر اور جگہ بتا دیں ان ولایتی نے کہا کہ وہیں دل لگ گیا ہی اسوجہ سے پڑا ہوں جب اس شخص نے بہت ہی اصرار کیا ایکروز ان ولایتی نے اسکو لیجا کر مقبرہ کے باہر بٹھایا اور کہا کہ چپ بیٹھے رہنا اس نے سنا کہ کوئی اندر مقبرہ کے باواز بلند قرأت سے عمدہ لہجے کیساتھ صحت الفاظ سے قرآن پڑھ رہا ہی جب وہ آواز آنی بند ہوئی ولایتی اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر مقبرہ کے لے گئے دیکھا تو وہاں آدمی کوئی نہیں تھا اس شخص سے ولایتی نے کہا کہ مولوی روز اسوقت تلاوت قرآن کی کرتے ہیں میں انکے قرآن پڑھنے کا عاشق ہوں اسوجہ سے یہاں پڑا ہوں وہ شخص تائب ہوا اور دل سے روحانیت اور مزار حضرت کا معتقد ہوا آپ کی تصنیفات سے بہت کتب ہیں مگر تبرکاً چند تحریر ہوتی ہیں شرح مشکوٰۃ عربی و فارسی صراط المستقیم و اخبار الاخیار و شرح فتوح الغیب و جذب القلوب الی دیار المحبوب کہ جسمیں مدینہ منورہ وغیرہ کا مفصل حال درج ہے اور علم تصوف میں بھی کئی رسالہ ہیں رحمۃ اللہ علیہ ؎

ذکر حضرت سید محمد مقیم محکم الدین قدس سرہ

سید محمد مقیم محکم الدین بن شاہ ابو المعالی بن سید محمد نور بن سید بہاؤ الدین بہاول شیر گیلانی - آپ مرید حیات المیر جمال اللہ بغدادی کے کمالات ظاہری اور باطنی سے آراستہ پیراستہ اور شیخ وقت اور پیر طریقت تھے آپ دو بھائی تھے شاہ مقیم و شاہ زندہ پیر دونو صاحب خورد سال تھے کہ ان کے والد نے انتقال کیا ان حضرات نے تھوڑے

عرصہ میں تحصیل علوم ظاہری سے فراغت پائی محمد مقیم کو جب شوق الٰہی پیدا ہوا ہر شب برائے کشائش باطنی مزار اپنے دادا آنحضرت بہاول شیر پر جاکر اُس کے گلے لگکر سوتے ایکروز خواب میں دیکھا کہ سید بہاول شیر مزار سے باہر آئے اور آپ کے اوپر مہربانی کرکے فرمایا ای فرزند تیرا حصہ تیری پاس نہیں سید جمال حیات میر کے پاس ہی لاہور میں جاؤ وہاں وہ ملینگے اُسیوقت طرف لاہور کے روانہ ہوئے جب قبرستان لاہور میں پہنچے سید حیات کا حجرہ معلوم کرکے اُنکی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوئے اور اُسیوقت صاحب کمال ہوئے ایکروز شاہ مقیم بایاران زیر درخت کے بیٹھے تھے ایک شخص آیا اور بیان کرنے لگا کہ فلاں عابد کی اتنی عورتیں ہیں ہر شب سب کے پاس رہتا ہے ادہر اپنے حجرہ میں عبادت کیا کرتا ہے دوسرے فقیر نے یہ سنکر اپنے دل میں انکار کیا آپنے نور باطن سے معلوم فرماکر ارشاد کیا کہ اولیا اللہ کی کرامت سے انکار نہ چاہیئے اِس درخت کے پتوں کو دیکھ تسلی ہوجائیگی اس درویش نے سر اُٹھاکر جو پتوں کو دیکھا ہر شاخ اور پتے پر شاہ مقیم کو موجود پایا اور جہاں بیٹھے تھے وہاں بیٹھے پایا آپ صاحب سلسلہ و صاحب گروہ ہیں اور روضہ حجرہ میں رہتے تھے ایک زمیندار نے قریب روضہ حجرہ کے گاجروں کی کاشت کی اُس میں کھاد ڈالا آپ کو جو بدبو آئی خدام سے فرمایا کہ اُنکو اکھیڑ کر میری گھوڑوں کے آگے ڈالدو خادم حکم بجالائے مگر دل میں کہتے تھے کہ حضرت نے بے اجازت مالک کے بیگانے مال میں تصرف کیا صبح کو مالک کھیت آیا اپنا کھیت تباہ دیکھا اور حضرت سے عرض کی کہ میں نے یہ گاجریں اِسی جہت سے کاشت کی تھیں کہ آپکی نذر کرونگا مگر آجکی رات کوئی لیگیا آپ نے تبسم فرماکر ارشاد کیا کہ خوب ہوا حق بحق دار رسید وفات حضرت کی ۱۰۵۰؁ھ میں ہوئی مزار موضع حجرہ میں ہے ؞

ذکر حضرت شیخ مادھو قادری لاہوری قدس سرہ

آپ اکمل خلفائے شیخ حسین لاہوری کے تھے اور کل مریدوں سے محبوب تھے گروہ بہلول شاہی میں شیخ وقت اور عارف باللہ گزرے ہیں لکھا ہے کہ آپ کے والد برہمن تھے اور شاہدرہ لاہور کے رہنے والے تھے نہایت پاک صورت اور سیرت تھے شیخ مادھو ایکروز سوار ہوئے چلے جاتے تھے شیخ حسین کی نظر جانپر پڑی ہزار جان سے عاشق ہوئے اور خود شاہدرہ میں جا رہے اور تمام شب ان کے گھر کا طواف کیا کرتے تھے دن کو جہاں مادھو بیٹھتے یہ بھی اُنکے روبرو جا بیٹھتے مگر مادھو کو اُنکی طرف کچھ خیال نہ تھا لیکن

شب کو جو مادھو اپنے اہل خانہ سے باتیں کرتے شیخ حسین صبح اُسکو سب کہدیتے اسی طرح کئی برس گزر گئے اور شہرہ عشق شیخ حسین کا تمام میں پھیل گیا چونکہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے آخر مادھو کو بھی شیخ حسین کا خیال پیدا ہوا کبھی کبھی ان کی خدمت میں آنے لگے آخر یہ نوبت پہنچی کہ رات دن شیخ حسین کی خدمت میں حاضر رہنے لگے یہ حال دیکھکر والد مادھو رنجیدہ ہوئے انکو منع کیا مگر یہ نہ مانتے ناچار ہوکر مادھو سے کہا کہ گنگا کا نہان ہے میں نہانے جاتا ہوں تم بھی میرے ہمراہ چلو یہ سُنکر مادھو خدمت شیخ میں آئے اور رخصت طلب کی آپ نے فرمایا کہ مادھو تو اپنے والد سے کہدے کہ وہ جاویں انشاء اللہ میں تجھکو وقت نہان کے وہیں پہونچادونگا یہ سُنکر مادھو نے باپ سے کہا کہ تم جاؤ میں آجاؤنگا شیخ نے وعدہ کیا ہے کہ میں پہنچادونگا اس میں انکا امتحان ہو جائیگا ان کے والد تو بہر دوار گئے یہ شیخ کے پاس رہے جب دن غسل گنگا کا آیا مادھو نے شیخ سے التجا کی کہ وعدہ پورا کیجیے شیخ انکو لیکر شہر کے باہر آئے اور فرمایا کہ قدم اپنے میرے قدموں پر رکھکر آنکھیں بند کرو انہوں نے ایسا ہی کیا جب آنکھ کھولی اپنے کو کنارہ گنگا کے پایا غسل کیا اور والدین سے ملے بعدہ پھر شیخ کی خدمت میں آئے جسطرح پر گئے تھے اسی طور شاہدرہ میں آگئے اُسی روز مسلمان ہوئے بعد چند روز کے ہولی آئی تمام ہندو عیش میں مشغول ہوئے شیخ حسین نے بھی برائے مادھو مجلس سماع مقرر کی اور خوب رنگ اور گلال ہوا خوب ناچ رنگ رہے اُسی مجلس میں حضرت مادھو مرید ہوئے اور اُسی وقت نظر فیض اثر پڑتے ہی کامل ہوئے آپکے سلسلہ کے بہت فقیر ہیں اور کئی خلیفہ ہوئے ہیں وہ صاحب جمع ہوکر بروز بسنت مجلس سماع اور رنگ گلال گرم کرتے تھے اور خلیفہ آپکے یہ ہیں شیخ یاسین و شیخ صالح و شیخ کالو و شیخ شہاب الدین و شیخ عبد السلام و باباحاجی و قاضی شاہ و شیخ یعقوب و بہار خاں قوم منڈا و میاں ابراہیم میاں محمود و میاں شعبان و میاں شعبان ثانی بسنت کے روز حضرت کے مزار پر بہت ہجوم ہوتا ہے۔ الغرض شیخ مادھو بکمال ولایت جب فایز ہوچکے شیخ حسین نے ان سے فرمایا کہ تجھکو چاہیے کہ لاہور سے راجہ مان سنگھ کا نوکر ہوکر اُس کے ہمراہ مہم دکن پر جا یہ سُنکر انکو بہت رنج ہوا مفارقت پیر روشنضمیر کی اگرچہ گوارا نہ تھی مگر بتعمیل حکم ہمراہ راجہ مان سنگھ روانہ ملک دکن ہوئے جب غنیم سے جنگ شروع ہوئی بعد بہت کوشش کے ایکبار فوج مان سنگھ بدول ہوئی مان سنگھ گھبرایا رئیس مجبور یہ حال فوج کا دیکھکر حضرت سے ملتجی ہوا آپنے قبول فرماکر پیر روشنضمیر کی طرف توجہ کی معاً شیخ حسین بزور کرامت شیخ مادھو کے پاس پہونچے اور فرمایا کہ راجہ سے کہدے کہ ابھی برائے

مقابلہ دشمن سوار ہوا انشاء اللہ فتح پائیگا مان سنگھ حسب الامر جنگ میں مشغول ہوا اور دیکھا کہ فوج کثیر دلق پوشوں کی آسمان سے اُترتی ہے اور میرے دشمنوں سے لڑتی ہے آخر اسی روز فتح پائی بعدہ ہر دو بزرگوار ہمراہ لاہور میں تشریف لائے نقل ہے کہ ایام وفات شیخ حسین کی جب نزدیک پہونچی قرب لاہور کے چاہ اور باغ تیار کرایا اور فرمایا کہ برائے چندے میرا مرقد اسی جگہ ہوگا میرے مرنیکے سال بھر بعد بالو پورہ میں دفن ہوگی چنانچہ بعد سال بھر کے شیخ مادھو نے موافق وصیت کے نعش شیخ حسین کو بالو پورہ میں لاکر دفن کیا شیخ مادھو ۹۸۳ھ میں پیدا ہوئے اور بعد انتقال شیخ حسین کے جب سال تمام ہوا بارہ برس مان سنگھ کے پاس رہے تیرھویں سال لاہور میں آکر بجائے پیر صاحب سجادہ ہوکر ۴۰ سال اس خدمت پر معمور رہے اور بتاریخ ۲۲ ذوالحجہ ۱۰۵۶ھ میں وفات پائی۔

ذکر حضرت خواجہ بہاری قدس سرہ العزیز

آپ خلیفہ میاں میر لاہوری کے تھے بہت بڑے عالم اور فقیہ اور محدث اور عارف تھے حاجی پور میں رہتے تھے پہلے قصبہ کوہ پور میں شیخ جمال اولیا سے تحصیل علوم کیا بعدہ لاہور میں آکر ملا محمد فاضل سے حدیث صحیح کی اور اُن ہی کے مکان پر قیام کیا بعدہ میاں میر صاحب کے مرید ہوئے بعد انتقال میاں میر کے آپ سے خلایق بہت رجوع ہوئی اور ہزاروں مرید ہوے ایکروز غازیخاں کے ہاں عرس تھا بہت مشایخ اور دیگر قسم کے حضرات جمع تھے اور موسم بھی گرمی کا تھا ذکر توحید کے بارہ میں آگیا شیخ بہاری نے کچھ جواب نہ دیا سامنے آگ روشن تھی اوٹھکر اُسمیں جا بیٹھے اور فرمایا کہ قال و قیل کی کچھ حاجت نہیں ہے حال توحید یہ ہے اور صحیح سالم آگ میں سے باہر آگئے کہتے ہیں کہ اکثر آپ کے دست و پا جدا ہو جایا کرتے تھے اور مستجاب الدعوات تھے ایکبار حضرت دارا شکوہ قادری نے عرض کیا کہ مرزا آصفی بیگ شاہ لی خطۂ ایران قندہار پر قبضہ کرنیکا ارادہ رکھتا ہے آپنے فرمایا کہ اسکی کیا مجال ہے کہ تمہارے ملک پر ہاتھ دراز کرے انشاء اللہ مارا جائیگا بعد ایکماہ کے معلوم ہوا کہ ۱۰۵۱ھ میں مرزا آصفی بیگ کو کسی نے زہر دیکر مارا وفات حضرت کی ۱۰۷۰ھ میں ہوئی مزار لاہور میں۔

ذکر حضرت شاہ سلیمان قادری قدس سرہ

آپ صاحب سجادہ شاہ معروف چشتی قادری کے تھے سکر اور عشق اور محبت میں شان عالی رکھتے تھے صاحب کرامات اور خوارق تھے چار سال کی عمر میں منظور نظر

شاہ معروف ہوئے تھے ہر وقت حالت سکر میں رہتے تھے ایکبار شاہ معروف موضع بھیلووال میں تشریف
لیجا کر میاں منگو کے مکان پر شب باش ہوئے میاں منگو حاضر خدمت رہے کہیں شاہ سلیمان بھی کھیل رہے تھے
اُنکو دیکھتے ہی اُٹھے اُنکے چہرہ پر ہاتھ پھیرا پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ منگو یہ میری امانت ہے یہ بچہ
شیخ وقت ہوگا ہزاروں کو اس سے فیض پہونچیگا شاہ معروف تو وہاں سے چلے آئے اور میاں منگو
والد شاہ سلیمان اُنکی تربیت میں مصروف ہوئے انکو لڑکپن میں بھی وجد ہو جاتا تھا جب بالغ ہوئے
خدمت شاہ معروف میں حاضر ہو کر کسب قادریہ کی تکمیل کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا آپ کو سماع میں بہت
وجد ہوتا تھا یہ چاشنی عشق چشتیہ کی تھی آپ کے دو خلیفہ مشہور ہوئے اول حاجی محمد نور شاہ گنج بخش
دوسرے مولوی کریم الدین قادری ۔لکھا ہے کہ جب شاہ سلیمان موضع منچر میں رہتے تھے ایک موچی کے ہاں
قیام پذیر تھے ہر وقت مراقبہ میں رہتے اُس موچی کا جو ہمسایہ تھا وہ مسخرہ پن سے آپکی نقلیں کیا کرتا تھا
ایکبار آپ چلے جاتے تھے اور وہ مسخرہ پن سے گردن جھکائے مراقبہ حضرت کی نقل کر رہا تھا آپنے دیکھا اور
اس سے کہا کہ فقیروں کے حال کی نقل کرنا پھر مسخرہ پن کرنا اچھا نہیں ہوتا اس حرکت سے باز آ ورنہ سزا
پائیگا اُس نے گستاخی سے کہا کہ تجھ سے مکار فقیر منے بہت دیکھے ہیں جا اپنا کام کر آپنے فرمایا کہ جس طرح
میرے پیچھے نقل کرتا ہے میرے روبرو بھی تو کر کہ میں دیکھوں اُس نے بے باکی سے آپکے مراقبہ کی نقل کی
پھر جو گردن اُٹھائی نہ اُٹھی تاحیات گردن کج رہی کہتے ہیں کہ موضع چک کا جو سردار تھا اُس کے چار
بیٹے تھے چھوٹا بیٹا اُس کا ہنپال تھا اُس نے جو شہرۂ کرامت شاہ سلیمان سنا آپ کی خدمت
میں آیا اور چالیس روپیہ نذر کئے اس کے باپ چودھری کو خبر ہوئی اُس نے بیٹے سے کہا کہ تو
ایسے کے پاس جاتا ہے جو موچی کا لڑکا ہے اُس کو چالیس روپیہ کیوں دیئے چار روپیہ دینے
تھے اگر شاہ سلیمان چندہر کو دیتا تو وہ شریف تو تھے پھر جو وہ خدمت عالی میں آیا آپنے چار روپیہ
رکھ لیے باقی واپس دیئے اور فرمایا تیرے باپ کی اجازت چار روپیہ کی ہے اور فرمایا خدا کرے
کہ اس کا سر کالبوت موچیوں سے شکستہ ہو آخر ایسا ہی ہوا کہ چودھری نے اپنی زوجہ کو گالیاں دیں
اور کہا کہ کل تجھکو جان سے ماروں گا اس نے اپنے ہمسایہ نعلبند دو زنوں سے کہا انہوں نے اسی شب
کو اپنی اسی لکڑی سے کہ جس سے جوتی بناتے تھے اس کا کام تمام کیا وفات حضرت شاہ سلیمان کی
سنہ ۱۲۶۵ھ میں ہوئی ❊

ذکر حضرت سید جان محمد حضوری ابن شاہ نور بن سید محمود حضوری لاہوری قدس سرہ

آپ مشائخ عظام قادریہ سے تھے اور اولاد سے حضرت امام موسیٰ کاظم کی تھے مرید اپنے والد کے جو شخص آپ کا مرید ہوتا اوسی شب کو زیارت رسول مقبول سے مشرف ہوتا صاحب عظمت و ہیبت اور مرجع خلایق تھے وفات حضرت کی ۱۰۶۲ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت محمد صالح اکبرآبادی قدس سرہ

آپ شیخ الشیوخ اور عالم علوم ظاہری اور باطنی اور واقف رموز صوری و معنوی تھے نہایت صابر و قانع اور ہزاروں مرید رکہتے تھے مریدوں سے کچھہ نہیں لیتے تھے وفات حضرت کی ۱۰۔ ذیقعدہ بروز جمعہ ۱۰۶۲ھ میں ہوئی مزار اکبرآباد میں ہے۔

ذکر حضرت سید عبد الرزاق شاہ چراغ لاہوری قدس سرہ

فرزند سید عبد الوہاب بن سید عبد القادر ثالث بن سید محمد غوث بالاپیر بن زین العابدین بن سید عبد القادر ثانی بن سید محمد غوث اوچی گیلانی قدس سرہ کے اعظم اولیاء قادریہ سے اور علوم ظاہری اور باطنی میں جامع تھے مرید اپنے والد کے تھے آپ اپنے دادا کے روبرو پیدا ہوئے اُنہوں نے اُسوقت فرمایا تھا کہ ہمارے گھر چراغ پیدا ہوا اس روز سے شاہ چراغ مخاطب ہوئے بہت بڑے سیاح تھے مشایخ حرمین سے بہت ہم صحبت رہکر استفادہ اُٹھایا حضرت شاہجہاں آپکے بہت معتقد تھے وفات حضرت کی ۲۰۔ ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ میں ہوئی مزار لاہور میں متصل مزار اپنے والد کے ہے جسپر مقبرہ شاہجہاں بادشاہ نے تیار کرایا آپ کے سات صاحبزادہ تھے جنمیں سید مصطفےٰ کامل و مشہور تھے وہی صاحب سجادہ ہوئے تھے ۱۶ برس بعد والد کے زندہ رہکر ۲۶ شعبان ۱۰۸۴ھ میں انتقال کیا اور روضہ والدین میں مدفون ہوئے۔

ذکر حضرت شیخ شاہ محمد ملا شاہ قادری قدس سرہ

آپ خلیفہ اعظم میاں میر لاہوری کے تھے صاحب حال۔ قال و خوارق و عادات کنیت آپکی آخوند اور لقب لسان اللہ آپ کے والد

ملا عبد متوطن بموضع ارکسان علاقہ روستاق اقلیم بدخشاں اور آپ بھی وہیں پیدا ہوئے اور صغر سنی میں
آپ کو طلب حق دامنگیر ہوئی اُسی عشق میں کشمیر میں آکر تین سال رہے وہاں سے لاہور میں آئے بہت کم
قیام کرکے اکبر آباد میں آئے وہاں میاں میر کے فضائل سنکر لاہور میں آکر میاں میر سے بیعت کی
اور ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہوکر بالکل دنیا سے دل اُٹھالیا یہاں تک کہ تمام مریدان میاں میر سے
ممتاز ہوئے غلام یا خدمتگار ہمراہ نہ رکھتے تھے آپ کے ہاں کبھی ہانڈی نہ چڑھتی تھی کبھی چراغ
روشن نہ ہوتا تھا سات برس تک تمام شب بلاناغہ حبس دم کیساتھ ذکر خفی کیا اور سلطان الاذکار بھی کرتے
تھے آپکے خاندان کے سب درویش سلطان الاذکار کرتے ہیں اور بہت جلد کامیاب ہوتے ہیں سیاحی
میں ایک درویش آپکے خاندان کے ملے یہ کاتب اور وہ چند روز ایک مسجد ویرانہ میں مقیم رہے بہت کم مینے
اسکو کیا مگر بہت جلدی مجھیں فتحیابی ہونے لگا اور میاں ملا شاہ صاحب عشا کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے
سن بلوغ سے تا حیات کبھی آنکھ میں نیند نہیں آئی زمین سے پشت نہ لگائی کبھی غسل کیحاجت نہ ہوتی تھی ایکروز
ایک درویش کے دلمیں خطرہ آیا کہ یہ کبھی نہیں نہاتے آپنے نور باطن سے فرماکر ارشاد کیا کہ غسل احتلام
حالت نیند میں ہوتا ہے اور غسل جنابت قربت زن سے ہوتا ہے میں نہ سوتا ہوں نہ عورت رکھتا ہوں اسوجہ
سے دونوں غسلوں سے پاک ہوں اور بعد عطاء خرقہ خلافت کے کشمیر میں متوطن ہوئے شہرہ کرامت آپکا تمام
عالم میں بلند ہوا اور رجوع خلایق ہوئی مگر جو شیعہ کشمیری تھے وہ دشمن تھے وہ آمادہ بحث ہوئے مگر
اُنہیں سے جو روبرو آئے وہ تائب ہوئے آپکی برکت سے ہزاروں بددین دار ہوئے اور جسکو چاہتے
تھے چشم ظاہر سے دیدار رسول مقبول و اصحابہ کبار و غوث پاک کو دکھاکر مشرف کرادیتے تھے کشمیر
میں آپکے بہت مرید ہیں حضرت داراشکوہ جدر اقم تحریر فرماتے ہیں کہ مسئلہ توحید میں مجھکو سخت
مشکل کا سامنا تھا مگر بخوف حضرت سے عرض نہ کرسکتا تھا ایکبار میں مینے توجہ روح پر فتوح حضرت سید عالم
کیطرف کی اُسیوقت روحانیت پاک معہ خلفاے راشدین ظاہر ہوئی اور ارشاد کیا اللہ جل شانہ
قادر ہے جسطرح چاہے قدرت اُسکی متقاضی ہوتی ہے بندگانِ مومنین کو دیدار دکھاتا ہے اس جواب سے
میری مشکل حل ہوئی جب میں بارِ دیگر خدمتِ مولانا میں حاضر ہوا تبسم فرماکر ارشاد کیا کہ اپنے مسئلہ کا جواب
پایا جس شخص نے جواب دیا ہے انکو اطلاع کی تھی سبحان اللہ کیا مرتبہ تھا اور حضرت کہ خود رفتگی
فنائے احدیت ذات و ظہور ذات و وحدت الوجود میں زیادہ تھی اسی وجہ سے مریدان بادقار

اس سلسلہ کے حال وقال وحدۃ الوجود کا رکھتے ہیں شخ حضرت شیخ ولی کہ یہ پہلے کالیتہ تھے اور منصب امیر الامراء رکھتے تھے حضرت داراشکوہ انسے بہت مانوس اور ہمجلیس تھے جب جذبہ عشق الہی انکو دامنگیر ہوا اور صحبت داراشکوہ نے ان میں اثر کیا ترک جاہ ومال کرکے مولانا شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر مسلمان ہوکر بیعت کی اور رجمایہ دنیا سے ہوئے انکی مثنوی اُن کے حال کی قبا ہے اب آخروقت میں نیرشاہ بھی اس سلسلہ میں کامل تھے جب ۱۰۸۰ھ میں انتقال کیا ہے حضرت ملاشاہ صاحب دیوان تھے تمام دیوان معرفت اور وحدت الوجود کے مسائل سے بھرا ہوا ہے وفات مولانا شاہ کی ۱۰۶۹ھ میں ہوئی مزار روضہ میاں میر لاہوری میں زیارتگاہ ہے ؛

ذکر حضرت داراشکوہ قادری خلف اکبر شاہجہان بادشاہ قدس اللہ سرہ العزیز

خرقہ خلافت شیخ محمد ملاشاہ سے پہونچا اور میاں میر لاہوری سے بھی تربیت پائی اور شاہ سرمد دہلوی سے بھی خرقہ خلافت حاصل تھا فقر میں شان عالی اور رتبہ بلند رکھتے تھے زہد اور ریاضت میں یگانہ روزگار علوم ظاہری اور باطنی سے خوب ماہر تھے مسائل توحید سے خوب واقف اور نہایت خوبصورت تھے اگرچہ علم سنسکرت پڑھے نہ تھے مگر بزور ولایت چاروں ویدوں کے ترجمہ کئے اور اُپنشد کا ترجمہ سر اکبر مشہور ہے جوگ بسشٹ کا ترجمہ جو کیا وہ برائے فقرا اکسیر اعظم ہے جو طالب خدا چند بار آپکی خدمت میں رہا کامل ہوگیا بلکہ بعض کو ہر روزہ مقامات درویشی کہل گئے آپکی تصنیفات دیکھکر بہت سے اولیا ہوئے آپ کے بعد جو بزرگ گزری سب نے آپکی تصنیفات سے فیض اُٹھایا اور اُٹھار ہے ہیں آپکی تصنیفات سے چھبیس (۲۶) کتب خورد وکلاں ہیں سفینۃ الاولیا سکینۃ الاولیا رسالہ حق نما مجمع البحرین دیوان قادری سر اکبر جوگ بسشٹ رسالہ معارف حسنات العارفین ورسالہ شاہ راہ محمدی و اسرار احمدی و اسرار العاشقین ومکالمات الصادقین واکسیر الطالبین باقی بفقیر کی نظر سے نہیں گزریں؛

ذکر حضرت سید شاہ کردیر قدس سرہ

آپ سادات صحیح النسب اور جامع کمالات صوری اور معنوی تھے بعد انتقال حضرت کی قبر سے دست حق پرست باہر آکر بیعت کرتا تھا آخر شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی نے ایکبار مزار پر جاکر عرض کیا کہ آپکی کرامات میں کسیکو شک نہیں مگر آپکی جد کی شریعت میں رخنہ پڑتا ہے آگے آپ مالک ہیں

ہیں اس روز سے وہ ہاتھ نکلنا بند ہو گیا مزار حضرت کا نواح ملتان میں ہے ؛

ذکر حضرت سید مولہ قدس سرہٗ

آپ صحیح النسب سادات عظام سے اور مرید اپنے جدی خاندان کے غیاث الدین بلبن کے عہد میں دہلی میں رہتے تھے سخاوت بہت بڑی تھی کوئی کیمیا گر کوئی شعبدہ باز کوئی جادوگر کوئی بالکل جانتا تھا آخر عہد سلطان جلال الدین خلجی میں قلندران شیخ ابو بکر طوسی نے شہید کیا اُس روز ایسا گرد غبار اُٹھا تھا کہ گویا قیامت نمودار ہونے والی تھی ؛

ذکر حضرت شیخ وجیہ الدین

آپ عالم تصوف اور باکمال تھے طلبا کو پڑھاتے تھے اور صاحب تصنیف تھے بہت سی کتب کے حاشیہ لکھے مرید شیخ محمد غوث کے تھے وفات حضرت کی سن نوسوکی ہجری میں ہوئی اور اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے بعدہ اُن کے فرزند شیخ عبداللہ صاحب سجادہ ہوئے ۔

ذکر حضرت شاہ عبداللہ قریشی قدس سرہٗ

یہ حضرت مشرب قادریہ رکھتے تھے زمانہ بہلول لودھی میں دہلی آئے تمام سلوک طے کئے ہوئے تھے ہر روز ہزار نفل پڑھتے تھے اور تین ختم روز کرتے تھے رحمۃ اللہ علیہ

ذکر حضرت سید رفیع الدین صوفی قدس سرہٗ

آپ اولاد سے میر معین الدین صاحب تفسیر معنی کے تھے اپنے عہد کے محدث تھے اور بہت سخی اور خلیق تھے سلطان سکندر انکا معتقد تھا اسوجہ سے آگرہ میں رہتے تھے وفات حضرت کی آگرہ میں ہوئی +

ذکر حضرت مخدوم جیو قادری دکنی

نہایت متبرک اور عظیم الشان خلق سے مستغنی اور بہت مسن تھے بسبب ضعف کے اُٹھا نہ جاتا تھا مگر کمر باندھ کر تمام شب کھڑے ہو کر عبادت کرتے تھے ۔

ذکر حضرت شاہ صفی اللہ سیف الرحمن قدس سرہٗ

آپ پسر خلیفہ شاہ مقیم محکم الدین کے تھے نہایت کریم اور خلیق اور عالم باعمل صوفی بے بدل

حقائق و معارف آگاہ اور مرید اپنے والد کے اور صاحب سجادہ بھی تھے مستجاب الدعوات اور سیف زبان
تھے لکھا ہے کہ آپ نے مقبرہ والد اپنے کا بنانا چاہا معمار سے فرمایا کہ اس قسم کے گنبد بنانیکا تخمینہ کر کیا لاگت
لگیگی اور فرد تیار کر کے دے تا کل روپیہ پیشگی دیدیا جاوے معمار نے تخمینہ کر کے فرد پیش کی آپ نے فرمایا
کہ میرے مصلے کے نیچے سے لے لے اس نے جو مصلا اٹھایا دیکھا کہ اشرفیوں کی تھیلی رکھی ہے اس نے
اٹھا کر جو شمار کیا تو موافق فرد کے اس میں نکلا نہ کم تھا نہ زیادہ بعد چند روز کے معمار نے پھر عرض کیا کہ خرچ
سفیدی گنبد فرد میں تحریر نہیں ہوا وہ عنایت ہو فرمایا کہ اس روز تیری تحریر کے بموجب مینے طلب کیا غیب سے امداد
ہوئی اب شرم آتی ہے کہ ملایکان قدس کو کیا بار بار تکلیف دوں یہ خرچ اور جگہ سے ہو جائیگا وفات
حضرت کی ۹۔ ربیع الاول ۱۰۰۸ھ میں ہوئی مزار بمقام حجرہ کہ مشہور ہے وہیں آپ مقیم تھے ؛

ذکر حاجی عبد الجمیل قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ رنگ بلاول کے وہ مرید شیخ مادھو کے وہ مرید شیخ حسین لاہوری کے کامل وقت گزرے
ہیں اور درگاہ قدم رسول دہلی دروازہ کے باہر بمقام لاہور آپ ہی نے تیار کرائی تھی اور بہت بڑے سیاح
تھے سات حج کئے وفات حضرت کی ۱۰۹۲ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ؛

ذکر حضرت حاجی محمد ہاشم گیلانی قدس سرہ

آپ اولاد سے سید محمد غوث اوچی کی تھے ایک سو بیس برس
کی عمر ہوئی بارہ برس سیاحت ممالک کی بہت سے مشایخوں سے فیض حاصل کیا آخر لاہور میں آکر مقیم ہوئے
وہاں بہت رجوع خلایق ہوئی آخر بروز جمعہ ۷۔ محرم ۱۱۰۳ھ میں وفات پائی مزار لاہور میں ؛

ذکر حضرت قطب ابدال میر سید طاہا قطب الدین کوتانوی قادری قدس سرہ

آپکی کنیت ابو الحسن و اسم طاہا لقب قطب الدین فقر اور تجرید میں شان علی و مرتبہ بلند رکھتے تھے اہل بصیرت
آپکو مخدوم جہانیاں کہتے تھے خلیفہ و صاحب سجادہ پدر خود میر سید محمود بخاری شہید کتانوی کے
اور اپنے چچا سید عبد الوہاب اور جد خود میر سید حسین سے بھی استفادہ اٹھایا تھا اور نعمتہائے دو جہانی بتوسط
روحانیت حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے حاصل کیں شاہ محمد خلیل اپنے رسالہ طریقیہ میں
تحریر فرماتے ہیں کہ ایکروز سید طاہا نے فرمایا کہ تفسیر سورۂ مزمل کی مینے خود نہیں لکھی بلکہ نبی حق نے دی

جیسا ارشاد ہوا اُس کے موافق لکھا ہے یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں ای ولدی تفسیر
سورہ مزمل کی لکھ تاکہ خلق کو ہدایت ہو اس فقیر نے عرض کیا کہ فقیر نے ترک کتابت کیا کچھ نہیں لکھتا ہوں
فرمایا کہ تفسیر اس سورۃ کی ضرور لکھنی چاہیے اور فقیر سے فرمایا کہ کرتہ اپنا آگے سے اُٹھا میں نے بموجب حکم
کے اپنے شکم پر سے کُرتہ اُٹھایا اور حضرت نے بھی اپنے شکم پر سے پیراہن اُٹھا کر دست حق پرست
اپنا اپنی ناف پر رکھا اور اشارہ کیا ایک شئی سفید مثل شیر قدرے ناف مبارک میں سے نکلی اور داخل ہو کر
فقیر کی ناف میں آ گئی چونکہ میں سوتا تھا اُسیوقت آنکھ کُھلی اپنی طبیعت پر سرور اور انکشاف پاکر بے اختیار
اُٹھکر چند کلمے تحریر کئے پس جو اُسکو دیکھیے گا انشاء اللہ اسرار غیب عجائبات رونما ہونگے یہ تفسیر مرشد
کامل ہے اور فرمایا کہ میرے مریدوں سے جو اس کا مطالعہ کرے یا اپنے پاس رکھے مجھکو اپنے پاس حاضر جانے
بیشک وہ تفسیر ایسی ہی ہے اس کاتب نے بھی مطالعہ کیا ہے گنج اسرار ہے حضرت شیخ فتح محمد غیاث الدین
سے روایت ہے کہ حضرت سید طاہا نے کل پاؤ سپارہ اپنے عم سید حسین سے پڑھا تھا مگر فضل الٰہی
سے تمام علوم دینی و دنیوی کھل گئے تھے جو کتاب روبرو آئی اُسکو پڑھکر اسکی شرح فرمائی جو مسئلہ
لاحل ہوتا اُسکو احسن طرح پر حل فرماتے یہ معلوم ہوتا تھا کہ علوم دینی و دنیوی از بر (حفظ) یاد ہیں ایکبار اوائل
حال میں آپ طرف نارنول کے تشریف لے گئے اور حضرت شیخ عاشق بن فرخ شاہ بن قطب شاہ بن
شیخ نظام الدین نارنولی سے کہ خلیفہ خواجہ خانو علی چشتی نظامی کے تھے ملے اُنھوں نے نہایت تکلف
سے اُنکی دعوت کی کھانے اقسام اقسام کے روبرو رکھے اور فرمایا کہ خوب سیر ہو کر کھاؤ سید صاحب
نے کہا کہ مجھکو دوسرا کھانا درکار ہے تب شیخ نے جانا کہ یہ طالب خدا ہے اور فرمایا کہ یہ کھانا کھا خدا وہ بھی
عطا کریگا بعد تناول طعام شیخ نے فرمایا کہ میرے ہمراہ تالاب پر چل سید صاحب نے کہا مجھکو تالاب
اور نالہ سے کیا کام ہے مجھکو حرف وحدت چاہیے یہ سُنکر شیخ عاشق نے فرمایا کہ تمہارا کام تمام ہوا
کُتا نہ جاؤ تمہاری ذات سے بہت سے عارف اولیا ہونگے پس وہاں سے رخصت ہو کر کتانہ
آئے اور گوشہ عزلت میں بیٹھکر فقر اور فاقہ اختیار کیا اور ہدایت خلق میں مشغول ہوئے اور اکثر فرمایا
کرتے تھے کہ نارنول کا حق میرے ذمہ ہے شیخ محمد نصیر ساکن گرھی کہ مرد بزرگ گزرے ہیں فرماتے
ہیں کہ جب آپ کے وصال کی خبر شیخ ابراہیم رامپوری کو پہونچی بہت رو کر فرمایا کہ سُبحان اللہ کیا عارف
خدا صاحب ارشاد پیدا ہوا تھا اگر چند روز دُنیا میں اور رہتا تمام ہندوستان عاشق خدا ہو جاتا

اور سید صاحب بھی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے وقت میں شیخ محمد صادق گنگوہی و شیخ ابراہیم امیٹھوی و شیخ معصوم سرہندی و شیخ پیر محمد ساکن نبو و شیخ علاؤالدین ساکن برناوہ عارفان خدا و صاحب ارشاد ہیں اکثر ان صاحبوں سے جو خط کتابت کرتے تھے اُس کا یہ طریق تھا۔ محبا اظہار اشتیاق اگرچہ بتقریب مدعا ضروری است اما طریقت اہل دل محض کفر است چوں جاذبۂ شوق شرارہ آتش است پنبہ را چہ یارا کہ در خود نہاں تواند ساخت ناچار شدہ دو دہ بر سرمن زنند اللہ باسوا ہوس۔ لکھا ہے کہ حضرت نہایت متوکل اور غربا دوست تھے امرا اور اہل دول سے تنفر فرماتے تھے نواب جعفر خاں آپکا معتقد تھا ہمیشہ کتانہ حاضر ہوتا مگر آپ نے کبھی اسکی نذر قبول نہیں کی حضرت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے آپ کو طلب کیا آپ نے جواب تحریر کیا کہ فقیر یہیں بیٹھا بادشاہ کے واسطے دعا کرتا ہے غیبت کی دعا میں بڑا اثر ہے پھر خود کتانہ حاضر ہونا چاہا آپنے قبول نہ فرمایا کچھ نقد ارسال کیا اُسکو بھی نہ لیا برائے خرچ خانقاہ کچھ دیہہ دینے چاہے آپ نے منظور نہ فرمائے اور ایسے پابند سنت تھے کہ کبھی طریقہ رسول کو فروگذاشت نہ فرماتے تھے نماز فجر اول باجماعت ادا کرتے تا اشراق کسی سے تکلم نہ ہوتے تا بہ چاشت باشوق تلاوت کرتے بعد نماز چاشت کے بغیر بوے قیلولہ فرماتے بعد نماز ظہر وظائف ادا کرتے قبل از عصر حاضرین سے ہمکلام ہوتے بعد نماز عصر کے پھر درود شریف پڑھتے تا بہ مغرب بات نہ کرتے بعد از مغرب بعد ادا ے نوافل آدھی رات تک تلاوت کرتے بعد ادا ے تہجد ذکر میں مشغول رہتے نماز جمعہ کے واسطے سب سے پہلے جامع مسجد میں جاتے اور صایم الدہر بھی رہتے پیش از جمعہ سورۂ کہف پڑھتے ایک جمعہ درمیان دیگر اصلاح بنواتے غسل کرکے کفنی پہنتے کلاہ چارترکی کو درست رکھتے جو حاضر خدمت ہوتا اُسکو جلدی رخصت فرماتے اگر ہجوم خلایق ہوجاتا تو آپ فرماتے بالکریم تعنی حل بلاین یہ فرماتے ہی حاضرین کے دل اُچاٹ ہوجایا کرتے تھے اور مریدوں کو بھی ارشاد فرماتے کہ طالب کو تنہا شب بسر کرنا چاہیے کہ گنجایش اسرار پروردگار میسر ہو آپ خود فرماتے ہیں :-

زطالب شنو این سخن اکتفا است :: تنفر خلایق تقرب بخدا است

اور فرمایا کرتے تھے کہ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ کوئی مجھکو نہ جانے نہ میں کسیکو جانوں خدا مجھکو جانے اور میں خدا کو نظر فیض اثر کی یہ کیفیت تھی کہ سومن پر نظر پڑتے ہی اُس کا دل ذاکر ہوجایا کرتا تھا ہر روز دو تین کرامات ظاہر ہوتی تھیں ایک روز ساداب سے ایک شخص آیا اور عرض کی کہ تمام شہر نے آپکو سلام عرض کیا اور شکرانہ ادا کرتے ہیں کشتی دریا میں غرق

ہو تی تھی آپ کا نام لینے سے لصف ڈوبی ہوئی تر آئی اور تمام مردم سلامت رہے آپ نے فرمایا دریا کچھ چیز نہیں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ۔ میکند بہانہ بر غیر می نہد؛

نقل ہے کہ سال بھر پہلے اپنے وصال سے اپنے خلیفہ شیخ محب اللہ کو فرمایا کہ میرا سفر قریب ہے اور سات روز پہلے خرقہ اور سند خلافت شیخ فتح محمد غیاث الدین کو مرحمت فرمایا اور ایک خط لکھا تھا وہ یہ ہے ای گلدستہ گلستان ولایت احمدی وای ثمرہ بستان ہدایت محمدی ای طوبیٰ علم و کرامت وای شجرہ سدرہ علم و استقامت ای آفتاب آسمان دین واے ماہتاب برج یقین ای انسان انسان عین وای منظور و مقبول حضرت غوث الثقلین ای شیخ الاسلام والمسلمین وای نور چشم فقیر طاہا قطب الدین بس؛ ہوشیار کہ مجلس آخر آمد؛ بیدار کہ عمر من سر آمد؛ قانون جہاں ست چوں کف بحر؛ یک رفتہ دیگری در آمد؛ قول پیر عبد الکبیر است مرید چراغ پیر ست ہر چند کہ سر بر آوردن پذیر است ہر سال بتاریخ یازدہم عرس حضرت غوث اعظم فرض بلکہ ہمچو فرض واجب تراست خلافت من ترا درست ہوشیار باش بیدار باش سنگ تراشی بہ تراش اما دل مردم مخراش مخراش مخراش اللہ بس باقی ہوس۔ رقعہ دیگر منظوم

ای واصل اصل نور دیدہ	وی صاحب دل خدا رسیدہ	وی شیخ مشایخ زمانی	وی جان جہان جسم جانی
ای اختر برج استقامت	وی در ثمین عدن کرامت	زانجا کہ تو نور قطب دینی	سرمایہ سعادت و یقینی
از وصل خدا اشارتت باد	این حال توئی مبارکت باد	از لطف علی ولی ولایت	سجادہ نبی بتو عنایت
تو خاطر خویش جمع میدار	من میتم از تو دور زنہار	تو تن صفتی و من چو جانم	در جان تو جان صفت نہانم
آنکس کہ ترا نہ دوستدار است	گردن وی روی ذوالفقار است	تو آئینہ و من جہانم	با آئینہ خویش در خیالم
فرض ست ترا ہدایت عام	بروقفہ ذہی شیوخ عظام	نفس تو بیاد تا قیامت	در سلسلہ را سبب اقامت
مردانہ درین رہی قدم زن	مستانہ دریچہ عدم زن	در خاتم دل تو حق نگین باد	طاہا معہ مصطفےٰ اقرین باد

اللہ و بس ماسوا اللہ ھوس

عمر شریف ۶۳ سال کی ہوئی وفات اس جامع الکمالات کی بتاریخ گیارہ ربیع الآخر بروز چہارشنبہ ۱۱۴۳ھ ہوئی سُبحان اللہ وقت وصال حضرت کا مابین عصر اور مغرب لکھا ہے مزار بمقام قصبہ کوتانہ تحصیل باغپت ضلع میرٹھ میں زیارت گاہ ہے مشہور ہے کہ جب نعش مبارک کو قبر میں کہ رسم ہے کہ چہرہ سے کفن اٹھا کر قبر میں کھاتے ہیں جب حضرت کا چہرہ کھولا تھا ہاتھ اٹھا کر انگلی سے منع فرمایا یہ کرامات دیکھکر خلقت میں

شور اُٹھا حضرت کے دو صاحبزادے تھے سید محمد عاشق و سید محمد صادق کہ دونوں حضرات صاحب ارشاد ہوئے اور خلفا حضرت کے یہ ہیں حاجی حرمین شیخ فتح محمد غیاث الدین صاحب سجادہ کہ جنکا ذکر آخر میں ہوگا و سید فتح محمد جمال الدین قادری اکبر آبادی کہ یہ اپنے والد کے ہمراہ کہرکہودہ سے اکبر آباد میں آکر مقیم ہوئے تھے عین جوانی میں آپکو شوق الٰہی پیدا ہوا اکثر بزرگوں سے ملے آخر گستانہ میں آکر سید طاہا کے مرید ہوئے اور ۲۷ سال سوائے نماز عیدین و جمعہ کے حجرہ سے قدم باہر نہیں رکھا اغنیاء سے بہت متنفر تھے پیر پرست ہوکر پھر فنا فی اللہ ہو گئے تھے آخر بعمر ۹۲ سال بروز پنجشنبہ ۲۵ ربیع الاول کو وفات پائی مزار کہرکہودہ میں فتح محمد ہادی بذات طہٰ ابو ذر سید طاہا کے تیسرے خلیفہ شاہ محبوب اللہ ساکن چہکولہ کہ ریاضت اور مجاہدہ کو بحد کمال پہونچایا تھا چھ چھ ماہ بے آب و طعام رہتے تھے کیسا ہی دریا چڑھا ہو شوق دیدار پیر میں سیلے دریا پر ڈالکر پار ہوجاتے تھے جب یہ خبر سید طاہا کو ہوئی آپ نے انکو منع فرمایا کہ اظہار سر مکاین محبوب ہی اور ان کے حق میں سید طہٰ نے ایکبار فرمایا کہ جو میرے مریدوں میں محب اللہ کی قدمبوسی کریگا وہ جنتی ہوگا وفات شاہ محب اللہ کی ۸ رجب کو ہوئی اول چہکولہ میں کنارہ دریائے جمنا کے مدفون ہوئے بعدہ بوجہ طغیانی دریا کے آپکی اولاد نے نعش مبارک موضع نیمری متصل سرائے روح اللہ خاں نواح دہلی میں لاکر دفن کی جب نعش نکلی تو کفن تک میلا نہ ہوا تھا۔ چوتھے خلیفہ شاہ عبد البتول خیر آبادی کہ اولاد سے مخدوم شیخ اللہ دیا کی تھے نہلکہ کے رہنے والے تھے اور صاحب تصانیف بھی مزار انکا نہلکہ میں ہے پانچویں شاہ اللہ بخش ساکن مکہ معظمہ کہ درس کراتے تھے۔ چھٹے خلیفہ فتح شاہ قندہاری کہ صاحب خانقاہ تھے۔ ساتویں خلیفہ شاہ عبد الواحد مدنی۔ آٹھویں خلیفہ سید کمال شگوفہ میں۔ نویں حضرت شاہ استنبول میں۔ دسویں شاہ اللہ بخش ثانی بغداد میں۔ گیارھویں شاہ فاضل شہر دو بھرمن بارھویں شاہ میر محمد سورتی۔ تیرھویں شاہ محمد صالح دو بہر میں چودھویں شاہ عبد اللہ صالح سراندیپ میں پندرھویں شاہ عبد الواحد ثانی کربلائی۔ سولھویں شاہ میرزا انکا مزار معلوم نہیں سترھویں شاہ کمال الدین لداخی۔ اٹھارھویں شاہ توکل شگوفہ میں۔ انیسویں شاہ سلیمان بصری۔ بیسویں شاہ عبد الواحد کلاں صفہ آبادی۔ اکیسویں شاہ بلاتی جدہ میں۔ بائیسویں شاہ مدینہ تیئسویں شاہ دلفرو مدنی کہ خانقاہ یعنی صفہ عبد اللہ شاہ میں رہتے تھے۔

ذکر اُن حضرت کا جو فیضان صحبت سید طٰہٰ سے باکمال ہوئے

شیخ جیون ساکن نانوتہ کہ ۱۷ ربیع الاول کو انتقال کیا اور سید صاحب کے مزار کے پاس دفن ہوئے
شیخ محمد ساکن انبالہ و شاہ ہدایت اللہ کہ سالک مجذوب تھے و سید فتح محمد ملتانی و شیخ محمد ثانی و شیخ
جلال الدین جالندھری و شاہ خلیل و شاہ الٰہ بخش و شاہ الٰہ بندہ و شاہ غلام محمد و شیخ حسن علی کہتے
ہیں کہ بعد انتقال سید طاہا صاحب کے نواب جعفر خاں عالمگیری نے آپکی خانقاہ اور درگاہ تیار
کرائی کہ جواب شکستہ پڑی ہے اُمیدوار ہوں کہ اُسکی مرمت کرا کر سعادت حاصل کروں اور یہ چند
دوہے سید طٰہٰ کے جو ہندی زبان میں ہیں ہدیہ ناظرین ہیں ؂

دوہا

موہے چنتا رین دن جو لکڑی گھن کھائے
طاہا سند ر بھجن کو کبھی نہ چھوڑا جائے
مہاران دکھ ہوت ہی تن من جھگڑے نانہ
کو کر در در پھرت ہے دُر دُر دُر دُور ہوئے
طاہا پی بکھ سوانگ کا درس دیکھ مکھ کے دھوئے
طاہا سونا عجب ہے جو کوئی جانے سو
طاہا جیو نکر تل میں تیل ہو جون ہر دے میں پی
طاہا کوٹھے پر کی دوڑ ہو دوڑا جائے تو دوڑ
طاہا جس ہر دے پی نہیں لگو اس ہر دی آگ
طاہا یہ سوتن نیند را ابری پی پاس جان نہ دے
طاہا مرتک ہو رہو اوڑھ و پریم کے سوڑ
اوگن کی زنجیر میں مورکھ باندھے جان
جاون سے پی ہیتر ن لبو تا دن سکھ پایو جیو
طاہا تن کا دیوا کروں باتی گردن سو جیو
طاہا تو مر جائیں گے کچھ ہم میں وہ ہے نہ ہم

طاہا پی کے بھجن بن جنم اکارت جائے
ایسا مورکھ کون ہے پان چھوڑ کھل کھائے
طاہا وہ ڈگ جائیں گے جنکے تہا نکی نانبہ
طاہا ایک در گہ رہو . در در کرے نہ کوئے
آج رین ہے رنگ کی کال نہ ایسے ہوئے
من کی لکٹی لائے کر تن کو ڈالے کہو
جو دیکھا چاہو پیو کو دل مل ڈار و جی
پھر پاچھے پچھتائے گا جب گھر جائیگا چھوڑ
جسکے ہر دے پی بسے اُسکو سدا سہاگ
پی کے اتی پرتاپ سے اس سوتن مکھ ہی
کدھی تو پی بوجھیں کون موا اس ٹھور
طاہا بندے چھوڑ بن بند ہے چھوٹین ناں
وسوں وسا درپن ہی جت دیکھوں اُت پیو
تو بھی تیل جلائے کے تو مکھ دیکھوں پیو
اب ہم سے جم بھاگیو جم پر بھی ہم جم

طاہا ہم تو مرے پریم کے جم سے ڈرتے نانہہ
طاہا دنیا گھر ہے پھونس کا متا لاگے آگ
رہنے اوپر چت نہیں چلنے اوپر چاؤ
طاہا جو جی وت بجے بیر کر دیت نہ لاگے بار
طاہا پہلے ایک بھی جیوں دس پی پی ہوئے
طاہا ابتک تو پہلے بھی اور ایک نہی من مانہہ
طاہا پی ڈھونڈیا روم شام خراسان
طاہا سگے جیو کا جگ میں ناہیں کوئے
طاہا جم آیا جی لین کو ڈھونڈھے سگرے دیہہ
طاہا سمجھ ہو جیو چمک دیکھ مت بھاگ
طاہا دیا نہیں دھیرا جہاں ہو گرگی بان
طاہا ایسی پریت کر جوں کرسا نکی ریت
طاہا کوٹ سرائے کا پھوٹ رہا جیون اور
طاہا صورت متر کی چڑھی رہے نت چت
طاہا جگ جلتا جات ہو جگمیں لاہا نانہہ
طاہا ٹاٹی لاج کی روک رہی سب ٹھانو
طاہا تن کی تہنی من بھیو اور من کی متھنی جیو
طاہا جگ میں آن کے کہیں نہ پایو چین
طاہا جگ میں آن کے چھوڑ دو سب اینٹھ
طاہا کنکری تھری ٹھیکری رہے آرسی ہوئے
طاہا بیل سو بیل ہے ایچی ٹھاجہ کٹنا نہہ
طاہا بہتے دریاؤ میں پڑے سو غوطے کھائے

جم بیچارا کیا کرے جو جیوت ہے مرجانہہ
پی کا ہر گ بوجھ کر بھاگا جائے تو بھاگ
طاہا پی سے یوں ملے جوں ندیاں دریاؤ
ایک جیو کیا ہوت ہے نبھے لاکھ ہزار
ناجانو جین ایک میں کون سہاگن ہوئے
جب جی جم کی بس پرے تب پت رہی کہ نانہہ
گر نیڑی بتلائیا نمسو جان پچھان
اور سنگ سب چھاڑ دے پی سنگ مگن سو ہوئے
جب جی پی کے پاس ہو تو جم کہاں سے لیہ
بھاگن کو جاگہ نہیں جیوں دس لاگے آگ
مسلمان بھاگ نیارے بسیں کافر و جن جائیہ
دام گہنے دکھ جو گنا تو کہیت سو ریت
مت سووے سکھ نند را آن لگے نا چور
کھاؤ پیو سکھ کر دیا درکھو یہ نت
جو چہن پی کے سنگ رہو سو ہی لاہا جان
منکی ٹاٹی دور کر سوجھ پرے وہ گانو
جیکی متہنی پی بھیو وہی پیرو ہی جیو۔
سانس نقارہ کوچ کا باجت ہے دن رین
لینا ہے سو لے چلو اجڑی جات ہے پینٹھ
جب دیکھوں نین بھر سب میں پاؤں تجے
ہمسے تم کو بہت ہیں تم سا ہم کو نانہہ
بہتی ڈوبے نا تری کہیں نہ پائے تھاہ

یہ چند دوہے اس کاتب الحروف احمد اختر کے ہیں

اس جگیا سنسار میں بھانت بھانت کا پھول ۔۔ ہاں سب کا ایک ہے مو کھ اسے نہ بھول

انڈج جیرج جراج میں جیو بس میں ایک ۔۔ گپت نہیں پرگھٹ ہے نین کھو کے دیکھ

جوگ کرو کی جگ کرو جپت رہو پی نام ۔۔ بن من استھر کئے بنے نہ یک سو کام

احمد و نیا باوری کرے کاج بے سون ۔۔ لکھنے ہارا لگھ گیا تو میٹن ہارا کون

دور کہے سے دور ہے پاس کہے سو پاس ۔۔ اپنی سمجھ کا پھیر ہے پیا بسے تو پاس

جوگ جگ سب چھوڑ کر درڑھ کر پالی پریت ۔۔ ہر دم دیکھو آپ میں یہی گرو دن کی ریت

لوگ کہیں درشن کی مٹی رہے من کی آگ ۔۔ یہاں تو درشن دیکھ کر دوتی بڑھ گئی لاگ

روشن کے میں واریاں واری سو سو بار ۔۔ کاگا سے ہنسا کئے کرت نہ لاگی بار

دوہا

روشن کے بل جاؤں میں روشن سانچا پیر ۔۔ وقت پڑے پر کئے کرترت بندہا وے دھیر

نام لیا جن سب کیا جوگ جگ آچار ۔۔ بنا لیئے پی نام کے بنے نہ ایکھو کار

ذکر پیران سلسلہ سید طاہا کتانوی قدس سرہٗ

سید محمود شہید جو سید کتانوی طاہا کے پیر اور والد تھے فقر میں شان عالی ورتبہ بلند رکھتے تھے اور اوایل سے صاحب حال وقال تھے زیارت حرمین سے مشرف ہو کر حسن ابدال کیطرف تشریف لائے اتفاقاً وہاں کفاروں سے جنگ شروع ہوئی آپ بھی برائے جہاد و ادائے سنت جد خود شریک جہاد ہوئے ہزاروں کو قتل کیا آخر سر مبارک تن سے جدا ہوا ایک ہاتھ میں سر لیا ایک میں تلوار لیکر غنیم پر گری یہاں تک قتل کیا کہ فوج کفار فرار ہوئی اُسوقت حضرت زمین پر گرے شہادت حضرت کی یوم دوشنبہ ربیع الآخر میں ہوئی مزار اُسی نواح میں کنارہ دریائے اٹک کے واقع ہے ۔

ذکر حضرت میر سید حسین نجاری قدس سرہٗ

آپ مرید سید علاء الدین قادری کے اور فرزند بھی تھے اُنکی والدہ کا نام بی بی راج باس بنت مخدوم شیخ عبد الغفور اعظم پوری تھا حضرت جامع الکمالات و منبع الحسنات تھے علوم ظاہری اور باطنی میں مکمل تھے ۔ نقل ہے کہ ایک شتر پُر از جواہر سرکار

جہانگیر بادشاہ سے گم ہوا ہر چند تلاش کی نہ ملا آخر داروغہ جواہر خانہ نے حضرت سے رجوع کی آپ نے ایک نقش تحریر فرما کر عنایت کیا اور فرمایا کہ دروازہ ڈیرہ جواہر خانہ پر چسپاں کر دو اونٹوں کی قطار آویگی اپنا شناخت کر کے لیلینا چنانچہ بموجب ارشاد کے اُسی طرح شتر ملا عمر حضرت کی ایک سو دو برس کی تھی بتاریخ ۱۶ ر جمادی الآخر کو وفات پا کر اکبر آباد میں دفون ہوئے۔

ذکر حضرت میر سید علاء الدین

ابن سید جلال الدین بن سید فتح الدین بن سید شمس الدین بن سید ظہیر الدین بن سید خاں بن سید عبدالرزاق بن سید ناصر الدین محمود بن مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری مرید شیخ عبدالغفور اعظم پوری کے اور مرشد اور پدر میر سید حسین کنتانوی کے صاحب ریاست و مجاہدت و ترک تجرید اور فقر میں شان عالی رکھتے تھے وفات حضرت کی بروز دوشنبہ دسویں جمادی الآخر ۹۸۹ھ میں ہوئی مزار کنتانہ میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ عبدالغفور اعظم پوری قدس سرہٗ

فرزند شیخ بدر الدین ساکن بدہانہ کہ قریش سے تھے اور خلیفہ میر سید عبدالکبیر کے کہ وہ ہتنا پور کے تھے اور خرقہ خلافت شیخ عبدالعزیز سنبھلی سے بھی پہونچا اور خاندان چشتیہ میں شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے نعمت پائی اور خرقہ خلافت حاصل کیا آپکی کرامات مشہور ہیں آپنے فرمایا ہے کہ درویش کو کام خدمت سے ہے اُسکو یافت اور نایافت سے کام نہیں چاہئے اختیار رکھے طلب بدہے اور درویش ذکر میں اپنے کو ایسا مشغول کرے کہ اگر بادشاہ با تجمل آوے اور سلام کرے تو درویش جواب دینے کے واسطے کہ اُسکو بادشاہ سے کیا کام کام تو بادشاہ ہونکو بادشاہ سے ہے پہلے حضرت نے بیعت سید عبدالکبیر ہستنا پوری سے کی بعدہ اور جگہ بیعت ہوئی وفات حضرت کی ۸ ر شعبان ۹۸۵ھ میں ہوئی مزار اعظم پور میں آپکے تین صاحبزادے تھے شیخ ابو اسحاق و شیخ احمد و شیخ بندہ جونپوری تینوں صاحب اعظم پور میں آسودہ ہیں۔

ذکر حضرت میر سید عبدالکبیر قدس سرہٗ

آپ شان عالی و کرامات بلند رکھتے تھے اور مرید میر سید عبداللہ قطب شکار پوری کے تھے اور بیٹے سید محمد کے وہ سید عمر کے وہ سید شہاب الدین کے وہ ناصر الدین محمود کے وہ مخدوم جہانیاں کے اور سید عبدالکبیر مادر زاد ولی تھے عالم طفلی میں جو زبان سے نکلتا تھا اُسکا اسیوقت ظہور ہوتا تھا اور پیر کے عاشق تھے بہت با ادب تھے وفات حضرت کی ۴ ر رجب میں ہوئی مزار ہستنا پور میں ہے

ذکر حضرت سید عبداللہ قطب شکار پوری قدس سرہٗ

آپ فرزند سید قطب بن سید

اسمٰعیل بن سید ناصرالدین محمود بن مخدوم جہانیاں کہ خرقہ ارادت سید ناصرالدین بخاری سے حاصل کیا
پیر مرید دونوں ہم جد تھے یعنے سید ناصرالدین پیر آپ کے چچیرے بھائی کے بیٹے تھے آخر بعد تکمیل کے
خرقہ خلافت حاصل کیا اور اوچ سے دہلی میں آئے سلطان سکندر لودھی آپ کا معتقد ہوا بمنت
آپکو شہر میں لاکر رکھا رجوعات اور فتوحات بدرجہ غایت تھی مگر خود فقر اور فاقہ سے بسر فرماتے تھے
ہزاروں مرید تھے ایک روز آپ حجرے میں تشریف فرما تھے خیال آیا کہ کوئی آجائے تو گھر سے
قرآن منگالوں پس پشت حجرہ گھر تھا آپکے فرزند سید جلال نے کہ گھر میں تھے والد کے
خطرہ کو معلوم فرماکر دیوار میں سے ہاتھ بڑھاکر قرآن والد کے سامنے پیش کیا حضرت نے فرمایا
کہ دروازہ سے کیوں نہ آیا اتنی جلدی نہ چاہیئے پوشیدگی باطن فرض ہے وفات حضرت کی دسویں
ذالحجہ بعمر ایک سو سال کے ہوئی مزار شکارپور میں ہے آپ کے پانچ فرزند تھے۔

ذکر حضرت سیّد صدرالدین سلطان

بن سید زین العابدین سید حسین بن سید کبیر بن سید
اسمٰعیل بن سید ناصرالدین محمود بن مخدوم جہانیاں کہ مرید میر سید فضل اللہ کے تھے اور سید محمد بن
سید فضل اللہ سے بھی خلافت پائی تھی کشف و کرامات و زہد و عبادت میں شہرۂ آفاق تھے عالم
شریعت پیشوائے طریقت ماہر حقیقت و معرفت تھے اور دو خلیفہ رکھتے تھے ایک سید عبداللہ
شکارپوری دوسرے حاجی عبدالوہاب بخاری وفات حضرت کی ۲۷ شعبان میں ہوئی۔

ذکر حضرت سیّد فضل اللہ قدس سرہٗ

آپ مرید اپنے برادر سید حامد قطب کے تھے علم تصوف کے
محقق اور محدث عاشق اللہ کہ تمام مقامات فقر طے کرکے فنافی الذات میں مستغرق ہوگئے تھے
آپ کے دو خلیفہ تھے ایک سید محمد پسر حضرت دوسری سید فضل اللہ مزار حضرت کا اوچ میں ہے

ذکر حضرت سیّد حامد قطب نو بہار قدس سرہٗ

آپ خلیفہ اپنے پدر ناصرالدین محمود
کے اور کامل وقت اور واصلان حق سے ہوئے ہیں جو حضرت کا مرید ہوا کامل اولیا ہوا اور آپ کو
فیض اپنے جد سے بھی تھا سلسلہ آپکا بنو بخاری ہے آپکی اولاد اوچ میں گدی نشین ہوتی چلی

آتی ہے۔ مزار آپ کا اوچ میں ہے۔

ذکر حضرت ناصر الدین محمود نوشہ قدس سرہٗ

یہ حضرت محبوب ترین فرزندان

مخدوم جہانیاں سے تھے علم وافر اور نفس قاطع تصرفات صوری و معنوی رکھتے تھے لباس اچھا پہنتے تھے معشوق صفت بسر فرماتے تھے اور مرید اپنے والد مخدوم جہانیاں کے تھے نقل ہے کہ جب مخدوم جہانیاں دہلی میں تشریف لائے اور سلطان فیروز شاہ آپ کا مرید ہوا یہ کیفیت تھی کہ دعوت میں بھی موجود ہوتے تھے ادہر اپنی فرودگاہ پر عبادت میں مشغول دکھائی دیتے تھے ایسی کرامات دیکھکر تمام دہلی معتقد ہوئی تھی ایکبار ستر عورتیں گرفتار شدہ کنیز ہو کر آئی تھیں سلطان نے سب کو مخدوم کی نذر کیا مخدوم نے سید ناصر الدین محمود کو عنایت کیں جب یہ خبر سلطان کو ہوئی متعجب ہوا کہ ان کے ادائے حقوق کیونکر ہوں گے سلطان نے دوسری عورتوں کو اس معاملہ کی خبر کیواسطے مقرر کیا معلوم ہوا کہ ہر روز ہر محل میں موجود ہوتے ہیں کھانے کیوقت سب کے ہاں کھانا کھاتے ہیں غسل کیوقت سب کے ہاں غسل کرتے ہیں یہ سنکر بادشاہ اور بھی متعجب اور معتقد ہوا ان رانیوں کے شکم سے ۲۵ فرزند قطب ہوئے بی بی تنکنی دختر والی لنکاہ کے شکم سے سید حامد قطب و سید فضل اللہ و سید اسمٰعیل و سید شہاب الدین و سید علیم الدین یہ پانچ قطب ہوئے اور بی بی رحمت خاتون کے شکم سے سید برہان الدین و میاں سادات عالم دو قطب ہوئے کہ ولایت گجرات میں آسودہ ہیں اس قبیلہ میں اکثر بزرگ صاحب حال و قال ہوتے آئے ہیں اور ایک فرزند سید ناصر الدین محمود کے شاہ جلال تھے کہ قنوج میں انتقال کیا وفات سید ناصر الدین محمود کی ۲۳ رمضان ۸۳۶ھ میں ہوئی مزار شریف اوچ میں ہے اور ذکر مخدوم جہانیا کا دوسری جگہ آویگا کسواسطے کہ اول خرقہ انکو خاندان سہرورد یہ سے ملا تھا ؎

ذکر حضرت سید سرور دین لاہوری قدس سرہٗ

نسبت ارادت سید جان محمد

حضوری سے رکھتے تھے کہ وہ آپ کے والد اور مرشد بھی تھے اور سید محمود حضوری سے تا سید سرور دین پدر بہ پشت صاحب ولایت و ارشاد ہو کر ہدایت خلق میں مشغول رہے اور زیارت رسول سے مشرف

ہوتے رہے وفات سید سرور دین کی بتاریخ ۲۱- شوال بروز جمعہ سنہ ۱۱۰۱ھ میں ہوئی مزار لاہور میں نزد مزار پدر زیارت گاہ ہے-

ذکر حضرت سیّد محمد امیر قدس سرہٗ

آپ اولاد سے سید بہاؤ الدین بہاول شیرکی اور مرید سید سیف الرحمن بن شاہ مقیم محکم الدین کہ عارف کامل اور ہادی دین گزرے ہیں جسوقت دہلی میں تھے حضرت اورنگ زیب عالمگیر نے زیارت کا ارادہ کیا- آپ نور باطن سے معلوم کرکے غائب ہوئے جب بادشاہ آپکے مکان پر آئے آپکو ہر چند تلاش کیا نہ پایا فقط سید نور محمد آپکے پسر سے ملکر چلے آئے بعد تلاش کے معلوم ہوا کہ قطب صاحب کی لاٹھ پر کہڑے ہیں نور محمد نے قوالوں کو حکم دیا کہ کچھ کہو انکی آواز سنکر نیچے آئے لکھا ہی کہ بادشاہِ جن اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا وفات حضرت کی سنہ ۱۱۱۲ھ میں ہوئی

ذکر حضرت حاجی محمد قادری نوّشاہ گنج بخش قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شاہ سُلیمان قادری کے تھے صاحب سکر و جذبِ شوق و زہد و ریاضت اور نہایت متقی تھے اور صاحبِ ولایت اور امام فرقہ نوشاہی کے آپنے پا پیادہ سات حج کئے لکھا ہی کہ آپکی نو برس کی عمر تھی آپ سوتے تھے اور والدہ آپ کی آٹا گوندھ رہی تھیں ایک بی بی جو کہ ہمسایہ کی تھیں وہ آئیں اور آپ کا مُنہ کہولکر بغل میں تکیہ رکہنا چاہا دیکھا کہ مار سیاہ لپٹا ہوا ہی وہ دیکھکر شور کرنے لگیں کہ آپ کی والدہ بی بی جو شور سُنکر دوڑی آئیں دیکھا تو کچھ نہ تھا متعجب ہوئیں کہ گھر میں سے آواز ہوئی کہ یہ عورت ناپاک تھی ہمکو منظور نہوا کہ ہمارے دوست کو ہاتھ لگا دے کچھ تعجب کی جگہ نہیں ہے جب عمر آپ کی پانچ برس کی ہوئی تو آپ کے والد بیت اللہ سے آئے اور قرآن پڑہنے بٹھایا کئی ماہ میں قرآن حفظ کیا اور سال بھر کے بعد آپکے برادر شیخ اسمٰعیل پیدا ہوئے جب عمر نوشاہ گنج بخش کی نو برس کی ہوئی ترک دُنیا کی اور جنگل میں جاکر مشغول ہوئے بعد بہت جستجو کے آپ کے والدین آپکے پاس پہونچے اور بوقت نوشہرہ لاکر ایک بزرگ کی لڑکی سے آپ کا عقد کیا چھ برس تمام شب کنارہ دریا پر کہڑے رہکر عبادت کرتے اور تمام دن مسجد نوشہرہ میں تلاوت فرماتے ایکبار کسی نے کہا کہ ملا کرم الدین ایک کامل درویش کی خدمت میں پہونچے کہ جو موضع بہلوال

پرگنہ بھیرہ میں رہتے ہیں اُنکی توجہ سے مقبول بارگاہ کبریا ہوئے اگر تم بھی وہاں جاؤ تو خالی نہ رہوگے
یہ سنکر بھلووال پہونچکر خدمت شاہ سلیمان میں مشرف ہوئے مرید ہوکر کار درویشی تکمیل پہونچا کر مجنوب
مرشد ہوئے کہ اُنہوں نے اپنے فرزندان تاج محمد و رحیم داد و دیگر اشخاص کو آپ کی تربیت میں سپرد کیا
اور نوشہ گنج بخش خطاب دیا آپ قوم سے کتکرول تھے کہ ایک اقوام پنجاب سے ہی آپکے اکثر بزرگ
بابرکت ہوئے ہیں ایک روز ایک شخص اپنی زوجہ نابینا کو روبرو حضرت کے لایا اور بٹھایا اور بینا
ہونے کی استدعا کی حضرت نے فرمایا کہ آنکھ کھول کر میری طرف دیکھ اسیوقت بینا ہوئی حافظ
معموری آپکے خلیفہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ جو مشہور ہے کہ قیامت کو گروہا گروہ اپنے
اپنے سرگروہوں کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے آیا یہ سچ ہے یا کیا ماجرہ ہے اسی شب کو میں نے
خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور بہت خلق جمع ہے اور بہت سے جھنڈے معلوم ہوتے
ہیں ان میں ایک بہت بڑا جھنڈا حضرت غوث اعظم کا ہے میں نے جھنڈا نوشاہی تلاش کیا دیکھا کہ حضرت
معہ یاروں کے موجود ہیں مجھکو دیکھکر فرمایا کہ آ تیری یہ جگہ ہے صبح جب میں حاضر خدمت ہوا معاً فرمایا
کہ حافظ مسئلہ قیامت برحق ہے جیسا کہ تونے خواب میں دیکھا ایسا ہی انشاءاللہ ہوگا۔ تذکرۂ نوشاہی
میں لکھا ہے کہ جیون حجام آپ کا مرید تھا موضع ماہو کی کا رہنے والا تھا اُس نے عرض کیا کہ حضرت
اگر میری کھیتی پر تشریف لیچلیں تو موجب برکت ہو آپ قبول فرماکر چلے کہ وہ موضع نوشہرہ سے دو کوس تھا مریدوں
نے عرض کیا وقت عصر آگیا ہے فرمایا کہ جیوں کی کھیتی سے آکر ادا کروں گا سب چپ ہے اور سمجھے کہ ضرور شام ہو جائیگی
دو کوس کا جانا اور آنا ہے آپ ہاں گئے بدیر ٹھیرے رہے نماز کا خیال رہا مگر آفتاب اس جگہ سے نہ ہٹا اور آپنے وہاں
سے آکر نماز عصر ادا کی تھوڑی ہی دیر بعد آفتاب غروب ہوا آپ مستجاب الدعوات اور سیف زبان تھے جو مرید بہ
وقت مصیبت کے آپ کو پکارتا نزد و ولایت ہر طرح سے اُسکی امداد فرماتے جیسا کہ تذکرۂ نوشاہی میں
مفصل درج ہے اور حافظ معموری آپ کے داماد بھی تھے اور خلیفہ بھی تھے یہ قاعدہ تھا کہ جو مسافر
آتا اُس کو اپنے گھر سے اس کی خدمت کرتے اگر مسافر زیادہ ہوتے تو گانؤں میں سے خود مانگ کر اُنکو
کھلاتے وفات حضرت کی بعہد عالمگیر بادشاہ غازی ۱۱۰۳ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت میاں غیاث قدس سرہ

آپ گجرات میں مشہور اولیا ہوئے ہیں اپنے عہد کے شیخ وقت اور

افضل العلما تھے بہت مخیر اور متواضع اور رحیم کریم سلیم تھے مرید میاں سنگ کے وہ مرید میاں محمد طاہر کے۔

ذکر حضرت شیخ عبداللہ و شیخ رحمت اللہ قدس اسرارہما

آپ ساکن مدینہ تھے مدینہ سے وارد ہندوستان ہو کر طالبان دین کو نہایت نفع پہونچایا احمد آباد میں مقیم رہے اور وہیں وفات پائی ؛

ذکر حضرت سید جعفر بن ہاشم بن صوفی علی گیلانی قدس سرہٗ

آپ مرید اپنے والد کے اور نہایت بابرکت تھے وفات حضرت کی دوشنبہ ۹ رجب سنہ ۱۰۰۹ھ میں ہوئی مزار لاہور میں اہلی والا تکیہ میں ہے ؛

ذکر حضرت سید عبدالحکیم گیلانی بن سید بایزید قدس سرہٗ

آپ کے بزرگ سنہ ۹۳۲ھ میں ایران سے ہندوستان میں آئے اور بعہد حضرت بابر بادشاہ سنہ ۹۳۴ھ میں سید نجم الدین دہلی میں آئے اُنکے دادا نظام الدین لاہور میں آ رہے تھے حضرت لاہور میں پیدا ہوئے بعد تحصیل علوم ظاہری کے شیخ عبداللہ کے مرید ہوئے وہ مرید شاہ فیروز کے وہ مرید شاہ عالم کے وہ مرید شیخ نورالدین کے وہ مرید شیخ احمد کے وہ مرید سید صوفی کے وہ مرید سید عبدالوہاب کے وہ مرید و فرزند حضرت غوث اعظم کے نہایت صابر و شاکر تھے لذائذ دنیا کو ترک کر دیا تھا نمک اور شکر کو برابر سمجھتے تھے وفات حضرت کی بعمر ۷۰ سال سنہ ۱۰۰۹ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے۔

ذکر حضرت سید محمد فاضل متوکل بن سید ہاشم گیلانی قدس سرہٗ

آپ صاحبِ توکل و عبادت و ریاضت تھے ترک اور تجرید میں شہرۂ آفاق دنیا اور اہل دنیا سے نہایت متنفر صایم الدہر قایم اللیل عالم اور عامل بوجہ اتقی کے حضرت عالمگیر بادشاہ آپ سے بہت خوش تھے فتوح کو قبول نہ کرتے سن بلوغ سے تاحیات سوائے اپنے حجرہ یا جامع مسجد کے دوسری جگہ نہیں گئے وفات حضرت کی دوسری ذالحجہ سنہ ۱۱۴۳ھ میں ہوئی مزار باہر لاہور کے متصل خانقاہ سید

اسمٰعیل محدث کے ہے مسجد اور دیگر عمارات آپکے مزار کی حضرت اورنگ زیب عالمگیر نے تیار کرائی تھی
رنجیت سنگھ کے زمانہ میں ہمراہ دیگر مقبروں کے اس کے بھی پتھر گئے بعدہٗ بڑادہ گروں نے
اینٹیں بھی اُکھاڑکر فروخت کیں؛

ذکر حضرت خواجہ محمد فضیل قادری نوشاہی قدس سرہٗ

آپ رہنے والے کابل کے تھے پہلے ہندوستان میں آکر ملازم سلطانی ہوئے بعدہ ترک کر کے
بخدمت حاجی محمد نوشاہ حاضر ہو کر مرید ہوئے بعد تکمیل کار درویشی کے خرقہ خلافت پاکر پھر کابل
میں جاکر ہدایتِ خلق میں مشغول ہوئے کیسا ہی فاسق آپ کے روبرو آتا تائب ہوتا کیسا ہی مریض
روبرو آتا اُس کو شفا ہوتی کابل میں آپ کی شہور میں ایکبار چند اہل وہیہ کابلی ایک زندہ شخص کو
چارپائی پر ڈال کر مردہ بناکر برائے امتحان کرامت حضرت کے روبرو سے نکلے آپ برائے ادائے
نمازجنازہ اُسکے ساتھ ہوے جب موقع نماز پر آئے آپکو پیش امام کیا حضرت نے تکبیر فرمائی
اسیوقت اس مسخرہ کی روح قبض ہوئی اُسکے ساتھی منتظر تھے کہ اب یہ اُٹھکر کہے گا کہ میں آپکی
کرامت سے زندہ ہوا ہم مسخرہ پن کرینگے جب وہ نہ اُٹھا تو سب حیران ہوئے اور آپکے قدمونپر
پڑے اور اظہار حال کیا اور ملتجی ہوئے کہ معاف کیجیے آپ نے فرمایا کہ جف القلم بما ھو کائن
ایک بار باغ سرکاری میں ستر آدمی پہاڑ پر سے ایک سل کو نیچے لاتے تھے مگر نہ لاسکے باغبان نے
حضرت سے آکر عرض کی کہ آپ باغ میں گئے اور لا الٰہ کا نعرہ مارا اُس کے ستر ٹکڑے ہو کر
جدا جدا پڑے یہ کرامت دیکھکر حاکم کابل نے وہ باغ حضرت کی نذر کیا آپکو ہمیشہ سکر رہتا تھا
گاہے فرض فوت ہوجاتے تھے اس وجہ سے علمائے کابل نے آپ کو تکلیف دینی چاہی اور
فتویٰ بر تمام علما کے دستخط کرا کر آپ کو طلب کیا اور کہا کہ تجہیز نماز فرض ہے اگر نہ پڑھے گا تو شرع
جاری ہوگی آپ نے فرمایا کہ نماز بے وضو کی روا نہیں ہے پس علما پانی لائے آپ وضو کرنے
بیٹھے جب ہاتھ پر پانی ڈالا پانی ہاتھ پر رواں نہوا یہ کیفیت تھی کہ پانی ہاتھ پر ڈالا اور وہ خشک ہوا
تب آپنے فرمایا کہ جبتک پانی اعضا پر نہ بہے وضو درست نہیں ہوتا اسوجہ سے میں مجبور ہوں
آخر سب نے معافی چاہی اور معتقد ہوئے وفات حضرت کی ۱۱۲۳ھ میں ہوئی مزار کابل میں ہے

ذکر حضرت شیخ رحیم داد قادری قدس سرہٗ

آپ پسر بزرگ اور جانشین شاہ سلیمان قادری کے تھے صاحب علم و عمل و متوکل کہ بعد وفات اپنے پدر کے شاہ نوشاہ سے تعلیم پائی تھی آپ کو نہایت استغراق رہتا تھا مگر وجہ حلال سے روزی پیدا کرتے ایکبار آپ نے خربزہ بوئے تھے اور آپ کے صاحبزادے رکھوالی پر تھے کہ ایک سپاہی آیا اُس نے خربزے توڑنے چاہے صاحبزادے نے منع فرمایا اُس بدبخت نے اُنکے منہ پر طمانچہ مارا وہ روتے ہوئے والد کے پاس آئے آپ نے فرمایا کہ صبر کرو وہ اپنا کیا پائیگا رات کو وہ سپاہی دیوانہ ہوا ہر کسی پاس جاکر کہتا کہ برائے خدا میرے سر پر دو چار جوتیاں مارو کئی روز کے بعد اُس کے متعلقین حضرت کی خدمت میں لائے عفو قصور چاہا آپ نے معاف فرما کر اُس کے سر پر ہاتھ رکھا اسیوقت اُسکو صحت ہوئی وفات حضرت کی سنہ ۱۱۵۰ھ میں ہوئی مزار بہیلوال میں متصل والد کے ہے ؎

ذکر حضرت سید عمر گیلانی قدس سرہٗ بن سید ہاشم گیلانی

آپ کو ارادت اپنے والد سے تھی نہایت باکمال اور بزرگ گذرے ہیں اور صاحب تصنیف بھی ہیں وفات حضرت کی بروز یکشنبہ ۱۲ شعبان ۱۱۵۰ھ میں ہوئی

ذکر حضرت سید حسن پشاوری گیلانی قدس سرہٗ

آپ مرید اپنے پدر سید عبد اللہ گیلانی کے ہیں جد سید محمود وارد ہندوستان ہوکر ٹھٹھہ میں مقیم ہوئے تھے آپ پشاور میں آکر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے نہایت بزرگ اور صاحب عظمت تھے وفات حضرت کی سنہ ۱۱۵۰ھ میں ہوئی مزار پشاور میں ہے سید محمد غوث لاہوری آپ کے فرزند تھے۔

ذکر حضرت شاہ رضا قادری شطاری لاہوری قدس سرہٗ

آپ عالم علوم ظاہری و باطنی و صاحب تقویٰ بہت بڑے عامل گذرے ہیں فتوحات بے حد و بے نہایت تھا سلسلہ آپ کا اسطرح پر ہو کہ شاہ رضا مرید قاضی شیخ محمد فاضل لاہوری کے وہ مرید شیخ الہ داد کے وہ مرید محمد جلال کے وہ مرید سید نور کے وہ مرید زین العابدین کے کہ چشتی مشہور تھے وہ مرید شیخ عبد الغفور کے

وہ مرید شیخ وجیہ الدین کے وہ مرید شاہ محمد غوث گوالیاری کے وفات حضرت کی بتاریخ ۱۹ جمادی الاولیٰ سنہ [illegible]ھ میں ہوئی مزار لاہور میں۔

ذکر حضرت سید محمد صالح قادری نوشاہی قدس سرہٗ

آپ سادات عظام وشرفائے کرام و یاران کبار و محبانِ غمخوار و خلفاء باوقار و خدام نامدار حضرت حاجی محمد نوشاہ سے ہیں اور ان پر عالیجاہ حضرت شاہ کی از حد عنایت تھی وفات حضرت کی سنہ [illegible]ھ میں ہوئی اور آنکا مزار پرانوار چک سلوہ میں جو کہ چھوٹی گجرات سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے زیارت گاہ عوام ہے۔

ذکر حضرت شیخ صدر الدین قادری نوشاہی قدس سرہٗ

حضرت نوشاہ عالیجاہ کے مرید ان عالیشان خدام بلند مکان میں سے ہیں۔ آں حضرت اوائل لوہاری کا پیشہ کرتے تھے مرشد کی نظر پڑتے ہی کامل ہو گئے وفات حضرت کی سنہ [illegible]ھ میں واقع ہوئی۔

ذکر حضرت شاہ درگاہی قادری لاہوری قدس سرہٗ

یہ حضرت عبد الرزاق شاہ چراغ گیلانی کے خلیفہ تھے نہایت متقی اور خاندانِ صابریہ میں بھی اجازت یافتہ تھے نقل ہے کہ آپکی خانقاہ کے نزدیک ایک زمیندار کا چاہ تھا ایک روز اس نے عرض کیا کہ میرا لڑکا پھنسیوں کی بیماری میں مبتلا ہے اگر آپ مہربانی کریں تو وہ اچھا ہو جائے چونکہ اُسوقت خوشی میں تھے فرمایا کہ لڑکے کو کنوئیں کے پانی میں نہلاؤ شفا پا جائیگا اور اُس کنوئیں کیواسطے دعا کی کہ جو کوئی بیمار پھنسیوں میں مبتلا ہو اور اس میں غسل کرے اچھا ہو جاویگا چنانچہ وہ فیض جاری ہے وفات حضرت کی سنہ [illegible]ھ میں ہوئی اور آنحضرت کا مزار چاہ پاتیان والا کے متصل لاہور میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ تاج محمود قادری قدس سرہٗ

آپ شاہ سلیمان قادری کے چھوٹے پسر تھے اور تربیت اور تکمیل حاجی محمد نوشاہ سے کی بعد وفات پدر موضع بھکیا نوالہ میں آئے ایکدفعہ امساک باران تھا لوگوں نے آپ سے دعا چاہی آپ نکلکر میدان میں کھڑے ہو گئے اُسیوقت اسقدر بارش ہوئی کہ آپ کے کپڑے بھیگ گئے اور

جنگل سیراب ہو گیا نقل ہے کہ مستجاب الدعوات تھے جو زبان سے نکلتا تھا فوراً اس کا ظہور ہوتا تھا وفات آنحضرت کی سنہ ۱۱۲۳ھ میں ہوئی ؀

ذکر حضرت شیخ عبد الحمید قادری نوشاہی قدس سرہٗ

آپ خلیفہ حاجی محمد نوشاہ کے تھے اولیائے وقت گزرے ہیں وفات حضرت کی سنہ ۱۱۲۵ھ میں ہوئی ؀

ذکر حضرت سید نور محمد بن سید محمد امیر گیلانی قدس سرہٗ

آپ مادرزاد ولی تھے جب پڑھنے بٹھلایا تو اُستاد کے آگے قرآن پڑھنا شروع کیا اور اسکا ترجمہ سنایا اور خوب روئے وفات حضرت کی سنہ ۱۱۲۶ھ میں ہوئی

ذکر حضرت شیخ خوش محمد قادری نوشاہی قدس سرہٗ

آپ حاجی محمد نوشاہ کے خلیفہ تھے اور اشعار فارسی و ہندی کہتے تھے مرجع خلایق ہوئے ہیں وفات حضرت کی سنہ ۱۱۲۶ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت حافظ برخوردار نوشاہی قدس سرہٗ

آپ فرزند اور خلیفہ حاجی محمد نوشاہ کے تھے شبانہ روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے نہایت خلیق و بابرکت تھے اکثر کرامات آپکی مشہور ہیں وفات حضرت کی سنہ ۱۱۲۳ھ میں ہوئی

ذکر حضرت سید عبد الوہاب بن سید صدر الدین بن جان محمد حضوری لاہوری قدس سرہٗ

یہ حضرت مرید اپنے والد کے نہایت متقی و صاحب عظمت اور صاحب فیض گذرے ہیں وفات حضرت کی سنہ ۱۱۳۱ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے ؀

ذکر حضرت شیخ محمد تقی نوشاہی قدس سرہٗ

حضرت نوشاہ عالیجاہ کے مرید تھے مجاہد نفس اس قدر کہ ہمیشہ محبت الٰہی میں مست و مدہوش تھے ایکبار عید الضحیٰ کو قربانی ہو رہی تھی ایک سے پوچھا یہ کیا ہوتا ہے اُس نے کہا اللہ کے واسطے بکری قربانی کرتے ہیں یہ سنکر آپکو جوش آیا اور چھری لیکر اپنے گلے پر پھیری کہ میں بھی اللہ کے نام پر قربان ہوتا ہوں تھوڑا سا گلا کٹنے پایا تھا کہ لوگوں نے چھری پکڑ لی وفات حضرت کی سنہ ۱۱۳۳ھ میں ہوئی

ذکر حضرت خواجہ ہاشم دریادل نوشاہی قادری قدس سرہٗ

آپ فرزند ثانی حضرت حاجی محمد نوشاہ کے تھے نہایت سخی اور متقی۔ اور جہاں نواز تھے اور شاگرد مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی و مولوی عبد اللہ لاہوری کے تھے۔ ایک شخص نے ایک روز آپکو برا بھلا کہا اسی وقت اسکا فرزند مر گیا ایک دفعہ آپ خانقاہ نوشاہ میں بیٹھے تھے ایک بیمار کہ جسکے ہاتھ اور پاؤں رہ گئے تھے چارپائی پر ڈالکر آپکے پاس لایا گیا آپنے فرمایا کہ سورہ ملک پڑھ اس نے پڑھی اور صحت پائی وفات حضرت کی ۱۱۳۵ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید احمد شیخ الہند گیلانی قدس سرہٗ

آپ پہلے عرب سے تشریف لائے کوٹلہ میں متصل وزیرآباد کے سکونت اختیار کی اولادِ غوث پاک سے تھے نہایت خوش صورت و خوش سیرت باکرامت تھے وفات حضرت کی ۱۱۳۶ھ میں ہوئی ؞

ذکر حضرت سید بدر الدین گیلانی لاہوری قدس بن سید علی

ہمیشہ طلباء دین کو درس کراتے اور محمد معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ آپ کے معتقد تھے وفات حضرت کی ۱۱۳۶ھ میں ہوئی اور آپ کا مزار پر انوار لاہور میں واقع ہے۔

ذکر حضرت شیخ عصمت اللہ نوشاہی قدس سرہٗ

یہ حضرت پسر پنجم حافظ برخوردار کے ہیں نہایت بزرگ متقی۔ عابد و عالم و عامل گزرے ہیں اور تکمیل درویشی کی شیخ عبد الرحمن سے کی نہایت بابرکت و باعظمت گزرے ہیں آپ کی ادنیٰ توجہ سے کئی آدمی کامل ہوئے ہیں وفات حضرت کی ۱۱۳۷ھ میں ہوئی

ذکر حضرت شیخ فتح محمد غیاث الدین قادری کیرانوی قدس سرہٗ

آپ فرزند عبد اللہ کے تھے کرامات بلند و مقامات ارجمند رکھتے تھے خلیفہ قطب الابدال سید طاہر قادری کوتانوی کے تھے اور روحانیت غوث پاک سے بھی فیضیاب تھے وطن اصلی آپکا انبالہ ہے نقل ہے کہ آپ کی چودہ برس کی عمر تھی کہ شیخ محمد قلندر ساکن انبالہ کی خدمت میں حاضر ہوتے انکے ساتھ

ذکر و شغل کیا کرتے بعد ایک مدت کے ان قلندر نے اپنے سر پر سے کلاہ اُتار کر اُنکے سر پر رکھی
اُس روز سے ان کو اور بھی محبت بڑھی یہاں تک کہ ذکر حق میں اپنے کو فراموش کرتے یہ کیفیت اُنکی
دیکھکر اُن بزرگ نے فرمایا کہ تو جاکر بمقام کوتانہ سید طاہا صاحب کا مرید ہو آپ بموجب ارشاد اُنکی
کوتانہ میں آئے اور سید صاحب کے مرید ہوئے اور ذکر و شغل میں چندے مصروف رہے بعد تکمیل کار
درویشی کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ بعدہٗ حسب اجازت مرشد عازم بیت اللہ ہوئے مگر بہ کشش شاہ
بدر الدین قادری کہ صحرائے مصر میں برقعہ اوڑھے رہتے تھے ان کی خدمت میں پہنچکر نعمتہائے بیشمار
سے مشرف ہوئے اور مکہ معظمہ میں آئے بعد ادائے حج مدینہ شریف میں آکر حضرت شیخ کبیر یحیٰی
مدنی کی خدمت میں مشرف ہوکر بیعت کی اور نعمتہائے گوناگوں سے مشرف ہوکر سلسلہ قادریہ چشتیہ
وسہروردیہ اور نقشبندیہ میں صاحب اجازت ہوئے۔ چاہتے تھے کہ باقی زندگانی مدینہ میں
بسر کریں ایک روز شیخ یحیٰی مدنی نے فرمایا کہ فتح محمد رسول خدا فرماتے ہیں کہ تو ہندوستان کو جا تجھے
بہت لوگ ہدایت پائیں گے اور آخر خرقہ خلافت حاصل کرکے کوتانہ میں آئے اور سنہ ۱۱ھ میں حسب الحکم
شیخ یحیٰی مدنی قصبہ کیرانہ میں آکر حویلی و خانقاہ و چاہ تعمیر کئے؛

نقل ہے کہ حضرت بطریق سیر وارد دہلی ہوکر زیارت مزار خواجہ قطب الدین پر حاضر ہوئے وہاں بیٹھکر مراقبہ
کیا قوال یہ بیت گا رہے تھے ۔۔۔ ای دلبر ہندو صنم تجھ بن مسلمانی نہیں ؛ کفر است پے تو زیستنی یہ بات
پنہانی نہیں ۔ یہ سنکر آپ کو جوش آیا اور سر مراقبہ سے اُٹھا کر بے اختیار رونے لگے حاضرین پر حالت طاری ہوئی
مولوی عبد اللہ کہ جو مرید خاص تھے ہمراہ تھے بعد افاقت کے اُنہوں نے پوچھا کہ یا شیخ کبھی آپکی یہ طرح نہیں
ہوئی جیسی کہ آج حالت ہوئی اس میں کیا بھید ہے۔ آپنے فرمایا کہ افشائے واقعات منع ہے مگر تم دریافت
کرتے ہو میں نے مراقبہ میں یہ دیکھا کہ حضرت قطب الاقطاب تشریف فرما ہیں اور تمام اولیاء دہلی حاضر ہیں
آپ بہ شوق تمام سن رہے ہیں یہ کیفیت دیکھکر میں بھی بیقرار ہو گیا۔ اس روز سے ہمیشہ دہلی جایا کرتے
تھے ایک روز آپ شاہ ترکمان بیابانی کے مزار پر جاکر مشغول ہوئے ایسی تجلی ہوئی کہ جسقدر آدمی
روضہ عالیہ میں تھے کسی کو تاب نہ رہی کہ وہاں ٹھیر سکے جسوقت آپ کیرانہ میں تشریف لائے ہیں
اول بھورا شاہ فقیر کہ صاحب خانقاہ تھا اور آپ کا منکر تھا آخر مرید ہوا اور آپ کی خانقاہ کی
جاروب کشی پر مقرر ہوا دوسرا مرید ہوا کہ سڑک شاملی پر شیخ سماء الدین خلیفہ کبیر الاولیا پانی پتی کا

مزار ہی اس سڑک پر کیرانہ اور شاملی کے درمیان کوئی چاہ نہ تھا مسافروں کو نہایت تکلیف تھی
زمینداران کیرانہ نے متصل مزار مذکور کے ایک کنواں بنانا چاہا دن بھر معمار اُسپر کام کرتے جب
دوسرے روز جاکر دیکھتے تو کنواں ٹوٹا پایا ہوا ملتا جب کئی روز اسی طرح گزر گئے اہل کیرانہ حضرت کی
خدمت میں آئے اور امداد چاہی آپ ازراہ رحم اس مزار پر تشریف لے گئے چند زمیندار بھی
آپکے ہمراہ تھے جب رات ہوئی وہ لوگ تو اوپر درختوں کے چڑھے آپ چاہ پر بیٹھ گئے جب آدھی
رات گئی ایک بزرگ پھاوڑا ہاتھ میں لیے پیدا ہوئے چاہتے تھے کہ کنوئیں پر پھاوڑا ماریں
آپ مانع آئے اُنہوں نے کہا میں اس مقام پر کنواں نہ بننے دونگا کنوئیں کی وجہ سے یہ مقام
ناپاک رہیگا ہر چند آپنے سمجھایا وہ بزرگ نہ مانے اسروز تو وہ چلے گئے دوسرے روز رات ہوتے
پھر وہ پیدا ہوئے وہ زمیندار درختوں پر بیٹھے تھے اُنہوں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک
تخت اُترا اُسپر دو بزرگ تھے یہ دونوں صاحب ان کو دیکھکر کھڑے ہوئے اور تعظیم بجالائے ان دونوں
بزرگواروں نے جنکا مزار تھا اُن سے فرمایا کہ ہمکو فتح محمد کی خاطر منظور ہی لہذا چاہ بننے دو اُنہوں نے
منظور کیا اور وہ تخت جسطرح سے آیا تھا اُسی طرح چلا گیا۔ ان زمینداروں نے حضرت سے پوچھا کہ یہ تخت پر
یہ دونوں بزرگ کون تھے فرمایا کہ جو داہنی طرف تھے وہ غوث اعظم تھے اور جو بائیں طرف باادب
بیٹھے تھے وہ اُنکے پیر شیخ جلال الدین پانی پتی تھے یہ کرامت حضرت کی دیکھکر تمام کیرانہ معتقد ہوا
نقل ہی کہ آپ نے دو برس اپنے انتقال سے پہلے مریدوں کو خبر دیدی تھی کہ وقت وصال
میرا نزدیک ہی چنانچہ بتاریخ ۹ ربیع الاول ۱۱۳۱ھ شب چہارشنبہ بعد نماز عشا تین بار اسم ذات
فرماکر جان بحق تسلیم کی عمر آپکی تریسٹھ برس کی ہوئی اسروز تمام دن تیرہ و تاریک رہا چنانچہ مادہ تاریخ انا فتحنا
لک فتحا ہی خلیفہ آپکے یہ ہیں حاجی محمد شاہ لنگر محمد قادری حافظ عبداللہ قادری دہلوی و سید جلال
و شاہ عثمان و شاہ سلیمان و شاہ محمد شریف و شاہ محمد طاہر و شاہ محمد خلیل و شاہ عبدالرشید صاحب سجادہ حضرت
وفات انکی پانچویں محرم ۱۱۸۱ھ میں ہوئی انکے بعد شیخ جلال الدین شاہ و چراغ صاحب سجادہ ہوئے ۱۱۹۰ھ میں وفات پائی
انکے بعد شیخ محمد یوسف قادری سجادہ نشین ہوئے ۱۲۲۰ھ میں وفات پائی انکے بعد شیخ نجف علی صاحب
سجادہ ہوئے۔ ۱۲۵۰ھ میں وفات پائی اُنکے بعد شاہ امین الدین صاحب سجادہ ہوئے

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ؛

۱۰۸۲ھ میں وفات پائی اُن کے بعد شاہ جمال الدین سجادہ نشین ہوئے۔

ذکر حضرت شیخ احمد بیگ نوشاہی قدس سرہٗ

مرید و شاگرد حضرت نوشاہ کے تھے اور ولی مادر زاد تھے اور تمام معاملات دینی و دنیوی کا انکشاف تھا بہت سے آپکے مرید بھی باکمال گزرے ہیں وفات حضرت کی ۱۱۰۰ھ میں ہوئی مزار سیالکوٹ میں ہے ؛

ذکر حضرت شاہ عنایت قادری شطاری قدس سرہٗ

آپ مرید شاہ رضا لاہوری کے تھے بعد عطائے خرقہ خلافت لاہور میں آکر ہدایت خلق میں مصروف رہکر ۱۱۴۱ھ میں وفات پائی مزار لاہور میں ہے۔

ذکر سید حاجی عبداللہ گیلانی قدس سرہٗ بن سید اسمٰعیل

تمام عمر کسی دنیا دار کے گھر پر نہیں گئے تعلیم طلباء حق میں مصروف رہتے تھے ناظم لاہور آپ کا مرید تھا خوارق آپ کے بھی مشہور ہیں وفات حضرت کی ۱۱۴۱ھ میں ہوئی ؛

ذکر حضرت شیخ جمال اللہ نوشاہی قادری قدس سرہٗ

آپ فرزند ششم خواجہ برخوردار کے تھے صاحب ذوق و شوق اور ذکر کی یہ کیفیت تھی کہ سوتے جاگتے آپکا قلب ذاکر رہتا تھا جسکی آواز لوگ سنتے تھے وفات حضرت کی ۱۱۴۲ھ میں ہوئی

ذکر حضرت حافظ معموری نوشاہی قادری قدس سرہٗ

یہ حضرت صاحب جمال و کمال و ذوق و شوق تھے مرید خاندان نوشاہی کے تھے وفات ۱۱۴۵ھ میں پائی۔

ذکر شاہ محمد غوث لاہوری گیلانی قادری قدس سرہٗ

فرزند سید حسن پشاوری مرید اپنے والد کے علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ و پیراستہ

اور صاحب اجازت سلسلہ چشتیہ اور قادریہ اور نقشبندیہ میں تھے روحانیت میں میاں میر لاہوری سے بھی تربیت پائی تھی اپنے عہد میں شیخ وقت مقتدائے روزگار مرجع خلایق تھے ایکبار نونہال سنگھ نے آپ کی خانقاہ کے چند درخت کٹوا دئے تھے جو باعث ہلاکت اس کے ہوئے وفات حضرت کی ۱۲۵۵ھ میں ہوئی

ذکر حضرت شیخ پیر محمد المشہور بسچیار قدس سرہٗ

آپ حاجی محمد نوشاہ کے خلیفہ تھے بعد انتقال پیر کے گجرات میں آ کر ۱۱۵۲ھ میں انتقال فرمایا۔

ذکر حضرت شیخ عبد الرحمٰن المشہور بہ پاک رحمان نوشاہی قدس سرہٗ

یہ حضرت بھی حاجی محمد نوشاہ کے خلیفہ تھے کہ اکثر خلفا و اولاد حضرت شاہ نوشاہ نے انہیں سے تکمیل کی جب مرتبہ صمدانیت کو پہونچے کھانا بالکل ترک کر دیا تھا نقل ہے کہ ایک روز اپنے خادم سعدی سے فرمایا کہ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ جس مریض پر تو نظر ڈالے اسکو شفا ہو اور جس فاسق پر تیری نظر پڑے وہ ولی ہو جائے چنانچہ اس روز سے جو مریض شیخ سعدی کے سامنے آتا تھا اسکو شفا ہوتی تھی وفات شیخ عبد الرحمٰن کی ۱۱۰۸ھ میں ہوئی اور مزار بھری عبد الرحمان میں مشہور ہوا اور شیخ اللہ داد کرصاحب ذوق و شوق تھے آپکے مرید تھے

ذکر حضرت سید عبد القادر شاہ گدا گیلانی بن سید عمر بن حاجی محمد ہاشم قدس سرہٗ

آپ جامع طریقت و شریعت و محرم اسرار حقیقت و معرفت تھے کہ تا حیات زہد و ریاضت میں مشغول رہے آپ صاحب ملفوظات بھی ہیں اور سیف زبان بھی تھے خورد سالی میں سید عبد اللہ مکی سے تکمیل کی بعد اسکے سید عبد الرحمٰن کی خدمت میں رہے بعد اس کے سید محمد لاہوری سے فیض حاصل کیا اور صاحب تالیف بھی ہیں وفات حضرت کی ۱۱۹۲ھ میں ہوئی ؛

ذکر حضرت شاہ فرید نوشاہی لاہوری قدس سرہٗ

آپ خلیفہ پیر محمد سچیار کے تھے آپ کو جذب اور استغراق رہتا تھا پہلے ملازم بزرگان راقم کے تھے جب جذبہ الٰہی دامنگیر ہوا ترک لباس کر کے شیخ پیر محمد کے مرید ہو کر تکمیل کر کے اولیا ہوئے آپ اولاد سے بابکری حسینی کی تھے۔ بعد عطائے خرقہ خلافت لاہور میں آئے کوٹلہ آباد کیا

جو کوٹلہ شاہ فرید آباد مشہور ہے اور ہدایت خلق میں مصروف رہے وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ فتح محمد نوشاہی قدس سرہٗ

آپ نوشاہ عالیجاہ کے مرید تھے ملک پوٹھوار میں تمام خلقت آپکی مرید تھی وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی اور مزار پوٹھوار میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ عنایت قدس سرہ بن حافظ برخوردار

یہ حضرت مرید شیخ عبدالرحمٰن کے تھے گیارہ برس تک حالت استغراق میں رہے کچھ نہیں کھایا اکثر شب کو دست و پا جدا ہو جایا کرتے تھے وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی

ذکر حضرت شیخ محمد سلطان لاہوری مرگ نینی قدس سرہٗ

آپ سالک مجذوب و صاحب سکر اور عشق و محبت تھے مرید شیخ سندی شاہ کے تھے وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

ذکر حضرت سید شاہ حسین بن سید نور محمد سجادہ نشین حجرہ قدس سرہٗ

مشہور مشائخ برحق خلائق تھے بہت سی کرامات و خوارق آپ سے ظاہر ہوئے ہیں وفات حضرت کی ۱۱۶۲ھ میں ہوئی اور مزار حجرہ میں ہے۔

ذکر حضرت میاں رحمت اللہ قدس سرہٗ بن حافظ برخوردار نوشاہی

آپ نہایت متقی و سخی تھے ایکبار حاکم علاقہ نے تقاضا برائے جمع سرکاری آپ کی خدمت میں بھیجا آپ نے ارشاد کیا کہ اس سے کہدو ہمنے تجھکو مسند حکومت سے جدا کیا اس تقاضے میں ہماری توہین تھی چنانچہ اسی روز وہ معزول کیا گیا جس امر میں چاہتے تھے غیب سے امداد ہوتی تھی وفات حضرت کی ۱۱۶۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شاہ نصرت اللہ نوشاہی بن حافظ برخوردار قدس سرہٗ

آپ بہت بڑے عالم باعمل و باخدا گذرے ہیں مرید اپنے والد کے تھے اور فیض احمد بیگ سے بھی پایا تھا وفات حضرت کی ۱۱۷۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت میر بھلی شاہ قصوری قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شاہ عنایت کے تھے اور سماع میں بہت حالت ہوتی تھی وفات حضرت کی ۱۱۷۱ھ میں ہوئی ؛

ذکر حضرت شیخ سعد اللہ نوشاہی بن حافظ برخوردار قدس سرہٗ

آپ طبابت بھی کرتے تھے جو مریض آپ کے زیر علاج رہتا تھا اسکو شفا ہوتی تھی گویا جامع الشفا تھے ایک شخص آپ کا منکر تھا اور ہمیشہ تکلیف دیا کرتا تھا آخر اس کا ثمرہ یہ ہوا کہ اس کا مال و اسباب چور لے گئے اور ہر دو پسر فوت ہوئے اور خود نابینا ہو کر مر گیا۔ وفات حضرت کی ۱۱۷۵ھ میں ہوئی ؛

ذکر حضرت شیخ محمد عظیم قادری قدس سرہٗ

آپ مظہر کرامات و خوارق تھے اولاد سے شاہ مقیم محکم الدین صاحب حجرہ کے تھے مرید اپنے جدی سلسلہ کے تھے اگرچہ افغانانِ لاہور لوٹ مار کرتے تھے مگر کوٹ بیگم کہ جائے سکونت حضرت کی تھی نہ جا سکتے تھے وفات حضرت کی ۱۱۸۱ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت عظیم شاہ سردار قادری قدس سرہٗ

آپ مرید مصاحب خاں قادری کے تھے وہ مرید حضرت شاہ میاں صاحب سجادہ حجرہ کے تھے بعد عطائے خرقہ خلافت بمقام باکوال کہ لاہور سے چھ کوس ہے تشریف لائے اور تلقین ظاہری و باطنی میں مشغول ہوئے۔ بہت بڑے صاحب کرامات گزرے ہیں احمد شاہ ابدالی درانی کو بھی آپ سے عقیدت تھی وفات حضرت کی ۱۱۸۴ھ میں ہوئی ؛

ذکر حضرت سید محمد شاہ رزاق گیلانی بن شاہ محمد ہاشم قدس سرہٗ

آپ تجرید و تفرید میں یگانہ روزگار تقویٰ اور صلاحیت میں شہرہ آفاق تھے وفات حضرت کی ۱۱۸۴ھ میں ہوئی ؛

ذکر حضرت شیخ مصاحب خاں خورد لاہوری قدس سرہٗ

یہ حضرت خلیفہ سید سردار شاہ کے تھے علوم ظاہری و باطنی میں کامل۔ اکثر ہدایت خلق اور درس تدریس میں مشغول رہتے تھے وفات حضرت کی ۱۱۹۰ھ میں ہوئی اور مزار قصبہ باکوال میں کہ لاہور سے پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے واقع ہے

ذکر حضرت شاہ صدر الدین بن سید میر محمد عبد الرزاق قدس سرہٗ

آپ صاحب شوق اور سخاوت وشجاعت تھے دفع کفر میں نہایت کوشاں رہتے تھے وفات حضرت کی سنہ ۱۱۹۰ھ میں ہوئی ؛

ذکر حضرت سید سعد الدین بن سید عبد الرزاق صاحب حجرہ قدس سرہٗ

آپ نہایت بابرکت گزرے ہیں بہت خلق آپ سے فیض یاب ہوئی ہے وفات حضرت کی سنہ ۱۱۹۵ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ جان محمد لاہوری قدس سرہٗ

آپ خلیفہ مصاحب خاں کے تھے وفات حضرت کی سنہ ۱۲۰۲ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ عبد اللہ شاہ بلوچ لاہوری قدس سرہٗ

مرید شیخ شرف الدین پانی پتی کے تھے وہ مرید خاندان میاں میر لاہوری کے تھے اکثر لوگوں نے آپ کی کرامات کے امتحان کئے آخر وہ لوگ خجل ہوئے اکثر کرامتیں آپ کی لاہور میں مشہور ہیں آپ کے خلیفہ یہ ہیں۔ امام غلام محمد گاموشیخ الہ یار پشاوری۔ شیخ فیض بخش قریشی وفات حضرت کی سنہ ۱۲۱۲ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ محمود قدس سرہٗ

آپ مرید سید صدر الدین کے تھے صاحب حال وقال گزرے ہیں وفات حضرت کی سنہ ۱۲۱۶ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید عادل شاہ گیلانی بن سید فاضل قدس سرہٗ

صاحب تقویٰ اور بافیض تھے وفات سنہ ۱۲۲۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید شادی شاہ قادری لاہوری قدس سرہٗ

آپ لاہور میں آکر اندر مزار مخدوم گنج بخش ہجویری کے مقیم ہوئے بہت خلق نے آپ سے رجوع کی وفات سنہ ۱۲۲۱ھ میں ہوئی ؛

ذکر حضرت شاہ سردار قادری قدس سرہٗ

آپ خلیفہ جان محمد قادری کے تھے اپنے وقت میں باکمال وبابرکت گزرے ہیں وفات سنہ ۱۲۲۵ھ میں ہوئی

ذکر سید علیشاہ قادری قدس سرہٗ

یہ حضرت احمد آباد سے لاہور میں تشریف لاکر ہدایت خلق میں مصروف ہوئے آپ سے بہت سی کرامات کا اظہار ہوا آپ مرید سید غازی کے وہ شاہ اعظم کے وہ شاہ اکرام کے وہ شاہ خلیل کے وہ شاہ میاں کے وہ شاہ مصطفٰے کے وہ شاہ میانجی کے وہ سید پیر و کے وہ شاہ کرم علی کے وہ شاہ مسعود کے وہ شیخ نور محمد کے وہ شیخ احمد کے وہ شیخ صفی کے وہ شیخ رحمت اللہ کے وہ شیخ فضل اللہ کے وہ سید عبدالوہاب کے اور وہ حضرت غوث اعظم کے وفات انکی ۱۱۷۳ھ میں ہوئی مزار لاہور میں بمقام جہنگی چراغ شاہ واقع ہے ۔

ذکر حضرت شیخ سید سردار علی شہید مقیم شاہی قدس سرہٗ

آپ کی کرامات و خوارق طویل ہیں اور ۱۱۷۶ھ میں شہادت پائی ۔

ذکر حضرت شاہ غلام نبی قدس سرہٗ

آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید و خلیفہ تھے نہایت بزرگ بابرکت و کرامت تھے اور روح پاک مخدوم گنج بخش ہجویری لاہوری سے بھی فیضان حاصل کیا تھا بغیر کشتی کے دریا سے گذر جاتے تھے اور قدم تر نہوتا تھا وفات انکی ۱۱۷۶ھ میں ہوئی

ذکر حضرت سید قطب الدین گیلانی قدس سرہٗ

خلیفہ اپنے والد کے تھے ۔ مرجع خلائق بابرکت صاحب کرامت عالم باعمل وفات انکی ۱۱۷۸ھ میں ہوئی

ذکر حضرت شیخ مسلم خاں قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شاہ سردار کے ہیں آپ امیر زادہ تھے ترک مال و منال کر کے فقیر ہوئے بعد تکمیل سجادہ مشیخت پر بیٹھکر ہدایت خلق میں مصروف رہے وفات آپ کی ۱۱۸۰ھ میں ہوئی ؛

ذکر حضرت سید شاہ بڑے صاحب دہلوی قدس سرہٗ

آپ صحیح النسب سادات عظام اور اولیاء کرام اور سلسلہ قادریہ میں مشہور درویش صاحب کرامت و خوارق گذرے ہیں عہد حضرت محمد شاہ بادشاہ میں وارد دہلی ہوئے اس زمانہ میں برائے امتحان فقرا بحکم بادشاہ فقیر گرفتار کر کے بندیخانہ میں رکھے جاتے تھے ان حضرت کو کوتوالی کے پیادوں نے کہا کہ یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ پکڑے جاؤ گے آپنے فرمایا کہ میں نے کیا جرم کیا ہے اس کہنے میں اور پیادہ بھی آگئے آپکو بندیخانہ لے گئے داروغہ بندی خانہ نے کہا کہ یہ چکی سو جو دیتو تم بھی دانہ دو آپ نے چکی کی طرف دیکھا معاً وہ چلنے لگی یہ کرامت دیکھکر کل فقیر بجز ۔ ار مستدعی ہوئے کہ یا بندہ خدا ہماری بندی چھڑا دیجئے آپنے

حکم دیا کہ اے چکیو! بحکم خدا دانہ دلو فقرا کو نہ تکلیف دو اُسیوقت سب چکیاں چلنے لگیں خود ہی دانہ اُن میں
پڑنے لگا یہ کیفیت دیکھکر داروغہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کا مطلب حاصل ہوا اور کل ماجرا عرض کیا
بادشاہ ہوادار پر سوار ہوکر خان سامانی میں آئے جہاں فقرا قید تھے اور حضرت کی قدمبوسی کی اور عرض کیا
کہ تکلیف دینے کا باعث صرف یہی تھا کہ کامل درویش ملے خدا نے میری مراد پوری کی۔ حضرت کو اپنے ہمراہ
لاکر ایک عمدہ مکان میں باعزاز رکھا اور دیگر فقرا کو نقد اور جاگیریں دے کر رخصت کیا۔ ایک روز
حضرت نے رخصت چاہی۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ میری التجا یہ ہے کہ آپ میرے
پاس رہیں جہاں حکم ہو خانقاہ تیار ہو جائے آپ نے فرمایا چار کوری خشت منگاؤ ہم تم دونوں دریا کی
سیر کریں۔ الغرض دونوں صاحب کشتی پر سوار ہوئے جب کشتی بیچ دریا کے پہونچی حضرت نے وہ خشت دریا میں
چھوڑ کر فرمایا کہ جہاں یہ ٹھہریں وہاں تکیہ فقیر کا ہوگا بحکم بادشاہ ان اینٹوں کی تلاش ہوئی آخر دیکھا کہ پانی ہٹ گیا
چاروں اینٹیں کچھ کچھ فاصلہ سے رکھی ہیں جب کشتی قریب پہونچی حضرت کشتی سے اتر کر وہاں جا بیٹھے
بعد اس کے یہ کیفیت ہوئی کہ ہر وقت ہزاروں آدمی اہل شہر اور امرا و بادشاہ حاضر خدمت رہا کرتے
تھے ہزاروں کرامات اور خوارق حضرت سے ظہور میں آئے اور ہنوز مزار پر انوار سے فیضان جاری ہے
ایک ادنیٰ کرامت یہ ہے کہ اُسوقت سے آج تک کیسی ہی دریائے جمن نے طغیانی کی مگر آپ کے تکیہ پر پانی
نہیں چڑھا وہ تکیہ دریا کے بیچ میں نگمبود کے گھاٹ کے سامنے موجود ہے اور وہیں مزار ہے آپ کے دوسرے
صاحب سجادہ میاں قادر شاہ مجذوب ہوئے دن کو تمام شہر میں پھرتے جسکے گھر میں چاہتے گھس جاتے
جو شے جسکو چاہتے اُٹھا کر دیدیتے کوئی مانع نہ ہوتا تھا ایک روز ایک جوہری کا صندوقچہ اُٹھا لائے
اور اُسکو اپنی جھونپڑی میں رکھکر گوجروں کو بلا کر لائے اتنے میں وہ جوہری شیرنی لیکر آئے اور مستدعی
ہوئے گوجر متقاضی ہوئے کہ وہ صندوقچہ ہمکو دیجے آپ نے فرمایا کہ جھونپڑی میں گدڑی کے نیچے ہے
لیلو اگر ملجائے۔ گوجروں نے جاکر خوب ڈھونڈا اُنکو نہ ملا بعدہ مالک صندوقچہ سے فرمایا کہ جلدی اندر جاکر اپنا
صندوقچہ لے جوہری اندر گیا اور اپنا صندوقچہ لایا یہ کرامت دیکھکر سب حیران ہوئے گوجروں کو
شیرنی دیکر فرمایا کہ تمہاری قسمت میں نہ تھا چلے جاؤ۔ ایکبار ناظر قلعہ کا دوشالہ اُتار لائے قلعہ سے باہر لاکر
اُس میں پتھر رکھے اور شمرو کی بیگم کے باغ میں سے مار سیاہ پکڑ لائے اُس سے اس گٹھری کو باندھا اُس کا
پھن منہ میں لیکر گانٹھ دی اور اُس کو سڑک پر رکھدیا اور راہ گیروں سے فرمایا کہ جو چاہے لیلے مگر سانپ

نماری اُسکی دہشت سے کوئی پاس نہ گیا آخر وہ گٹھڑی اپنے سر پر رکھکر پرانے کوٹلہ کو چلے تمام لوگ پیچھے ہوئے آپ نے کوٹلہ پہونچکر وہ گٹھڑی پھینک دی اور اپنے تکیہ کی راہ لی وہ گٹھڑی پھینکتے ہی نظر مردمان سے غائب ہوگئی لوگوں نے دوڑکر آپ سے پوچھا کہ وہ گٹھڑی کیسے دے آئے فرمایا کہ وہ پتھر سونے کے تھے جب کسی نے نہ لیے مینے اسکو جنوںکو دیدیا وہ اُٹھالے گئے۔ بعض وقت دریا سے اسطرح گزر جاتے تھے کہ پیر کا تلوا بھی تر نہیں ہوتا تھا اُنکے بعد میاں مہدی علیشاہ صاحب سجادہ ہوئے نہایت بزرگ اور متواضع مرجع خلائق تھے بادشاہ بھی حضرت کی خدمت میں گاہے گاہے حاضر ہوتے تھے ایام خشکی میں جو زمیندار اُپلے لیکر اسطرف سے گزرتے تھے فی بار چار کوڑی اور پانچ اُپلے حق تکیہ عالیہ کے مقرر تھے ایک روز حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی ابوظفر بہادر شاہ حضرت کے پاس بیٹھے تھے تمام جلوس سواری زیر تکیہ حاضر تھا کہ چند کھاسیں اُپلوں کی آئیں حضرت نے دیکھکر آواز بلند فرمایا کہ بھلا ہے بابا اور وہاں سے اُٹھکر کوڑیاں اور اُپلے لیکر پھر بادشاہ کے پاس آکر گفتگو میں مصروف ہوئے حضرت بالکل مبارک اور پاک تھے ہر کہہ و مہ کو ایک نظر دیکھتے تھے برادر خورد کاتب الحروف مرزا گوہر سلطان حضرت کا مرید اور نہایت پیارا تھا آپ اُسکو مرد فرمایا کرتے تھے چنانچہ قبل از وقت نکلنے ریش برس تک اُسکے چہرہ پر ڈاڑھی نکل آئی تھی جو زبان فیض ترجمان سے نکلتا تھا فوراً اسکا ظہور ہوتا تھا۔ ایکبار ساٹھ کمل پوش اور دو تین اسی قسم کے آدمی جمع ہوکر شاہ بڑے صاحب کے تکیہ کی طرف چلے راہ میں مشورہ ہوا کہ اگر مہدی علیشاہ صاحب کرامات ہو تو ہمکو حسب دلخواہ ہر ایک کے کھانا کھلائیگا اور ہر ایک نے ایک ایک چیز کھانی مقرر کرلی جب تکیہ میں حضرت کے پاس پہونچے آپ نہایت مہربانی سے پیش آئے کہ اُسیوقت چوبدار بادشاہی دو خوان کھانے کے لیکر لایا اور عرض کی کہ حضرت نے یہ کھانا آپ کے واسطے بھیجا ہے آپ نے اِن صاحبوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تمہاری دعوت عنایت کی ہے کھاؤ ان صاحبوں نے عذر پیش کیا آپنے تبسم کرکے فرمایا کہ کمل پوش راستہ میں مہدی علیشاہ کے پاس جیسی روٹیاں کھانا چاہتے تھے لو اور کھاؤ الغرض موافق ضمیر ہر شخص کے اپنے دست حق پرست سے ہر ایک کو دیا اور فرمایا کہ خوب کھاؤ۔ کمل پوش کہتے تھے کہ اظہار اس کرامت سے ہم متحیر ہوئے اور عفو تقصیر چاہا وفات حضرت کی غدر سے کئی سال پہلے ہوئی مزار اسی تکیہ میں ہے۔

ذکر حضرت حافظ مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی المعروف حضرت آخوند صاحب قدس سرہ

آپ فراشخانہ کی کہڑکی کے سامنے اپنی مسجد میں ہدایت خلق اور نفع رسانی شہر میں مصروف تھے۔ عاشق رسول۔ عامل وقت گزری ہیں۔ کاتب کو بھی حضرت کی خدمت میں نیاز حاصل تھا ہزاروں مریض وسحر آلودہ ودیگر حاجتمند ہر صبح حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے بفضل خدا اُن سب کی مطلب برآری ہوتی تھی حضرت کی کرامات وخوارق احاطہ تحریر سے باہر ہیں مگر کسیقدر تبرکاً درج کرتا ہوں۔

نقل ہی ایک روز میرے پیر بھائی مرزا بہادر صاحب کہ جو فرید عصر تھے مجھکو ہمراہ لیکر حضرت کی خدمت میں آئے اُسوقت حضرت مریضوں اور حاجتمندوں کیطرف متوجہ تھے کامل دس بجے جب فارغ ہوئے مرزا صاحب مذکور سے فرمایا کہ آج خلاف عادت اتنی دیر ٹھہرنے کا کیا باعث ہی اُنہوں نے کہا کہ میں آج ایک کار ضروری کو آیا ہوں اور وہ یہ ہی کہ میں مقروض ہو گیا ہوں میرا قرض ادا کیجئے آپ نے فرمایا کہ میں فقیر متوکل ہوں میرے پاس کیا ہی تمکو اللہ نے شہزادہ کیا تم ہی کچھ اسکی سبیل نکالو مرزا صاحب موصوف نے کہا کہ ہماری آپ کی پُرانی دوستی ہی کبھی کوئی کام نہیں پڑا آج ذرا سا کام پڑا اسو ہی آپ گریز کرتے ہیں۔ اگر آج میرا کام نہوا تو پھر میں کبھی نہیں ملونگا یہ سنکر مرزا صاحب موصوف کا ہاتھ پکڑکر حجرہ کے بالاخانہ جو مقام عبادت گاہ ہی لیگئے بعد تھوڑی دیر کے دونوں بزرگ نیچے تشریف لائے مرزا صاحب موصوف اور یہ کاتب مرخص ہو کر سوار ہوئے مینے راستہ میں مرزا صاحب موصوف سے دریافت کیا کہ آپ دونوں صاحب اوپر گئے تھے آپکو آخوند صاحب نے کچھ دیا کچھ بتایا مرزا صاحب موصوف نے فرمایا کہ بھائی اپنے حجرہ میں مجھکو لیجا کر جلال میں آکر مجھسے فرمایا کہ کیا کہتا ہے مینے کہا کچھ دلوایئے یہ سنکر ایک دوہتڑ چھت پر ماری مینے دیکھا کہ چاروں طرف چھتگیری میں سے روپیہ کی دھاریں بندھ گئیں وہ روپیہ اسقدر تھا کہ اگر چھت مکان کی بیٹھ جاتی تو کچھ عجب نہ تھا اور مجھسے فرمایا کہ اپنا روپیہ بھر لیجا مگر یہ یاد رہے کہ تیری فقیری بگڑ جائیگی مینے ہنسکر قدم پکڑے اور عرض کی کہ مال مشکوک میں بھی نہیں چاہتا فقط ہنسی کی بات تھی۔ نقل ہی کہ کسی جگہ طلباء کی دعوت تھی وہ طلباء کہ حضرت کے یہاں ہی پرورش پاتے تھے سب گئے ایک نہ گیا ہر چند اُسکو لوگوں نے کہا وہ نہ گیا چنانچہ حضرت نے بھی فرمایا۔ اور تو چلے گئے وہ حضرت کے پاس بیٹھا تھا اُسوقت میری ایک دوست بھی حضرت کے پاس موجود تھے وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے صاحب دعوت کے مکان کی طرف منہ کرکے زور سے سانس لیا اور فرمایا کہ بریانی کی بو آتی ہی اسطرح پر سانس لے لیکے کئی کھانوں کے نام لیے اور فرمایا کہ وہاں تو اتنے کھانے ہیں اور تو یہاں بیٹھا ہے

وہاں کھو نہ گیا اس عرصہ میں وہ طلبا ربھی آگئے مین نے اُنسے دریافت کیا کہ کیا تم نے کھایا جن کھانوں کے
نام حضرت سنے لیے تھے وہی کھاتے اُنہوں نے کھائے تھے اور سلسلہ ارادت آپکا اسطرح پر ہے یعنی حافظ
صاحب مرید شاہ محمد غوث کے وہ مرید شاہ آل احمد کے وہ مرید سید شاہ حمزہ کے وہ مرید شاہ آل محمد کے
وہ مرید شاہ برکت اللہ کے وہ مرید شاہ فضل اللہ کے وہ مرید سید احمد کے وہ مرید سید محمد کے وہ مرید
میر شیخ مخدوم جمال اولیاء کے وہ مرید شیخ ضیاء الدین قاضی جیاکے وہ مرید حضرت شاہ محمد بکاری
کے وہ مرید سید ابراہیم کے وہ مرید شیخ بہاء الدین کے وہ مرید سید احمد جیلانی کے وہ مرید میر سید موسیٰ
کے وہ مرید میر سید علی کے وہ مرید میر سید علی محی الدین ابی النصر کے وہ مرید سید ابو صالح کے وہ مرید
سید عبدالرزاق کے وہ مرید حضرت غوث اعظم کے۔ وفات حضرت کی ۱۲۹۶ھ میں ہوئی۔ مزار دہلی میں
درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ میں زیارت گاہ ہے۔ آپ کے صاحب سجادہ مولانا حافظ مولوی محمد عمر
صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جوان صالح باعظمت صاحب زہد وتقویٰ آپکی ذات بابرکات سے فیض عام جاری
ہے مثل اپنے مرشد برحق کے عاشق رسول اور صاحب سلسلہ ہیں۔

ذکر حضرت مولانا سید غوث علیشاہ قادری قدس سرہٗ

یہ حضرت اپنے زمانہ لوراح دہلی میں قطب وقت. در شیخ زمانہ گزرے ہیں جنکے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ وکرامات
بے غایات سے کتابیں بھری ہوئی ہیں اور زبان زد خاص وعام ہیں۔ تذکرہ غوثیہ سے حضرت کے
فضائل بخوبی معلوم ہو سکتے ہیں حضرت مرید سید اعظم علی شاہ بابری کے وہ مرید سید عبداللطیف
تبری کے وہ مرید سید امیر بالا پیر کے وہ مرید سید مقیم محکم الدین کے وہ مرید سید ابوالمعالی کے
وہ مرید بہاول شیر قلندر کے وہ مرید شیخ عبدالجلال کے وہ مرید سید شاہ محمود کے وہ مرید سید
نور محمد کے وہ مرید سید جلال الدین کے وہ مرید سید شمس الدین کے وہ مرید سید شہاب الدین کے وہ مرید
سید احمد اولی کے وہ مرید سید ابو صالح کے وہ مرید سید عبدالرزاق کے وہ مرید حضرت پیران پیر کے
اور مولانا کو خاندان سہروردیہ میں شاہ فدا حسین صاحب سول شاہی سے خرقہ خلافت پہنچا تھا
اور خاندان نقشبندیہ میں میاں غلام علیشاہ صاحب دہلوی سے خلافت پائی تھی وفات حضرت کی شب
دوشنبہ ۲ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ میں ہوئی مزار شریف پانی پت میں حاجت روائے خلق ہے

حضرت کے مریدوں میں سے کئی حضرات باکمال ہیں چنانچہ مولانا مولوی امو جان صاحب دہلوی ساکن محلہ رودگران عجیب بانسبت صاحب مذاق مستغرق بمقام فنافی الشیخ با تصرف صاحب ذوق و شوق کہ فقر میں شان عالی ورتبہ بلند رکھتے ہیں اس احقر پر نہایت مہربان ہیں اور انکشاف کرامت سے محترز کہ اپنے کمال کو کسوت ملازمت میں پوشیدہ کر رکھا ہے۔

ذکر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی قدس سرہ

آپ مقتدائے روزگار امام زمانہ قطب عہد کمالات ظاہری اور باطنی سے آراستہ پیراستہ اور وابستہ محبت الٰہی صاحب تقوی غرق بحر معرفت کہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی سے آپکو نسبت تھی اور روحانیت خواجہ احرار سے بھی فیضان حاصل کیا تھا کابل سے سمرقند میں تشریف لیجا کر تحصیل علوم ظاہری کیا بعد خواجہ امکنگی کے مرید ہو کر چندے ریاضت شاقہ میں مصروف رہکر کار درویشی بہ تکمیل پہونچا کر خرقۂ خلافت حاصل کیا آپ کم سوتے کم کھاتے کم بولتے اور عشا کے بعد سے تا نماز تہجد ذکر کرتے بعد نماز تہجد ایک سو بیس بار سورۂ یٰسین پڑھتے بعد اس کے ذکر اسم ذات میں مصروف ہوتے جب آغاز صبح کا ہوتا عرض کرتے کہ الٰہی رات کو کیا ہوا جو جلدی سحر گذر گئی تھوڑی دیر کی بعدہ تجدید وضو کر کے دو رکعت تہنیت الوضو ادا کر کے درمیان سنت اور نفل صبح کے اکتالیس بار سورۂ مزمل پڑھ کر نماز صبح با جماعت ادا کرتے تا وقت اشراق وظایف میں مشغول رہتے بعد اشراق کے ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک تلاوت قرآن میں مصروف رہتے بعدہ حاجتمندوں کی کار برآری فرماکر بوقت دوپہر بعد نماز چاشت قدرے قیلولہ فرماکر نماز ظہر ادا کر کے تا بعصر ادائے نوافل میں مشغول رہتے عصر سے تھوڑی دیر پہلے حاضرین سے ہمکلام ہوتے بعد عصر کے تا بمغرب درود شریف پڑھتے بعد ادائے نماز مغرب و نوافل اوابین تا بعشا طالبان خدا کی تربیت فرماتے اکثر روضہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی پر حاضر ہوا کرتے تھے آخر روحانیت خواجہ سے فیضان وافر حاصل کیا جسکی سند آگے آویگی ؛

نقل ہے کہ ایک روز آپکے پسر خواجہ محمد عبداللہ حاضر ہوئے انکے ہاتھ میں آرسی تھی فرمایا اس کو دیکھ

جب انہوں نے آئینہ پر نظر کی خواجہ کی ریش مبارک کو سفید دیکھا حالانکہ آپکی ڈاڑھی سیاہ تھی یہ
دیکھکر پسر متعجب ہوئے آپ نے فرمایا کہ جائے تعجب نہیں کہ یہ نور الٰہی ہے کہ میری ریش پر منودار ہوا
ایک روز حضرت امام کے پیچھے نماز جنازہ پڑھ رہے تھے جب آپنے الحمد پڑھنی شروع کی روحانیت
امام ابوحنیفہ کوفی آپ کے آگے ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ شیخ میرے مذہب میں بہت اولیاء اور علما ہیں
سبنے بالاتفاق امام کے پیچھے الحمد کا پڑھنا موقوف کیا ہے تم بھی ترک کرو مولانا بدر الدین سرہندی
کہ خلیفہ امام ربانی مجدد الف ثانی کے تھے اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں ایکبار دہلی آکر مزار حضرت
خواجہ باقی باللہ پر حاضر ہوکر روبرو مزار کے بیٹھکر متوجہ ہوا حضرت نے نہایت عنایت سے اپنی نسبت
خاص سے کچھ بندہ کو بھی عطا کیا وہاں سے چلکر مزار حضرت خواجہ قطب الدین کی زیارت سے مشرف
ہوا انکو حکم ہوا کہ آج جو نسبت خواجہ باقی باللہ نے تجھکو عطا کی ہے وہ نسبت میری ہے وہاں سے چلکر میں حضرت
سلطان المشائخ کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوا وہاں سے مجکو ارشاد ہوا کہ جو نسبت تجھکو خواجہ
باقی باللہ نے عطا کی ہے وہ عاشقی اور نیازمندی سے متعلق ہے اور میری نسبت میں محبوبیت غالب
ہے تجھکو وہی نسبت کافی ہے دہلی سے چلکر میں اجمیر شریف میں آیا جب روضہ حضرت خواجہ بزرگ کی زیارت
سے مشرف ہوا اور میں متوجہ ہوا فرمایا کہ وہ نسبت کہ جو تجھکو خواجہ باقی باللہ سے حاصل ہوئی ہے وہ مجھسے ہے
میں نے عرض کیا کہ خواجہ باقی باللہ نے کبھی نہیں فرمایا کہ مجھکو نسبت خواجگان چشت سے ہے حضرت نے فرمایا
کہ جب میں نے خدمت خواجہ یوسف ہمدانی سے نسبت پائی وہ مشرب شوق و ذوق و ذکر تھی وہ نسبت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی کو حاصل ہوئی اور خواجہ قطب الدین کی روحانیت سے وہ نسبت خواجہ باقی باللہ کو حاصل
ہوئی آخر غرض بقدر ار سید وفات حضرت کی دوشنبہ ۲۶ رجمادی الثانی سنہ ۱۰۱۲ھ میں ہوئی مزار پر انوار
بیرون فصیل شاہجہان آباد و نہر جدید سے پار متصل درگاہ قدم شریف زیارتگاہ خلائق ہے حضرت غلام علی شاہ
دہلوی سے روایت ہو کہ شاہ صاحب فرماتے ہیں بندہ برائے زیارت روضہ خواجہ باقی باللہ پر حاضر ہوا
اور توجہ کی دیکھا کہ حضرت مزار سے باہر تشریف لائے موسم گرما اور وقت دوپہر کا تھا حضرت کے مزار پر سایہ
نہیں ہے بسبب گرمی کے میں پریشان ہوگیا اور اٹھکر چلا آیا اسروز سے نہایت افسوس میں ہوں
کسواسطے کہ حضرت کی ذرا سی توجہ سے اپنے میں بہت ترقی دیکھتا ہوں اگر زیادہ نصیب ہوتی تو اور زیادہ
ترقی ہوتی ایک طالب بدخشان مدت سے آپ کے مزار پر مشغول تھا ایک روز ارشاد فرمایا کہ تو یہاں

کیوں پڑا ہے اس نے عرض کیا کہ طالب خدا و نیز طالب فیضان حضور ہوں آپ نے ارشاد کیا کہ ہمارے مرید
شہر میں ہیں تو انکے پاس جا تیری مطلب برآری ہوگی چنانچہ وہ شخص حضرت شاہ ابوسعید کے پاس آکر
مرید ہوا اور کل کیفیت بیان کی۔ نقل ہے کہ ایک طالب آپکی خدمت میں آیا اور عرض کی میں طالب معرفت الہی ہوں
فرمایا کہ چند روز رہکر کسب نقشبندیہ کر خدا فضل کریگا اس نے جواب دیا کہ میں بے مشقت چاہتا ہوں مجھسے
محنت نہ ہوسکیگی اگر آپ کی درگاہ سے محروم گیا تو معلوم کرونگا کہ کتب صوفیہ میں جو بزرگوں کے حالات لکھے
ہیں وہ ایک ڈھکوسلہ ہے یہ سنکر آپکو جلال آیا اور اسکی طرف دیکھا معًا بیہوش ہوگیا جب افاقہ ہوا
آپنے مریدوں سے فرمایا کہ یہ شخص امی ہے اسپر خدا نے فضل کیا جس علم میں چاہو بحث کرو چنانچہ امتحان میں
پورا اترا اور ہوا پر پرواز کر کے نظر مردمان سے غائب ہوگیا۔

نقشہ سلسلہ پیران حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی

نمبر شمار	اسم بزرگ	ماہ و سنہ وفات	جائے مزار	کیفیت
۱	حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۲ جمادی الآخر سنہ ۱۳ھ	مدینہ منورہ	•
۲	حضرت محمد بن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	•	•	•
۳	حضرت قاسم بن محمد۔	سنہ ۱۰۲ھ	مدینہ	•
۴	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	دوشنبہ ۱۵ رجب سنہ ۱۴۶ھ	"	•
۵	حضرت بایزید بسطامی	جمعہ ۵ شعبان سنہ ۱۳۶ھ	بسطام	•
۶	خواجہ ابوالحسن خرقانی	سنہ ۴۲۵ھ	•	•
۷	خواجہ ابو علی فارمدی	سنہ ۴۷۷ھ	•	•
۸	خواجہ یوسف ہمدانی	سنہ ۵۳۴ھ	ہرات	•
۹	خواجہ عبدالخالق غجدوانی	سنہ ۵۷۵ھ	غجدوان	•
۱۰	خواجہ محمد عارف ریوگری	سنہ ۷۱۵ھ	ریوگر	•
۱۱	خواجہ محمود فغنوی	سنہ ۷۱۷ھ	•	•
۱۲	خواجہ عزیز علی رامیتنی	سنہ ۷۲۱ھ	خوارزم	•

نمبر شمار	اسم بزرگ	ماہ و سنہ وفات	جائے مزار	کیفیت
۱۳	خواجہ محمد بابا سماسی	سنہ ۷۵۵ھ	قصبہ سماس	۰
۱۴	خواجہ امیر کلال	پنجشنبہ ۸ جمادی الاول سنہ ۷۷۲ھ	سوخار	۰
۱۵	خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی	۳ ربیع الاول سنہ ۷۹۱ھ	قرب بخارا	۰
۱۶	خواجہ علاؤ الدین عطار	۲ رجب سنہ ۸۰۲ھ	جغانیا	۰
۱۷	مولانا یعقوب چرخی	سنہ ۸۵۱ھ	یلفتو	۰
۱۸	خواجہ عبید اللہ احرار	غرہ محرم سنہ ۸۹۵ھ	سمرقند	۰
۱۹	مولانا زاہد ولی	سنہ ۹۳۶ھ	رخش	۰
۲۰	مولانا درویش محمد	سنہ ۹۷۰ھ	موضع اسفرار	۰
۲۱	خواجہ محمد امکنگی	سنہ ۱۰۰۸ھ	قصبہ امکنگ	۰
۲۲	خواجہ باقی باللہ	سنہ ۱۰۱۲ھ	دہلی	۰

دوسرا سلسلہ پیران خواجہ باقی باللہ اسطرح پر ہے

نمبر شمار	اسم بزرگ	ماہ و سنہ	جائے مزار	کیفیت
۱	حضرت علی مرتضیٰ	۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ	نجف اشرف	
۲	خواجہ حسن بصری	۵ محرم سنہ ۱۱۰ھ	بصرہ	
۳	خواجہ حبیب عجمی	۳ ربیع الاول سنہ ۱۵۶	۰	
۴	خواجہ داؤد طائی	سنہ ۱۶۲ھ	۰	
۵	خواجہ معروف کرخی	۲ محرم سنہ ۲۰۰ھ	کرخی	
۶	خواجہ سری سقطی	۳ رمضان سنہ ۲۵۳ھ	بغداد	
۷	خواجہ جنید بغدادی	۲۷ رجب سنہ ۳۰۲ھ	؍؍	
۸	خواجہ ابو علی رود باری	سنہ ۳۲۲ھ	رودبار	
۹	خواجہ ابو علی کاتب	سنہ ۳۵۶ھ	۰	

نمبر شمار	اسم بزرگ	ماہ و سنہ	جائے مزار	کیفیت
۱۰	خواجہ عثمان مغربی	سنہ ۳۷۳ھ	نیشاپور	
۱۱	شیخ ابو القاسم کرکانی	سنہ ۴۵۰ھ	کرکان	
۱۲	شیخ ابو علی فارمدی	سنہ ۴۷۷ھ	•	
۱۳	خواجہ یوسف ہمدانی	سنہ ۵۳۵ھ	ہرات	
۱۴	خواجہ عبد الخالق عجدوانی	سنہ ۵۷۵ھ	عجدوان	
۱۵	خواجہ بہار الدین نقشبندی	سنہ ۷۹۱ھ	قرب بخارا	

باقی بزرگوں کے حالات پہلے نقشہ میں لکھے گئے

ذکر حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سرہندی قدس سرہٗ

آپ عالم علوم ظاہری و باطنی میں قطب وقت غوث عہد گذرے ہیں جامع الکرامات صاحب ولایت عامل سنت جماعت وارث کمال نبویہ مزین اطوار احمدیہ نقشبندیہ امام طریقت مقتدائے حقیقت پیشوائے طریقت نقشبندیہ مجددیہ کہ مظہر کرامت اولاد سے حضرت عمر فاروق کی تھے۔ لکھا ہی کہ حضرت کو سلسلہ نقشبندیہ میں ارادت خواجہ باقی باللہ سے تھی اور طریقہ قادریہ میں شاہ سکندر کنتھلی اور سلسلہ صابریہ چشتیہ میں مخدوم عبد العد سے اور سلسلہ سہروردیہ میں بھی مخدوم عبد اللہ سے فیضان تھا۔ لکھا ہی کہ حضرت ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے شیخ بدر الدین نقشبندی سے روایت ہی کہ عالم خورد سالی سے اظہار کرامت شروع ہونے لگے تھے۔ شیخ محمد نعمان کہتے ہیں کہ مینے ایک معاملہ میں دیکھا کہ حضرت رسول خدا حضرت صدیق اکبر تشریف لائے اور حضرت نے حضرت ابو بکر صدیق سے فرمایا کہ نعمان سے کہو کہ جو مقبول شیخ احمد کا ہی وہ مقبول میرا ہی جو میرا مقبول ہی وہ خدا کا مقبول ہی۔ سید محمد صالح کہتے ہیں کہ ایکبار مجھکو حضرت نے طرف بہرائچ کے بھیجا اور فرمایا کہ راستہ میں سورۂ لایلاف بہت پڑھنا اگر مشکل پیش آئے تو مجھے یاد کرنا جب میں چلا راستہ بھول گیا ایک جنگل ویرانہ میں جا پڑا ایک شیر چاہتا تھا کہ میرے اوپر حملہ کرے مینے حضرت کا نام لیا بہبوت حضرت بذات خود پیدا ہوئے اور شیر کو بھگا دیئے اور میرے ہمراہیوں نے غیبت ملاقات کی

نقل ہے کہ ایک روز شیخ احمد مسجد میں بیٹھے حلقہ کرا رہے تھے مریدوں کی تعلیم میں متوجہ تھے کہ شاہ سکندر
کیتھلی تشریف لائے اور خرقہ قادریہ شیخ احمد کو دیا اُسی معاملہ میں انکو خیال پیدا ہوا کہ میں مرید خاندان
نقشبندیہ کا ہوں اور نسبت قادریہ نے مجھکو گھیرا ایسا نہو کہ پیران نقشبندیہ ناراض ہوں اُسیوقت
دیکھا کہ حضرت غوث اعظم اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور خواجہ عبد الباقی و خواجہ معین الدین چشتی و شیخ شہاب الدین
سہروردی و شیخ نجم الدین کبریٰ مدار صاحب پیران عظام تشریف لائے اور سب نے آپکو اپنا خلیفہ کیا
اس روز حضرت صبح سے ظہر کیوقت تک مراقبہ میں رہکر اس حال کو دیکھتے رہے۔

نقل ہو کہ قید ہونے سے چند روز پہلے آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا تھا کہ مجھپر کوئی بلا آنیوالی ہے
کسواسطے کہ ترقی مقامات ولایت مجھکو ہوتی ہیں اب ضرور ہو کہ کوئی بلا نازل ہوگی چنانچہ جب قید
ہوئے ہزاروں قیدی کفار آپ کے ہاتھ سے مسلمان ہوئے مگر حالتِ قید میں بادشاہ کے واسطے
کبھی بد دعا نہیں کی بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ بادشاہ نے جو مجھکو قید کیا خوب ہوا کسواسطے کہ کئی ہزار آدمی
دولت دین سے مشرف ہوئے اور میرے مقامات میں ترقی ہوئی ہرچند مرید چاہتے تھے کہ بادشاہ کے
واسطے بد دعا کریں آپ منع فرماتے تھے یہ ذکر عہد نور الدین جہانگیر بادشاہ کا ہے کاتب کی رائے یہ ہو کہ
بیشک حضرات قطب الوقت واصل حق اور منصف مزاج تھے کسواسطے کہ بادشاہ کی جو حالت تھی اظہر
من الشمس تھی مگر اُسوقت کے علمائے ہند کو آپ سے نفاق تھا چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی
سے چند روز آپ کا نفاق رہا اور تمام شیعہ مع نور جہاں بیگم کے آپ کے دشمن تھے صحیح یہ ہو کہ وہ لوگ
باعث تخریب تھے پس یہ قید ہونا اور بے ادبی ظہور میں آئی وہ صرف ایماء شیعہ سے تھی حضرت
بذرہ کشف بادشاہ کی ضمیر سے واقف تھے کیونکہ بد دعا دیتے کسواسطے کہ بادشاہ کو اسمیں بیگناہ سمجھتے تھے
مگر آخر میں خاندان کے ایک مرید نے جسکا نام لکھنا مناسب نہیں سمجھا جاتا اُس نے اُنکا بدلہ جہانگیر کی اولاد سے
لیا۔ الغرض آمدم بر سر مطلب چونکہ یہ خاندانِ تیموریہ ہمیشہ سے خادم الفقرا مشہور ہے اور آخر کو بعد
دو سال کے شیخ عبد الحق محدث دہلوی سے صفائی کلی ہوگئی تھی بادشاہ نے حضرت کو اپنے روبرو بلا کر جو
بے ادبیاں کہ علماء شیعہ کے کہنے سے ہوئی تھیں اُنکا عذر چاہا اور بہت اکرام کیا یہاں تک کہ حضرت کو اپنے
سے جدا کرنا گوارا نہ کرتے تھے اور شہزادہ خورم کو آپ کا مرید کر دیا اُسروز سے تا عہد عالمگیر بادشاہ اکثر اُمرائے
شاہی آپکے سلسلہ ارادت میں آتے رہے آپ فرماتے تھے کہ قیامت تک جو میرے سلسلہ میں مرید

ہوں گے اُنکی خبر مجھکو ملا کرے گی اور جو میرے سلسلہ میں ہے وہ آتش دوزخ سے آزاد ہے اور مجھکو بشارت
دی گئی ہے کہ مہدی آخرالزماں میرے طریقہ میں ہوں گے ۔ حضرت کے فضائل حضرت کے مکتوبات سے
ظاہر ہیں دوسرا سبب آپکے قید ہونیکا یہ ہے کہ آپ نے ایک رسالہ رد روافض میں تالیف فرمایا تھا وہ لوگ
حضرت کے بہت دشمن تھے چونکہ نورجہاں بیگم بھی شیعہ تھیں پس یہ لوگ بھی باعث آپکی تحقیر کا ہوئے
ہیں میرے نزدیک یہ قید ہونا گویا حضرت کی حکمت تھی ایک تو اس قید میں ترقی مقامات کا ہونا دوسرے
شہزادہ اور امرا کا حلقہ ارادت میں آنا ورنہ ایک بادشاہ کیا اگر ہفت اقلیم کے بادشاہ جمع ہو کر آپ کو ضرر
پہنچانا چاہتے ہرگز ممکن نہ تھا کس واسطے کہ عارف قید میں نہیں آ سکتے آپکا درجہ تو اعلیٰ تھا آپکے ادنیٰ ادنیٰ
غلامان غلام سے بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں اور اُنکے مزارات سے ہنوز ظاہر ہوتی ہیں نقل ہے
کہ ایک شخص شہرہ کرامت حضرت کا سنکر داخل سرہند ہوا وقت شب کا تھا آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا
آپکے کسی دشمن کے گھر ٹھیر کر آپ کا حال دریافت کیا اُس نے برعکس بیان کیا بلکہ سخت کلمات کہے جب
آدھی رات گزری وہ ابلہ خانہ مر گیا اُسکو کوئی دشمن پہونچا اور سوتے کو ہلاک کیا صبح جب وہ شخص حضرت کی خدمت
میں آیا آپنے اسکو گلے لگایا اور فرمایا کہ تو جس شخص کے گھر رات کو رہا تھا اُس نے جو کچھ کہا تھا جھوٹ کہا تھا آخر نے اپنی سزا پائی
نقل ہے کہ شیخ الاسلام مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی اوائل میں آپ کے دشمن تھے ایک شب آپکو خواب میں دیکھا
کہ آپ آیت قل اللّٰہم ثم ذرہم پڑھتے ہیں یہ سنتے ہی مولوی کے دلمیں آپکا شوق پیدا ہوا جب بیدار ہوا
تو اپنے قلب کو ذاکر پایا اور چند روز آپکے تصور میں ذکر حق کرتا رہا آخر حاضر خدمت ہو کر مرید ہوا شیخ عبدالخالق
فرماتے ہیں کہ ایک سید دشمن معاویہ تھا ایک روز شیخ کے مکتوبات کو دیکھ رہا تھا جب تعریف معاویہ کی دیکھی
مکتوب کو ہاتھ سے پھینک دیا اسی شب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور اُسکے دونوں کان پکڑ کر
فرمایا کہ او بے ادب تو میرے کلام پر اعتراض کرتا ہے اگر تجھکو یقین نہیں تو آ تجھکو علی مرتضیٰ کی خدمت میں
لے چلتا ہوں چنانچہ کشاں کشاں اُسکو بحضور علی مرتضیٰ لے گئے اور عرض کی کہ یہ شخص تعریف معاویہ سے مجھپر
معترض ہو میری کتاب پھینکدی کیا ارشاد ہوتا ہے جناب علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ ہرگز اصحاب پیغمبر خدا سے
عداوت نہ کرنی چاہیئے اور جو شیخ احمد نے کہا وہ حق ہے یہ سُنکر وہ سید متغیر ہوا اور کچھ دلیل کرنے لگا
حضرت امیر نے فرمایا کہ ابھی دل اس جاہل کا نور صحت سے منور نہیں ہوا ہے اسکے سینہ پر ایک سیلی مارو
کہ یہ توبہ کرے چنانچہ حضرت نے ایک سیلی اُس کے سینہ پر ماری اور اُس نے توبہ کی صبح جب وہ بیدار

ہوا تو اُس کے سینہ پر بلی کا نشان تھا حضرت کی خدمت میں آ کر مرید ہوا نیز روایت ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ احمد صاحب دونوں بزرگوں میں نزاع تھی ایک روز میں شیخ محدث کی خدمت میں گیا اور اپنے شیخ کی کرامت بیان کی اُنہوں نے انکار کیا میں نے کہا کہ بزرگانِ دین اور عارفانِ حق سے عداوت خوب نہیں ہمارا تمہارا منصف قرآن ہے ہم تم وضو کریں اور قرآن کھولیں جو آیت نکلے اُس کے موافق عمل کریں چنانچہ قرآن شریف کھولا یہ آیت نکلی رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ اُسیوقت شیخ محدث تائب ہوئے اور وہ جھگڑا موقوف ہو گیا شیخ جان محمد جالندھری فرماتے ہیں کہ میں سلسلہ قادریہ میں شیخ کا مرید ہوا ایک شب حضرت کی خدمت میں حاضر تھا میرے دل میں گذرا کہ میں سوال کروں کہ مجھکو زیارت غوث الاعظم کی تمنا ہے شیخ نے نور باطن سے میری دل کا حال معلوم کر کے میرا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہو کر فرمایا کہ جان محمد قطب تارے کو پہچان میں نے اُنگلی سے بتایا اُسیوقت ایک شخص ستارے سے خرقہ سیاہ پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار اُس سے جدا ہو کر جلدی سے شیخ کے روبرو آیا شیخ نے آداب عرض کیا اور مجھ سے فرمایا کہ غوث اعظم یہی حضرت ہیں زیارت کر لے جب میں زیارت کر چکا حضرت غوث اعظم جسطرح تشریف لائے تھے اُسیطرح واپس چلے گئے۔

ملا شیخ میرک فرماتے ہیں میں ایکبار سرہند میں پہنچا اور شیخ سے ملنے کا ارادہ کیا کہ شیخ کامل ہو میرے چاروں سوالوں کا جواب دیگا کہ شیخ اپنے کو صدیق اکبر سے افضل کہتا ہو اگر اس سے پاک ہو تو میری تسلی کرے گا دوم میں نے سنا ہو کہ خواجہ باقی باللہ بے اجازت اپنے پیر کے مرید کرنے لگے تھے اس کا جواب بھی مجھکو شافی ملیگا۔ سوم میرے باپ دادا کا حال ظاہر کریگا۔ چہارم خواجہ خاوند محمود بخاری سے کیا اعتقاد ہی بیان کریگا۔ ہنوز یہ خطرہ میرا پورا نہ ہوا تھا کہ شیخ نے اپنے سرہانے سے ایک جزو مجھکو نکال کر دیا فرمایا کہ پڑھ اور فرمایا کہ دیکھ اس جزو سے ظاہر ہوتا ہو کہ میں اپنے کو خلیفہ پیغمبر پر فضیلت دیتا ہوں میں نے دیکھکر کہا کہ نہیں معلوم ہوتا فرمایا کہ جو کچھ مجھپر واقع ہوا ہی یہ ہی باقی دشمنوں کی افترا پردازی ہو پھر فرمایا کہ ایک روز خواجہ خاوند محمود یہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ خواجہ باقی باللہ کو اجازت مرید کرنے کی اپنے پیر سے نہیں ہو کسواسطے کہ ایک روز خواجہ امکنگی خربزہ کھا رہے تھے اور قائم نشین کر کے اپنے مریدوں کو بھی دیکر رہے تھے مگر خواجہ باقی باللہ کو نہیں دیا حاضرین نے کہا کہ خواجہ باقی باللہ کو بھی مرحمت ہو اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے ثابت ایک خربزہ

اس کو دیدیا ہے خواجہ باقی اللہ یہ سنکر خوش ہوئے اور سمجھے کہ شیخ نے مجھکو اجازت مرید کرنیکی دیدی اُسکے
جواب میں شیخ نے کہا کہ اس طرح نہیں ہے مینے اپنے پیر سے اور دوسرے بزرگوں سے نہیں سُنا بلکہ میرے
نزدیک ثابت ہوا کہ خواجہ امکنگی نے خواجہ باقی باللہ کو اجازت اور خلافت دیدی ہے مگر وہ قبول نہ کرتے تھے
کہ میں اس بار گراں کے اُٹھانے کے قابل نہیں ہوں مگر خواجہ امکنگی نے نہ مانا اور فرمایا کہ میں نے تجھکو اجازت
دی اور یہ کام تجھکو کرنا ہوگا اُسوقت کئی بوڑھے آدمی اور بھی موجود تھے اُنہوں نے بھی تصدیق کی یہ
سُنکر خواجہ خاوند محمود نے فرمایا کہ میں نے بھی سُنا ہے اور میرے چوتھے سوال کے جواب میں فرمایا کہ خواجہ خاوند
محمود میرے پیرزادہ کی اولاد خواجہ بہاؤالدین نقشبند کی ہیں پس چاروں سوالوں کا جواب پاکر میں معتقد اور
مرید ہوا چنانچہ فقیر نے اپنے مرشد سے سنا ہے کہ فرماتے تھے دہلی میں بائیس قطب اعلیٰ درجہ کے ہیں اُنمیں
خواجہ باقی باللہ بھی ہیں مینے بھی روحانیت حضرت سے فیضان حاصل کیا اور سلسلہ نقشبندیہ میں بلا واسطہ
روحانیت حضرت سے اجازت ہے ایک زمانہ میں یہ کاتب بھی ایکبار روضۂ عالیہ پر حاضر ہوکر زیارت
سے مشرف ہوا جو فیض اور مذاق حاصل ہوا بیان سے باہر ہے چنانچہ غدر سے پہلے بشارت دی تھی کہ تو
دہلی سے چلا جا اور مالوہ کو جانا ہوگا میں نے اپنی بدنصیبی سے اُسپر عمل نہیں کیا جب مالوے میں پہونچا وہاں
قبولیت عظیم ہوئی جب سمجھا کہ حضرت پہلے ہی آگاہ کر چکے تھے یہ قبولیت حضرت کے طفیل ہے نقل ہے کہ سید
غلام علیشاہ دہلوی کہ عالم بے بدل و درویش بے مثل اور سلسلہ قادریہ میں
مرید شاہ کمال کیتھلی کے تھے فرماتے ہیں کہ ایک روز شیخ احمد مجدد الف ثانی حلقہ مریدوں میں تشریف
فرما تھے فرمانے لگے کہ حاضرین حلقہ سے ایک شخص کے گلے میں طوق کفر پڑا ہوا ہے مگر بطریقہ راہ راست پر
آجائے گا یہ سنکر تمام مرید کانپ اُٹھے کہ نہ معلوم ہم میں سے کون ہے اور اس کا نام کیا ہے آپ نے فرمایا کہ
شیخ طاہر ہے یہ سنکر حاضرین کو اور بھی تعجب ہوا آخر بعد چند مہینے کے شیخ طاہر ایک ہندو عورت پر عاشق
ہوئے اور ترک لباس اسلام کر کے زنار گلے میں ڈالا چونکہ شیخ طاہر سے آپکو بہت محبت تھی یہ حال سنکر
بہت رنجیدہ ہوئے آخر آپ کے دونوں صاحبزادوں نے ایک وقت عرض کیا کہ ہمارا اُستاد کفر کے دریا
میں سر ڈوب گیا ہے اگر آپ توجہ فرمائیں تو وہ پھر مسلمان ہو جو ہونا تھا سو ہوا جب صاحبزادوں نے بہت
اصرار کیا آپ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ الٰہی حضرت غوث اعظم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کے تئیں کسی کام پر قدرت
نہو وہ اگر توسل میرا درمیان میں لائے تو اللہ تعالیٰ اُسکی وہ حاجت روا کرے میں دعا کرتا ہوں کہ اپنے

دوستوں کے طفیل سے شیخ طاہر کو اس بلا سے نکال۔ اسی وقت شیخ طاہر کی مستی اور وہ عشق مزاجی دور ہوئی اُسیوقت آپکی خدمت میں آکر دوبارہ مشرف باسلام ہوکر مرید ہوئے سید غلام علیشاہ دہلوی فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر صدی میں ایک مجدد پیدا ہوتا ہے چنانچہ جنید بغدادی و غوث اعظم اپنی اپنی صدی میں مجدد اور محی الدین ہوئے ہیں پس گیارہویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے شیخ احمد کو مجدد دین اسلام پیدا فرمایا چنانچہ مجدد الف ثانی و قلم ربانی و محبوب سبحانی و امام ربانی آپ ہی قطب ہیں صاحب روضۃ السلام فرماتے ہیں کہ شیخ احمد سے دو خوارق ایسے ہیں کہ قیامت تک زمین پر یادگار رہیں گے ایک تو آپکے مکتوبات اور دوسرے رسالہ کہ جسمیں حقائق اور معارف کملا درج ہیں دوسرے آپکے فرزند کہ جنکو آپ نے اپنے کمال سے مثل اپنے کرلیا تھا وہ ایک خواجہ محمد صادق دوسرے شیخ احمد سعید تیسرے شیخ محمد معصوم چہارم شیخ محمد اشرف پنجم محمد فرخ ششم شیخ محمد عیسےٰ ہفتم شیخ محمد یحییٰ مشہور بہ شاہجی ان صاحبوں میں سے شیخ احمد سعید اور محمد معصوم صاحب سجادہ ہوئے۔ وفات حضرت کی بروز سہ شنبہ وقت صبح سلخ ماہ صفر ۱۰۳۴ھ میں ہوئی مزار سرہند میں زیارت گاہ خلایق و حاجت روائے مریدان ہے

ذکر حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری النقشبندی قدس سرہٗ

آپ خلیفہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کے تھے صاحب ریاضت و مجاہدت و مقامات عالی و کرامت و خوارق کی قبولی بہت رکھتے تھے پہلے خاندان قادریہ میں شاہ سکندر بن شاہ کمال کیتھلی کے مرید ہوئے بعدہٗ شیخ عبدالواحد والد شیخ احمد مجدد کے زیر تعلیم رہے اُنکی وفات کے بعد صحبت شیخ احمد سے بہرہ مند ہوئے اور تعلیم خواجہ احمد سعید و خواجہ محمد معصوم پر متعین ہوئے بعدہٗ بلائے کفار میں پھنسکر پھر دعائے حضرت سے اُس کفر سے خلاصی پائی جیساکہ بیان ہوچکا ہے بعدہٗ توجہ حضرت مرشد کے بکمال ولایت فایز ہوئے اور طریقہ چشتیہ نقشبندیہ قادریہ میں صاحب اجازت ہوئے اور لاہور میں مامور ہوکر ہدایت خلق میں مصروف رہے مقامات حضرت کے آپ کے وہ مکتوب کہ جو خدمت پیر میں تحریر کئے ہیں اُنسے ظاہر ہیں خلیفہ آپکے مشہور تریں یہ ہیں شیخ ابو محمد قادری نقشبندی لاہوری دوئم صوفی دہلوی سوئم شیخ لکھن مست کہ لاہور میں آسودہ ہیں چہارم شیخ ابوالقاسم کہ مزار آپ کا جدہ میں ہے پنجم شیخ آدم بنوری کہ سلسلۂ قادریہ میں مرید تھے وفات شیخ طاہر کی محرم ۱۰۴۰ھ میں بمقام لاہور ہوئی۔

ذکر حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ

آپ صاحبزادہ خواجہ باقی باللہ کے اور مرید بھی تھے بعدہ خواجہ حسام الدین کہ مرید خواجہ باقی باللہ کے تھے اُنکی خدمت میں رہکر کار بہ تکمیل پہونچایا وفات حضرت کی سنہ [illegible]ھ میں ہوئی مزار نزد والد ہے۔

ذکر حضرت آخوند ملا حسین جنباز کشمیری مجدد قدس سرہٗ

آپ پہلے مرید مولانا محمد قادری کے بعدہ خواجہ عبدالشہید دہلوی کے ہوکر فیضان کامل حاصل کرکے چندے روضہ خواجہ باقی باللہ پر حاضر رہکر پھر کشمیر میں آکر ہدایت خلق میں مصروف ہوئے تاریخ عظیمہ میں ذکر ہے شیخ محمد امین صوفی اور مولانا حیدر و خواجہ محمد فضل و بابا نصیب الدین سہروردی بروز جمعہ آپ سے ملنے آئے خواجہ محمد اعظم صاحب تاریخ مذکور میں کہتے ہیں کہ میں بھی اپنے پیر بابا نصیب الدین کے ہمراہ تھا ملا حسین نے ایک حدیث پڑھ کر مولانا حیدر سے پوچھا کہ اس حدیث کا راوی کون ہے ملا حیدر چپ ہو رہے مگر اُنکے صاحبزادہ خواجہ محمد فضل نے کہا کہ حضرت عثمان غنی سے روایت ہے ملا حسین نے التفات نہ کرکے پھر مولانا حیدر سے پوچھا مولانا نے اپنے فرزند کے کلام کی تائید کی ملا نے کہا پہلے تمنے کیوں نہ کہا اب یہ تائید کلام ہے اسمیں تخت تردد ہوا ضرور ہوا کہ حضرت عثمان غنی سے اسکی تصدیق کیجاوے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص برقع پوش نورانی آیا یہ سب بزرگ تعظیم بجا لائے اور اُس شخص کے قدم چومے نووارد نے آہستہ با ادب اُسکی تصدیق کی بعد تصدیق کے وہ برقع پوش جس طرف سے تشریف لائے تھے واپس تشریف لے گئے یہ تینوں بزرگ حضرت عثمان غنی کے مشکور ہوئے اور فرمایا کہ روح پاک خلیفہ ثالث کی تھی برائے تصدیق روایت حدیث تشریف لائی تھی وفات خواجہ ملا حسین کی سنہ [illegible]ھ میں ہوئی مزار کشمیر ریاست محلہ کوچہ ریں میں ہے۔

ذکر حضرت خواجہ خاوند حضرت الیشان قدس سرہٗ

آپ ولی مادرزاد قطب الارشاد صاحب حال و قال عاشق ذوالجلال مظہر جلال و کمال بن میر سید شریف بن خواجہ میر محمد بن تاج الدین حسن بن خواجہ علاء الدین عطار اور مرید خواجہ ابو اسحاق سفید کے اور روحانیت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی

سے بھی اویسی طریقے پر فیضان تھا اور سلسلہ آپ کا خواجہ جنید بغدادی سے ملجاتا ہی بیس برس کی
عمر میں وخش میں آکر مقیم ہوئے ایک روز مجلس باقی بیگ حاکم وخش میں بیٹھے تھے کہ بہت بد مزاج
اور منکر اولیا تھا آپ کو دیکھکر کہنے لگا کہ وہ لوگ کہ جو اپنے کو خواجہ زال کہتے ہیں خلق خدا کو گمراہ کرتے ہیں
انکی ناک اور کان کاٹ کر شہر میں تشہیر کیا جاوے یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ میں امیدوار ہوں کہ ننگ
خاندان و دشمنان بزرگان کے ناک کان کٹیں چنانچہ بعد ایک ہفتہ کے میر شکار شاہ بخارا کا معہ جانوران
شکاری وخش میں آیا ایک ضعیفہ کی بکری زبردستی لے لی اسپر حاکم وخش نے میر شکار کو خوب پٹوایا
اس نے بخارا پہونچکر بادشاہ سے استغاثہ کیا کہ حاکم وخش نے مجھکو پٹوایا اور بار سرکاری چھین لیا یہ سنکر
شاہ برہم ہوا اور باقی بیگ حاکم وخش کو بلا کر اسکی ناک اور کان کٹوا دیئے اس منکر اولیا نے اپنی سزا پائی
پس جب عبداللہ خاں شاہ بخارا اور اس کے پسر عبدالمومن نے انتقال کیا حضرت وہاں سے کشمیر میں آکر
جمیل بیگ حاکم کشمیر کے مکان پر قیام پذیر ہوئے بہت کچھ رجوع خلائق ہوئی ہزاروں مرید ہوئے حال
آپ کی اولاد کشمیر میں موجود ہی بعدہ اکبر آباد و لاہور دہلی میں بھی چندے رہے بعد شاہان جد راقم یعنے از عہد
حضرت اکبر اعظم تا بہ حضرت شاہجہاں حضرت کا نہایت اعزاز رہا اور جو دعا کرتے فوراً بارگاہ الہی میں مستجاب
ہوتی تھی چنانچہ دو بار بارش کے واسطے دعا کی اور پانی برسا۔

نقل ہے کہ جب اشرف بیگ برادر عوض بیگ کابل جانے لگا حضرت نے کسی کار کے واسطے ارشاد فرمایا
اس نے سستی کی آپ اس سے مکدر خاطر ہوئے وہ تپ کہنہ میں مبتلا ہوا اور نفاس حرارت کا روز
بروز زیادہ ہونے لگا آخر اسکو حضرت کی خدمت میں لائے اور دعائے صحت چاہی حضرت نے تکبیر فرماکر
ارشاد کیا کہ اگر خدا چاہے گا صحت ہوگی لوگ سمجھے کہ شفا کیواسطے فرمایا پس اسکو پھر گھر میں لے گئے
اس کا گھر قریب خانقاہ تھا جب رات ہوئی یکایک اس کے گھر سے رونے کی آواز آئی معلوم ہوا کہ
اشرف بیگ مرگیا اسی وقت اسکا برادر عوض بیگ روتا پیٹتا آیا اور عرض کی کہ خواجہ نقشبند نے
مردوں کو زندہ کردیا ہے میں بھی امیدوار ہوں کہ میرا برادر زندہ ہو آپ نے تبسم کرکے فرمایا کہ گھر میں جاکر
دیکھ شاید زندہ ہو یہ فرما رہے تھے کہ رونے کی آواز موقوف ہوئی اور خبر آئی کہ اشرف بیگ نے
آنکھ کھولی حضرت کی توجہ سے دو تین روز میں صحت ہوئی ایک بار حضرت عیدگاہ لاہور میں بروز عید
تشریف فرما تھے نمازی جمع ہوچکے تھے مگر صوبہ لاہور کا انتظار تھا ناگاہ نوکر میں آخر وقت نماز کا آگیا

حضرت نے فرمایا کہ وقت آخر وقت تا بہ زوال ہے ملا ابو صالح لاہوری نے انکار کیا اور بے ادبی کے سخن
زبان پر لایا حضرت نے فرمایا کہ ای ابر آفتاب حیات تیرا زیبا بر ممات آگیا چنانچہ ملا بعد نماز کے گھوڑے پہ
سوار ہوکر شہر کو چلا کہ گھوڑا بگڑا اور ملا گرا گردن کا منکا ٹوٹا بمشکل اپنے گھر پہونچا اور جانا کہ یہ شامت اُس
بے ادبی کی ہے آخر قاضی نور الدین و شیخ الاسلام میر حسین کو حضرت کی خدمت میں بھیجکر عفو قصور
چاہا حضرت نے فرمایا کہ اب مجبوری ہے تیر بہدف پہونچ چکا ہیں اگرچہ راضی ہوں مگر میرے خواجگان
راضی نہیں آخر ملا اُسی روز مر گیا۔ ایک بار ملا ذہنی شاعر کشمیر تاریخ خانقاہ حضرت لکھکر لایا اُسوقت
ہجوم خلایق تھا اُسکو پیش نہ کرسکا جب چلا حضرت نے پکار کر فرمایا کہ ملا جو کاغذ تیری جیب میں ہو وہ دیتا جا
کہ اُسوقت سے بہتر کون وقت ہوگا ملا متعجب ہوا وہ پرچہ تاریخ پیش کیا خواجہ معین الدین تحریر فرماتے
ہیں کہ انتقال سے پندرہ روز پہلے بعد نماز عصر نواب افتخار خاں عالیجاہ کہ مرید حضرت کا تھا اُسکو فرمایا
کہ بعد پندرہ روز کے میرا سفر آخرت ہی چنانچہ جب سولہواں روز آیا بعد نماز مغرب کئی بار یہ شعر پڑھا۔
الٰہی غنچۂ امید بکشا گلے از روضۂ جاوید بنما۔ اور عشا سے پہلے سر سجدہ میں رکھکر سفر فرمایا اُسوقت حضرت
شاہجہاں بادشاہ لاہور میں تشریف فرما تھے آپ کے انتقال کی خبر سنکر میران سید جلال الدین صدر صدور
لاہور کو حکم دیا کہ تم جاکر میری طرف سے اہتمام تجہیز و تکفین کرو پس جب برائے غسل نعش مبارک کو تختہ پر
لٹایا قریب تھا کہ تہ بند کی گرہ کھل جائے حضرت نے دونوں ہاتھوں سے اپنا تہ بند پکڑ لیا یہ کرامت دیکھکر
تمام حاضرین نے اقرار کیا کہ اولیا اللہ لا یموتون پس جب لحد میں رکھا اور برائے زیارت چہرہ مبارک کے
کفن اُٹھایا تو ہر دو لب اس طرح جنبش کرتے تھے کہ کچھ پڑھ رہے ہیں بعدہ نواب سعید خاں نے آپکا
مقبرہ بنوایا انتقال حضرت کا ۲۷ شعبان ۱۰۵۲ھ میں ہوا مزار لاہور میں ہو بعد انتقال کچھ ہزار عجب
کرامتیں ظہور میں آئیں حکام لاہور سے ایک شیعہ تھا اُس نے گنبد کو گرانا چاہا آخر اُسکی بیٹی نے
اُسکو قتل کیا آپکے چھ فرزند تھے خواجہ تاج الدین خاوند و خواجہ خاوند احمد و خواجہ خاوند محمد و خواجہ خاوند
معین الدین صاحب کتاب رضوانی کہ شاگرد شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے تھے و خواجہ خاوند قاسم
و خواجہ بہاؤ الدین خاوند مجاور مزار والد رہے اور خلیفہ آپکے بہ ہوئے ہیں خواجہ احمد پسر حضرت
و خواجہ عبد الرحیم نقشبندی کہ اولاد سے خواجہ حسن عطار کی تھے وہ بیٹے علاء الدین عطار کے و خواجہ
سید یحییٰ کہ اولاد سے شاہ شجاع کرمانی کے تھے و خواجہ محمد امین وحیدی و خواجہ عبد العزیز وحیدی و خواجہ

بای ترسون خواجہ شادمان کابلی و مرزا ہاشم برادر خواجہ دیوانہ بلخی کہ مرشد سبحان قلی خاں شاہ بلخ کے تھے وخواجہ لطیف بخشی مرزا ابراہیم برادر میر نعمان مجددی وخواجہ باندی کشمیری وخواجہ حاجی طوسی وحاجی ضیاء الدین وخواجہ ابو الحسن سمرقندیؒ مولانا پائندہ حارثیؒ وخواجہ معین الدین فرزند حضرت ؓ

ذکر حضرت حاجی خضر ادغانی قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شیخ احمد مجدد سرہندی کے اور بہلول اپور علاقہ سرہند میں رہتے تھے پہلے شیخ احمد کے والد کی صحبت میں رہکر کمالات حاصل کئے بعدہ بخدمت شیخ احمد بکمال ولایت مشرف ہوکر تمام اقالیم کی سیر کی۔ لکھا ہے کہ ایکبار شیخ احمد مجدد حسینؒ نے ابلیس سے پوچھا کہ میرے مریدوں میں سے وہ کون ہے جسپر تو نے دست برد نہ پائی ہو اُس نے عرض کیا کہ حاجی خضر کبھی میرے دام میں نہیں آیا وفات حضرت کی ۱۰۲۳ھ بمقام بہلول پور میں ہوئی

ذکر حضرت خواجہ سید آدم بنوری قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شیخ احمد مجدد ثانی کے تھے پہلے حاجی خضر کے تعلیم یافتہ تھے اس کے بعد مجدد صاحب کے مرید ہوئے مگر علوم ظاہری سے ناآشنا تھے ایکروز معاملہ میں آواز غیب سُنی کہ کوئی کہتا ہو کہ تو نے قرآن کیوں نہیں پڑھا آپ نے عرض کی کہ پروردگار تو قادر ہے اب رحمت کر اُسی وقت ایک دست نورانی پیدا ہو آپ کے سینہ کو مس کیا اسیوقت تمام علوم کھل گئے مولانا بدر الدین تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت پابند سنت اور رفع بدعت میں بہت کوشاں تھے ایکہزار طلبا کو آپ کے لنگر سے دو وقتہ کھانا ملتا تھا آپ سید حسینی اور قصبہ مودہ کے رہنے والے ہیں ایک روز آپ نے فرمایا کہ میرے والد نے ایک شب جناب سرور عالم کو خواب میں دیکھا کہ اپنے سینہ پر ہاتھ پھیر کر کوئی چیز نکال کر اُنکو دیکر فرمایا کہ اسکو کھالے حسب الامر اُنہوں نے اُسکو کھایا دوسری شب کو میری والدہ حاملہ ہوئیں بعد نو ماہ کے میں پیدا ہوا اب مجھکو معلوم ہوا کہ میرا وجود عطیہ شاہ رسالت سے ہی آپ ۱۰۵۲ھ میں معہ چند سادات وافغانان ومشائخ وارد لاہور ہوئے دس ہزار آدمی آپ کے ہمراہ تھے چندے وہاں قیام کیا مگر دشمنان اولیا نے حاکم لاہور کو ورغلایا جب آپ کو خبر ہوئی وہاں سے واپس وطن میں آکر زیارت کعبہ سے مشرف ہوکر مدینہ طیبہ میں آئے اور وہیں وفات پائی ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ آپ کے ہمراہ دس ہزار افغان تھے

اور فوج بادشاہی مہم پر تھی بادشاہ کو یہ خوف ہوا کہ یہ لاہور پر قبضہ نہ کریں اسوجہ سے وہاں سے چلے آئے یعنی بادشاہ نے نہ ٹھیرنے دیا۔ یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی جب شاہجہاں کو مرید اور معتقد سلسلہ مجددیہ کا اوپر لکھا گیا ہے تو پھر بدگمانی کجا۔ شیخ محمد شریف فرماتے ہیں کہ میں نے اور دوسرے یاروں نے آپکی پیشانی پر اسم ذات لکھا دیکھا۔ ایک روز ہمنے اس معاملہ کو دریافت کیا آپنے اُس کا اظہار منع فرمایا اور اس روز سے وہ نظر مردمان سے پوشیدہ ہوگیا شیخ صالح کہتے ہیں کہ جب میں آپ کے طریقہ میں مرید ہوا تو میں نے کہا افسوس ہے کہ اگر میں پہلے پیدا ہوتا اور اور کسی بزرگ کے طریقہ میں مرید ہوتا تو بہتر ہوتا اب طریقہ متاخرین مجددیہ میں مرید ہوا ہوں کیا فائدہ ہوگا اسی شب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ درویش ہر طریقہ کے اپنے مریدوں سمیت آئے اور مجھسے مصافحہ کرکے کہا کہ تو سعادتمند ہے کہ طریقہ مجددیہ میں مرید ہوا گو یہ طریقہ آخری ہے مگر سب طریقوں سے بہتر ہے جب آنکھ کھلی بہت خوش ہوا۔ صبح جب حاضر ہوا فرمایا کہ الحمد للہ تیری تسلی ہوگئی شیخ غلام محمد سہارنپوری کہتے ہیں ایکبار مجھسے فرمایا کہ جس مشکل میں تو مجھے یاد کریگا میں تیری امداد کرونگا چنانچہ سفر قندہار میں رہزنوں نے مجھکو گھیرا میں نے آپ کیطرف توجہ کی اسیوقت آپ کو بچشم ظاہر دیکھا آپکی ہیبت سے بھاگ گئے۔ نورپور میں ایک عورت پر جن عاشق تھا اُسکے لوحقوں نے آپسے عرض کیا آپنے فرمایا کہ اس عورت کے کان میں کہدو کہ شیخ احمد کہتے ہیں یہاں سے چلا جا ورنہ جلا دیا جائے گا۔ چنانچہ لوگوں نے اُس عورت کے کان میں کہا اور وہ اسیوقت اچھی ہوگئی۔ شیخ محمد شریف کہتے ہیں کہ میں سوتا تھا معلوم ہوا کہ شیخ نے مجھسے کہا کہ اُٹھ تیرے گھر چور آیا میں گھبرا کر اُٹھا کوٹھے پر گیا تو چور مجھکو دیکھکر بھاگ گیا۔ ایک حاکم نے آپکی دعوت کی آپ نے فرمایا کہ اگر تو ظلم اور بدعت سے توبہ کرے تو میں تیری دعوت قبول کروں یہ سنکر غصہ ہوا اور سخن بے ادبانہ زبان پر لایا آپ نے اُس کو تیز نظر سے دیکھا اُسی روز وہ ستمگار اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ وفات حضرت کی ۳ ارشوال سنہ ۱۰۵۳ھ میں ہوئی مزار آپ کا مدینہ منورہ میں متصل روضہ خلیفہ سوم کے ہے آپ کے چار بیٹے تھے شیخ محمد اولیا و شیخ محمد عیسے اور شیخ محمد محسن و شیخ غلام محمد۔

ذکر حضرت شیخ حامد لاہوری قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شیخ آدم بنوری

کے تھے نہایت متقی اور باکمال کہ اپنے پیر بھائیوں کی تعلیم پر متعین تھے وفات آپکی بروز پنجشنبہ ۲۲ جمادی الآخر ۱۰۵۴ھ میں ہوئی مزار منور میں ہے -

ذکر حضرت شیخ نور محمد پشاوری قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ آدم کے اور بزرگ اور تجربہ میں شہرہ آفاق بسلطان پور میں تحصیل علوم کرکے شیخ آدم کے مرید ہوئے اور صاحب کمال ہوکر پیر خاندان یوسف زئی ہوئے اور آجتک وہ سلسلہ جاری ہے وفات آپکی ۱۰۵۹ھ میں ہوئی -

ذکر حضرت میر نعمان مجددی قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ احمد سرہندی کے تھے صاحب شریعت و طریقت و با برکت دیں پرست و صاحب ہدایت گذرے ہیں وفات آپکی ۱۹ صفر ۱۰۶۰ھ میں ہوئی ؛

ذکر حضرت سید امیر ابو العلی نقشبندی قدس سرہ

آپ اولاد سے خواجہ احرار کی تھے آپ کے والد ارکین اکبری سے تھے وہ لاولد تھے اُنہوں نے اجمیر شریف جاکر روضہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی پر اولاد کے واسطے التجا کی شب کو بحالت خواب معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ تیرے گھر لڑکا پیدا ہوگا وہ میرا ہوگا چنانچہ بعد اس سلسلہ کے حضرت پیدا ہوئے۔ صغر سنی سے آثار بزرگی سیمائے نورانی سے ظاہر تھے اور کرامت و خوارق ظاہر ہونے لگے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت مادر زاد ولی تھے۔ چند روز میں علوم ظاہری سے فارغ ہوکر دربار شاہی سے منصب موروثی حاصل کیا اس عرصے میں ان کے والدین نے انتقال کیا اور دہلی میں قلعہ کہنہ کے سامنے مدفون ہوئے آپ کاروبار امارت میں مصروف رہے ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہیں کہ اے فرزند جس واسطے پیدا ہوا اُسکو بھول گیا اور کچھ تعلیم فرمایا۔ جب بیدار ہوئے اپنے دل کو شوق الہی میں مستغرق پایا آخر ترک امارت کرکے عبادت حق میں مصروف ہوئے۔ اجمیر شریف جاکر روحانیت خواجہ بزرگ سے اویسی طریقہ پر فیضان حاصل کیا بعدہ حضرت خواجہ امیر عبداللہ سے بیعت ظاہری کی کہ وہ مرید خواجہ یحیی کے وہ مرید خواجہ عبدالحق کے وہ مرید خواجہ احرار کے وہ مرید مولانا یعقوب چرخی کے وہ مرید خواجہ علاء الدین عطار کے وہ

خواجہ بہاؤ الدین نقشبند یہ کے۔ کہتے ہیں کہ جب آپکی فقیری کا شہرہ ہوا تو حضرت نور الدین جہانگیر بادشاہ نے ایک روز آپ کو طلب کیا اور جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر آپکو دیا آپ نے انکار کیا اُسوقت بادشاہ نے فرمایا کہ اے ابوالعلے انکار کرتا ہے تو غضب سلطانی سے نہیں ڈرتا آپ نے کہا میں غضب الٰہی سے ڈرتا ہوں اُس کے آگے غضب سلطانی کوئی چیز نہیں ہے یہ سُنکر بادشاہ نے آپکو گلے لگایا اور عذر چاہا اور کہا کہ یہ فقط تمہارا امتحان تھا الحمد للہ کہ جو گمان میرا تمہارے ساتھ تھا وہ درست رہا اور جاگیر آپ کی واگذاشت کی آپ قبول نہ فرماتے تھے اُسپر بادشاہ نے مصر ہو کر فرمایا کہ یہ واسطے اخراجاتِ مساکین کے ہے حضرت نہایت متقی اور معدن جود و احسان تھے لوگ طالب دنیا وعقبیٰ آپکی خدمت میں آتا متوجہ ہو کر انکی مشکلکشائی فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ بہتر ہے میرے پاس طالب دنیا آوے کس واسطے کہ کشایش دُنیا سے کشایش عقبیٰ ہو جاتی ہے مگر یہ کیفیت تھی کہ پہلے جو طلب دنیا میں اُنکے پاس جاتا تھا بعد چند روز کے طالبِ عقبیٰ و مولا ہو جاتا تھا۔ آپ پر نسبت چشتیہ غالب تھی وفات حضرت کی بروز شنبہ ۹ صفر ۱۰۶۱ھ میں ہوئی مزار پر انوار اکبر آباد میں جاری ہے زیارت گاہ خلق ہے

ذکر حضرت شیخ ابوالفتح قدس سرہٗ

آپ مرید شیخ آدم کے تھے نہایت محبوب که لڑکپن سے اپنے پیر کی خدمت میں رہے وفات آپ کی ۱۰۶۶ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ عبدالحی قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شیخ احمد سرہندی کے تھے صاحب استغراق و پابند سنت و باکرامت گذرے ہیں وفات آپ کی ۱۰۷۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ احمد سعید قدس سرہٗ

آپ فرزند اور خلیفہ شیخ احمد سرہندی کے تھے کہ بعینہ شل اپنے والد کے تھے ملا بدرالدین کہتے ہیں کہ ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص ایک بیڑہ پان ڈھاک کے پتے میں لپٹا ہوا لایا آپ نے گلوری اس میں سے کھائی اور پھر اُسکو اسی طرح لپیٹکر میری طرف پھینکدیا میں سمجھا کہ اس میں بھی بیڑہ ہے آداب بجا لا کر جو کھولا تو خالی تھا حاضرین ہنس پڑے میں شرمندہ ہوا مگر اس پتے کو لپیٹ کر اپنی پگڑی میں رکھ لیا جب مکان پر آ کر اس پتے کو پھینکنا چاہا تو وہ برگ پان ہو گیا تھا

تبرکاً اُسکو میں نے کھایا اور وہ حلاوتِ باطنی پیدا ہوئی کہ بیان سے باہر ہی چنانچہ آپ کے حق میں خواجہ باقی باللہ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ احمد کے دونوں پسر احمد سعید و محمد معصوم جواہر کے ٹکڑے ہیں کہ خورد سالی میں مقامات احمدیہ کو پہونچ گئے ہیں کسی شخص نے سید غلام علیشاہ دہلوی سے کہا کہ خواجہ ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ دونوں صاحبزادے باب تجدید میں شیخ احمد سے شرکت رکھتے ہیں۔ غلام علیشاہ نے فرمایا کہ شیخ نے فرمایا ہی کہ معاملہ میرا اور میرے فرزندوں کا مثل صاحب شرح وقایہ کے ہی وفات حضرت کی ۱۰۳۴ھ میں ہوئی ؛

ذکر حضرت شیخ محمد سلطان پوری قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شیخ آدم کے تھے صاحب حال وقال وعالم باعمل جس بیمار پر بسم اللہ پڑھکر دم کرتے اسکو شفا ہوتی اگر جنگل میں جاکر ذکر اسم کرتے جانوران صحرائی حاضر ہوتے تھے وفات حضرت کی ۱۰۷۵ھ میں ہوئی ؛

ذکر حضرت شیخ محمد معصوم قدس سرہٗ

فرزند و مرید شیخ احمد سرہندی کے جب آپ پیدا ہوئے ہیں تو خواجہ باقی باللہ نے فرمایا تھا کہ احمدیہ فرزند تیرا مجھکو مبارک ہو چنانچہ سولہ برس کی عمر میں دستار فضیلت حاصل کی بعدہٗ باعلوم باطنی متوجہ ہوئے اور اپنے بھائیوں سے سبقت لیگئے آخر والد نے اپنے مریدوں کی تعلیم آپکے سپرد کی اور انکو وصیت کی کہ اپنی خانقاہ کو تخت سلطنت اور بوریہ کو مسند شاہی سے بہتر سمجھنا اور امرا اور بادشاہوں سے محترز رہنا چنانچہ امرائے شاہجہانی کی صحبت قبول نہ کی مگر بوجہ عقیدت حضرت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ سے نہایت محبت رہی بعض اہل کتاب نے لکھا ہی کہ حضرت عالمگیر آپکے مرید تھے اسی وجہ سے آپ کے مرید امرائے عالمگیری میں داخل ہوئے جب زیارت حرمین کو گئے وہاں بھی ہزاروں مرید ہوئے تذکرۃ الاہمیہ میں لکھا ہی کہ بوجہ مریدی عالمگیر کے حضرت داراشکوہ قادری کو آپ سے نفاق تھا بلکہ آپکے مریدوں سے بھی تنفر تھا اسوجہ سے حضرت نے روضۂ نبوی پر عرض کی کہ داراشکوہ ولیعہد شاہجہاں اہل سرہند کے درپے تخریب ہی اُسوقت معلوم ہوا کہ حضرت رسالت مآب نے ارشاد کیا کہ جو دشمن تیرا ہی وہ دشمن میرا ہی اُس کے واسطے شمشیر قہر الٰہی کی کافی ہی چنانچہ شہادت داراشکوہ کی مشہور ہی میر عسکری سے روایت ہی کہ مکہ معظمہ میں ایک شخص کا ورد کام گیا

اس کے والدین روتے پیٹتے حضرت کی خدمت میں آئے آپ اس پسر کے سرہانے بیٹھکر متوجہ ہوئے جب ایک ساعت گزری کہ اسکی نعش متحرک ہوئی بعد اس کے کھڑا ہو گیا ملا حسن کابلی ناقل ہیں کہ ایکبار ماہ رمضان میں شیخ معتکف تھے میں حجرہ میں گیا تو شیخ آرام کرتے تھے مزار پر جاکر پڑی تھی میرے دل میں خیال گزرا کہ اولیاء اللہ کو سونا نہ چاہیئے آپ نے نور باطن سے معلوم فرماکر فرمایا کہ ؎ سحر کرتم وصلش بخواب میدیدم ؛ زہے مراتب خوابے کہ بہ زبیداریست ؛ اس جواب سے میں منفعل ہوا اور عفو قصور چاہا شیخ محمد صدیق پشاوری کہتے ہیں کہ میں ایکبار اونٹ پر سوار جاتا تھا ناگاہ شتر بھاگا میں گرا پیر میرا رکاب میں اُلجھا رہا وہ مجھکو کھینچے لیے جاتا تھا ہر چند لوگوں نے روکا وہ نہ رکا کہ میرے دلمیں حضرت کی یاد ہوئی مینے دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور مہار اُسکی پکڑ کر استادہ کیا رکاب سے پیر میرا جدا کر کے غائب ہوئے اور ایک بار دریا پر کپڑے دھو رہا تھا کہ پیر پھسلا میں دریا میں غوطہ کھانے لگا مینے دیکھا کہ شیخ نے آکر مجھکو ڈوبنے سے بچایا اُسی طرح ایکبار غلبہ سلطان الاذکار میں مغلوب الحال ہو کر جنگل میں چلا گیا وہاں دہشت معلوم ہوئی پس جسطرف نظر پڑتی تھی صورت شیخ موجود پاتا تھا ملا پایندہ کہتے ہیں کہ ایک شیعہ نے اصحاب ثلثہ کو برا کہا مینے اُسکی چھاتی میں مکہ مارا کہ وہ مرگیا اُس کے قصاص میں حاکم نے مجھکو پکڑا اور اس کے تبرا کہنے کے گواہ چاہے چونکہ اُسوقت اور کوئی موجود نہ تھا میں گواہ نہ دے سکا آخر حاکم نے مجھکو قتل کا حکم سنایا جب میں سخت پریشان ہوا شیخ کو یاد کیا دیکھا کہ شیخ تشریف لائے اور حاکم سے فرمایا کہ شیخ بندہ سچا ہی اسکی گواہی یہ ہی کہ قبر میں مردہ کا منھ اگر قبلہ کی طرف ہو تو ملا نے ظلم کیا قابل قتل ہو اگر اُس کا منھ قبلے سے پھرا ہو تو ملا راست گو ہے ۔ حاکم نے یہ امر قبول کر کے اسکی قبر پر جاکر قبر کو کھلوایا دیکھی تو منھ اُس کا قبلہ سے پھرا ہوا تھا اور شکل بگڑ گئی تھی حاکم نے مجھکو رہا کر کے بہت اکرام کیا نقل ہی کہ آپ کا ایک مرید رحیم داد تھا اُس کا باپ مال تجارت لیکر ایک جہاز پر سوار ہو کر چلا اثناء راہ میں جہاز بھنور میں آگیا اُس نے ہزار روپے شیخ کی نذر قبولی جہاز بھنور سے نکل گیا جب ہندوستان میں آیا پانچسو روپیہ نذر کئے آپ نے فرمایا کہ بوقت تباہی جہاز کے تو نے ہزار روپیہ قبولے تھے نصف کیوں دیتا ہے وہ بہت منفعل ہوا اور پانچسو باقی ماندہ بھی پیش کئے وفات حضرت کی ۱۰۴۰ھ میں ہوئی مزار سرہند میں

ذکر حضرت سید علیم اللہ قدس سرہ

آپ خلیفہ آدم بنوری کے اور سید حسینی

اور متقی اور عالم باعمل تھے ملا عبدالحکیم سیالکوٹی سے روایت ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا ایک روپیہ مجھکو دیا مینے اسکو جیب میں ڈال لیا کئی سال وہ روپیہ میرے پاس رہا کبھی میرا کیسہ خالی نرہا جسقدر خرچ کرتا تھا اتنا ہی غیب سے اور پر ہوجاتا تھا وفات حضرت کی ۱۰۸۱ھ میں ہوئی ❊

ذکر حضرت شیخ محمد انبالوی قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شیخ آدم کے تھے صاحب کرامت ظاہری اور باطنی تھے وفات آپکی ۱۰۹۲ھ میں ہوئی

ذکر حضرت شیخ محمد شریف شاہ آبادی قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شیخ آدم کے تھے عالم باعمل و درویش بے مثل صاحب حال وقال گزرے ہیں وفات آپکی ۱۰۸۳ھ میں ہوئی ❊

ذکر حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ بن خواجہ خاوند محمود

آپ پسر و خلیفہ اپنے والد کے تھے صاحب تقویٰ پابند سنتِ نبوی نہایت صالح و عالم علوم تھے اپنے عہد کے مفتی کہ تمام علما آپ سے فتویٰ طلب کرتے تھے چنانچہ فتوۂ نقشبندیہ و کنز السعادت بعبارت آپکی تالیفات سے موجود ہیں اور اپنے والد کے حال میں رسالہ رضوانی لکھا عہد سلطنت حضرت شاہ جہاں بادشاہ میں نواب مظفر خاں صوبہ کشمیر ہوا اسکی حکومت میں شیعہ اور سُنی خوب لڑے لیکر کشت وخون کے مقدمہ روبرو قاضی ابوالقاسم و قاضی محمد عارف کے پیش ہوا اور حکام نے تنبیہ اہل شیعہ میں سستی کی کہ انکا گروہ زیادہ تھا اس میں اہل سنت کو بری ہوئی شہر سے چل کر بسرداری حضرت بھفت عیار مقام کیا اور حضرت نے صوبہ کشمیر کو سخت کلمات تحریر کر بھیجے وہ اسیوقت حاضر ہوا اور کل اہل سنت کو مناکر شہر میں لیگیا بہت سے تبرہ کہنے والوں کو قتل کیا یہ فضل اُس کا ظاہری تھا کسواسطے کہ بادشاہ سے خواجہ کی شکایت کی بادشاہ نے خواجہ کو لاہور میں رہنے کا حکم دیا حضرت نے اپنے فرزند کو اپنا صاحب سجادہ کرکے کشمیر میں بھیجا وفات حضرت کی ۱۰۸۵ھ میں ہوئی۔ مزار کشمیر میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ عبدالخالق حضوری قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شیخ آدم کے تھے خواجہ قطب جا ل سے

روایت ہے کہ میں ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر تھا میں نے عرض کیا کہ دعا کیجئے شاہزادہ اورنگ
بادشاہ ہو میں ایک دیہہ نذر خدام کروں گا یہ سنکر چند روز تامل کر کے فرمایا کہ لشکر دارا شکوہ کو شکست
ہوئی عالمگیر تخت پر بیٹھا تھوڑے دن بعد اس کا ظہور ہوا میں نے سند حضرت کو پیش کی قبول نہ فرما کر
ارشاد کیا کہ میں نے برائے خدا اسکی امداد کی نذرانہ لینا ہمارے پیروں کا طریق نہیں ہے۔ ایک روز تیل نہ تھا
خادم نے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ تیل کا برتن لا چنانچہ وہ برتن آیا آپ نے بسم اللہ پڑھکر اسمیں دم کیا وہ تیل سے
بھر گیا فرمایا کہ یہ راز کسی سے نہ کہنا چنانچہ چند سال اسی برتن میں سے خرچ ہوا بعدہ اس نے یہ کرامت
کسی سے بیان کی اسیوقت وہ برتن خالی ہو گیا وفات آپ کی ۱۰۶۶ھ میں ہوئی ؀

ذکر حضرت خواجہ داؤد مشکوتی قدس سرہٗ

آپ شاگرد خواجہ حیدر چرخی کے تھے اور مشکوۃ شریف حفظ تھی بعد حصول علم ظاہری کے بابا نصیب الدین سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کر کے اسرار الابرار حالات مشائخ میں بزبان عربی و فارسی تالیف کی بعدہ خواجہ خاوند محمود نقشبندی کے مرید ہوئے اور ۱۰۹۷ھ میں وفات پائی۔ مزار کشمیر میں محلہ کندر پور متصل عیدگاہ کے ہے۔

ذکر حضرت شیخ محمد امین کشمیری قدس سرہٗ

آپ مرید سید عبد الوہاب کے وہ خلیفہ شیخ عثمان جالندھری کے تھے۔ بعد عطائے خرقہ نقشبندیہ کشمیر میں آکر مقیم ہوئے ہزاروں مرید ہوئے جب عمر شریف ستر سے زیادہ ہوئی ۱۱ رمضان ۱۰۹۰ھ میں وفات پائی مزار کشمیر میں ہے مصرعہ تاریخ
عرش بود مسکن روح الامین ۔

حضرت شیخ یوسف الدین قدس سرہٗ

آپ فرزند محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندی عالم علوم ظاہری و باطنی اور بسبب اتباع سنت کے محی السنت مشہور ہوئے جو فاسق فاجر کا فر آپکے روبرو آتا
تائب ہوتا اہل دول کے گھر کا کچھ نہ کھاتے تھے انسے بہت پرہیز رکھتے تھے ہر وقت منتظر انہ
بیٹھے رہتے تھے اگر کوئی آپکے روبرو واللہ کہتا اسیوقت بیہوش ہوجاتے تھے آپسے بہت
سی کرامتیں بے اختیار صادر ہوئی ہیں ایک شب برائے ادائے نماز تہجد اٹھے حجرہ کی چھت پر

جلنے ہی بانسلی کی آواز آئی بیقرار ہو کر نیچے گر پڑے ہاتھ میں بہت ضرب آئی فرمانے لگے کہ مردمان مجھکو بسبب ترک سماع کے بیدرد کہتے ہیں مگر یے ور دوم ہیں کہ سنکر صبر کرتے ہیں ایکبار آپ کا ایک مرید مجلس سماع میں شامل تھا اسکو حالت ہوئی اُس نے ضبط کیا کہ اُس کا قلب پھٹ گیا اور وہ مر گیا آپ نے اُسکی کیفیت سنکر فرمایا کہ سماع مہلک دردمنداں ہے اسوجہ سے علمانے سماع کو حرام فرمایا ہے آپکے مریدوں سے ایک نے تقلیل غذا کی آپنے اسکو منع فرماکر ارشاد کیا کہ اس طریقہ میں حاجت تقلیل غذا کی نہیں ہمارے پیروں کے ہاں قوتِ قلبی اور صحبت شیخ اور ثمرہ مجاہدات شاقہ کا خرق عادت اور تصرفات ہے ہمارا کام ہمیشہ باتباع سنت ذکر توجہ الی اللہ کثرت انوار و برکات ہے وفات آپکی ۱۰۹۸ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ سعدی مجددی لاہوری قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ آدم کے تھے

اہر خوردسالی سے شیخ آدم کی خدمت میں رہے شیخ محمد عمر پشاوری کہ آپکے خلیفہ تھے اُنہوں نے کتاب جواہر الاسرار آپکے کوائف عمری میں لکھی شرف الدین نے روضۃ السلام میں بھی آپ کی بہت کچھ تعریف لکھی ہے آپ ولی مادرزاد تھے خوردسالی میں جو مشکل پیش آتی وہ بوسیلہ حضرت سید انام حل ہوتی تھی آپکی توجہ سے آسیب بھاگ جاتے تھے جس بزرگ کی طرف توجہ کرتے اُسکی روحانیت سے فیض حاصل ہوتا آپکی سات برس کی عمر تھی ایک روز اپنے دیہہ کے باہر چاہ پر وضو کر رہے تھے کہ حاجی سعد اللہ وزیرآبادی بنور کو جاتے تھے انکو دیکھکر کہنے لگے کہ یہ بچہ کیا احتیاط سے وضو کر رہا ہے وہ تو وہاں سے پانی پیکر چل دیے اُنہوں نے اُنکے ہمراہیوں سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں اُسنے کہا حاجی سعد اللہ ہیں بنور اپنے پیر کے پاس جاتے ہیں یہ بھی اُٹھکر اُن کے ہمراہ ہولیے راستہ میں کسی سے کچھ کلام نہ کیا جب حاجی صاحب خدمت مرشد میں پہونچے اُنہوں نے ہر ایک درویش کو جدا جدا پوچھا جب اُنکی نوبت آئی تو حاجی جی نے عرض کیا کہ یہ لڑکا جی میرے ہمراہ آیا ہے مگر عجیب احوال ہے شیخ نے فرمایا کہ مت کہو کہ میرے ہمراہ آیا ہے بلکہ یوں کہو کہ میں اس کے ہمراہ آیا ہوں یہ سعادت مند مقبولِ بارگاہ الٰہی ہے اگر تمہاری بخشش ہوگی تو اسی لڑکے کا سبب جاننا پھر شیخ نے اُنسے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اُنہوں نے کہا کہ سعدی شیخ نے فرمایا کہ در دارین سعدی اور بہت مہربانی فرماکر اپنے

گھر میں لے گئے اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ یہ خورد سال ولی میرے پاس آیا ہو رسول خدا اسپر بہت مہربان ہیں بعدہ یہ فرما کر کسی خدمت پر مامور فرمایا۔ تاریخ بدخشی سے نقل ہے کہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ میں ہمراہ مرشد سہارنپور میں مقیم ہوا شب کو خواب میں دیکھا کہ شہر پر نور برس رہا ہو اور ایک عفت مآب کہ اولاد انبیا علیہ السلام سے تھیں میرے پاس آکر فرمایا کہ تجھکو حضرت قرۃ العین رسولِ آخر الزمان طلب فرماتے ہیں میں انکے ہمراہ ایک مسجد نورانی میں گیا دیکھا کہ تمام انبیا کی مستورات استادہ ہیں اور حضرت بی بی سیدۃ النسا انکی امام ہیں میریطرف دیکھہ کر فرمایا کہ ای پسر میں اپنی طرفسے تجھکو تحفہ اسم اعظم دیتی ہوں سیں مجھکو اسم اعظم بتا کر اور ہمراہیوں سمیت ہوا پر پرواز کی اور آنکھہ سے غائب ہوئیں روایت ہو کہ حرمین شریفین جاتے وقت جب شیخ آدم جہاز پر سوار تھے یکایک جہاز طوفان میں آگیا اہل جہاز آپ سے مستدعی ہوے آپ نے دعا کی جہاز بلا سے نکلا جب مکہ میں پہونچے میر منصور نے تباہی کا ذکر کیا شیخ آدم نے فرمایا کہ وہ برکت سعدی کی تھی۔ شیخ محمد امین بدخشی فرماتے ہیں مجھکو شیخ نے پہلے روانہ طرف مدینہ کے کردیا تھا راستہ میں مجھکو حاجت غسل کی ہوئی ایک چشمہ میں نہایا موسم سردی کا تھا مجھکو جاڑا چڑھ آیا کہ اس چشمہ میں سے ایک مرد نکلا اور مجھکو گرم گرم حلوا کھلایا میں اچھا ہو کر راہی ہوا۔ مولانا محمد یحیی زنگی سے روایت ہو کہ جب خبر انتقال شیخ آدم کی پہونچی آپ لاہور میں مقیم ہو کر ہدایت خلق میں مصروف ہوئے وفات حضرت کی چہارشنبہ ۳ ربیع الثانی ۱۱۰۸ھ میں ہوئی مزار متصل لاہور کی پیر عزیز فرنگ مشہور ہو خلیفہ آپ کے ہیں خواجہ محمد سلیم و محمد غنی و خواجہ محمد یوسف خواجہ محمد عارف۔

ذکر حضرت مولانا حاجی محمد اسمٰعیل غوری نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شیخ سعدی لاہوری کے اور مولانا یار محمد گل جہاری کہ خلیفہ شیخ آدم کے تھے انسے بھی فیض حاصل کیا تھا پہلے کسب حلال سے پشاور میں ایام گزاری کرتے تھے اور بہت سیاحت کی زیارت حرمین سے مشرف ہوئے اور دیگر مشائخ سے فائدہ اٹھائے بعدہ لاہور میں آکر شیخ سعدی کے مرید ہوے صاحب خوارق و کرامات محبت خاں کی مسجد میں جب مراقبہ فرماتے تھے مسجد ہلجایا کرتی تھی قدیم سے محراب اس مسجد کی ذرا قبلہ سے پھری ہوئی تھی آپ کی توجہ سے سیدھی ہوگئی وفات آپکی ۵ جمادی الآخر ۱۱۳۸ھ میں ہوئی۔ مزار پشاور میں ہے۔

ذکر مخدوم حافظ عبد الغفور پشاوری مجددی قدس سرہ

آپ خلیفہ حاجی اسمٰعیل کے تھے اور شیخ سعدی لاہوری سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ نہایت فروتنی اور نفس کشی رکھتے تھے، ولی مادر زاد تھے۔ لڑکپن میں مزار بابا عبد الکریم پر جاکر نفل پڑھتے۔ بعد ہر رکعت کے ایک پیسہ زیر قدم پاتے۔ وہ اپنے ہمجولیوں میں تقسیم فرماتے۔ اور روحانیت سید علی ہمدانی سے بھی فیض اٹھایا۔ اور شیخ سعدی سے سلسلہ قادریہ و چشتیہ نقشبندیہ و سہروردیہ میں صاحب اجازت تھے۔ کتاب روضۃ السلام کے دیکھنے سے حضرت کے کمالات بخوبی ظاہر ہو سکتے ہیں اور سید محمد غوث گیلانی نے بھی آپکے کوائف لکھے ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۴ر شعبان ۱۱۱۶ھ میں ہوئی۔

ذکر خواجہ حافظ احمد یسوی قدس سرہ

آپ مظہر خوارق و کرامات و مورد انوار تجلیات اور خلوت گزیں تھے۔ اپنے وطن ترکستان سے جاکر سیر کرتے ہوئے وارد کشمیر ہوکر حضرت ملا شاہ کی خانقاہ میں کئی برس رہے۔ آخر خواجہ نظام الدین نبیرہ خواجہ خاوند محمود نقشبندی ان کو شہر میں لائے اور اپنے فرزندان کو مرید کرایا۔ یہ حضرت بھی اپنے عہد میں شیخ کشمیر گذرے ہیں اور ۱۱۱۹ھ میں بمقام کشمیر انتقال کیا۔

ذکر حضرت شیخ محمد مراد کشمیری قدس سرہ

آپ فرزند ملا محمد طاہر مفتی اور مرید شیخ عبد الاحد سرہندی کے تھے۔ چندے دہلی اور سرہند میں رہے ہیں اور تہجد کے وقت ہزار رکعت روز پڑھتے تھے، نہایت صالح اور بابرکت گذرے ہیں۔ بعمر ۷۵ سال ۱۰ر رجب ۱۱۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکے مرید خواجہ محمد اعظم کی تصنیفات سے رسالہ فیض مراد اور تواریخ اعظمی ہیں۔

ذکر حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہ

آپ مرید شیخ سیف الدین بن محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندی کے عالم متبحر صاحب تقویٰ کرامت نما اور اہل نیاب مستغرق جس پر مہربانی سے نظر کرتے وہ طالب حق ہو جاتا تھا۔ وفات حضرت کی ۱۱ر ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت خواجہ محمد صدیق مجددی قدس سرہ

یہ حضرت پسر و خلیفہ شیخ محمد معصوم سرہندی کے تھے۔ یہ بھی اپنے والد سے کم نہ تھے۔ وفات آپکی ۱۱۳۶ھ میں ہوئی مزار سرہند میں ہے۔

ذکر حضرت خواجہ عبداللہ بلخی مجددی قدس سرہٗ

آپ مرید شیخ عبداللہ محمود کے تھے اپنے وطن سے چلکر کشمیر آکر قبولیت عظیم پائی اور بہت بڑے سیاح تھے۔ خواجہ محمد اعظم و خواجہ بابا نورو خواجہ بہار الدین۔ ان صاحبوں نے بھی آپ سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ وفات آپکی سنہ ۱۱۲۹ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت خواجہ عبداللہ بخاری فاروقی مجددی قدس سرہٗ

آپ اولاد سے شیخ نجم الدین کبریٰ کے تھے۔ پہلے مرید جدی سلسلہ میں تھے بعدہٗ سیاحی کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں آئے، اور شیخ احمد مکی کہ خلیفہ شیخ محمد معصوم سرہندی کے تھے اُنکے مرید ہو کر کار بہ تکمیل پہنچا کر کشمیر میں تشریف لاکر مقیم ہوئے۔ خلق کثیر حلقہ ارادت میں آئی اور سنہ ۱۱۴۱ھ میں وفات پائی۔

ذکر حضرت شیخ عبدالاحد بن شیخ احمد سعید بن شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

آپ خلیفہ اپنے پدر کے اور صاحب سلسلہ مجددیہ کرامت و خوارق گذرے ہیں وفات آپکی سنہ ۱۱۴۳ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ محمد فرخ قدس سرہٗ

کہ بزرگان حضرت شیخ احمد سرہندی سے تھے صاحب تقویٰ ماہر علوم ظاہری و باطنی اور مجیب الدعوات تھے وفات حضرت کی سنہ ۱۱۴[illegible]ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت حاجی محمد افضل قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شیخ محمد معصوم اپنے پدر کے عالم بے بدل صوفی بے مثل تھے بارہ برس والد سے تعلیم پائی پھر بارہ برس شیخ عبدالاحد کی خدمت میں رہکر فیضان حاصل کئے، بعدہٗ زیارت حرمین سے مشرف ہو کر اپنا کتب خانہ وقف فرمایا اور خود یاد مولیٰ میں مشغول ہوئے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حدیث آپ ہی سے صحیح کی۔ آخر سنہ ۱۱۴۶ھ میں انتقال فرمایا۔

ذکر حضرت حافظ محمد محسن نقشبندی قدس سرہٗ

آپ اولاد سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اور مرید شیخ محمد معصوم سرہندی کے کمالات ظاہری اور باطنی سے آراستہ و پیراستہ طریقہ مجددیہ میں کامل و مکمل گذرے ہیں، آپکے کمالات کتاب مرزا مظہر جانجاناں سے بخوبی معلوم ہو سکتے ہیں۔ وفات آپکی سنہ ۱۱۴۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید محمد محرم علی نقشبندی لاہوری قدس سرہٗ

آپ اعظم اولیائے ہند سے گذرے ہیں پابند سنت صاحب ذوق و شوق قطب وقت

شیخ عہد گذرے ہیں۔ کمالات آپکے ظاہر ہیں کہ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلوی نے آپسے ملاقات کر کے آپکے فقر اور کمال کی تعریف کی سن وفات نہیں ملا۔

ذکر حضرت نواب مکرم خان مجددی قدس سرہ

آپ امرائے عالمگیری سے تھے ترک امارت کر کے شیخ محمد معصوم سرہندی کے مرید ہوئے ایک روز بادشاہ نے پوچھا کہ تیری عمر کس قدر ہے کہا کہ چار سال بادشاہ نے تبسم کر کے فرمایا کہ کیونکر جواب دیا کہ جو دن آپکی خدمت میں گذرے اکارت گئے جو چار برس پیر کی خدمت میں گذرے یہ اصلی تھے۔ ایک یہ کہ دسترخوان آپکا کشادہ اور پر تکلف تھا۔ جو شریک طعام ہوتا تھا۔ نور باطن سے اس کا سینہ منور ہو جاتا تھا۔ لکھا کہ جب آپکا سنہ ۱۱۱۳ھ میں انتقال ہوا اور قبر میں کہا آپنے چشم کھولکر فرمایا کہ وہ کلاہ جو خواجہ احرار کے سر کی ہے اور مجھکو میرے پیر سے پہنچی ہے میرے سر پر رکھو کہ میرا فخر ہے۔ آخر خادم نے کلاہ لاکر سر پر رکھی آپنے آنکھیں بند کرلیں عمر آپکی ایک سو جس برس کی تھی۔

ذکر حضرت شیخ محمد فاضل بٹیالوی قدس سرہ

آپ ماہر اسرار شریعت واقف انوار طریقت صاحب حال و قال صاحب سلسلہ مقتدائے اولیا کہ مرید شیخ محمد افضل کلانوری کے وہ مرید شیخ ابو محمد لاہوری کے وہ مرید شیخ محمد طاہر قادری کے وہ مرید شاہ سکندر کیتھلی کے وہ مرید شیخ احمد سرہندی کے تھے کمالات آپکے تذکرہ آدمیہ و روضۃ السلام سے دریافت ہو سکتے ہیں وفات حضرت کی ۱۳ ذی الحجہ سنہ ۱۱۵۱ھ میں ہوئی مزار بٹیالہ میں ہے۔

ذکر خواجہ حافظ سعد اللہ قدس سرہ

آپ مرید شیخ محمد صدیق بن شیخ محمد معصوم سرہندی کے تھے۔ صاحب مقامات عالی فقر اور قناعت میں شہرہ آفاق مرزا مظہر جان جاناں کی تالیفات سے آپکے کمالات ظاہر ہیں، ۱۱ شوال سنہ ۱۱۵۲ھ میں وفات پائی دہلی میں بیرون دروازہ اجمیری آپکا مزار ہے۔

ذکر حضرت شیخ محمد زبیر قدس سرہ

آپ مرید شیخ محب اللہ نقشبندی کے صاحب تقویٰ کہ ذکر نفی اثبات بہت کرتے تھے، مرید شاہ گلشن کے صاحب راز و نیاز کہ امرائے دہلی سے تھے اور سنہ ۱۱۵۲ھ میں وفات پاکر دہلی میں دفن ہوئے، بعدہ آپکا تابوت سرہند میں لاکر دفن کیا گیا۔

ذکر خواجہ شاہ گلشن قدس سرہٗ

آپ مرید خواجہ عبدالاحد مجددی کے تھے، جامع کمالات و منبع الحسنات صاحب تقویٰ ترک تجرید میں شہرہ آفاق تارک الذات جامع مسجد دہلی میں رہتے تھے۔ بارہ ماہ حوض مسجد کا پانی پیتے۔ ترکاریوں کے چھلکے یا خشک پتے کھاتے تھے، اور صاحب کشف و کرامت گذرے ہیں وفات حضرت کی سنہ ۱۱۵۳ھ میں ہوئی مزار دہلی میں ہے

ذکر حضرت شیخ عبدالرشید مجددی بن شیخ محمد مراد کشمیری مجددی قدس سرہٗ

آپ مرید اپنے پدر کے تھے اور چندروز سرہند میں شیخ عبدالاحد کی خدمت میں رہے، جب شیخ دہلی میں آئے آپ بھی انکی تا حیات دہلی میں رہے، بعدہٗ انکی نعش کے ہمراہ سرہند میں آئے پھر حج کیا وہاں سے دہلی آکر شب ۲۷ رجب سنہ ۱۱۵۵ھ میں انتقال فرمایا نہایت پیر پرست تھے۔

ذکر حضرت خواجہ نورالدین محمد آفتاب کشمیری بن خواجہ نظام الدین قدس سرہٗ

آپ اولاد سے خواجہ خاوند محمود کی تھے۔ اور تربیت یافتہ خواجہ احمد لبوی کے تھے نہایت مرجع خلائق گذرے ہیں۔ وفات آپکی ۶ شعبان سنہ ۱۱۵۶ھ میں ہوئی۔

ذکر حافظ محمد عابد قدس سرہٗ

آپ مرید شیخ عبدالاحد کے تھے۔ نہایت عابد اور زاہد صاحب تقویٰ جمعہ کو آپکے پاس بہت لوگ آکر مستفیض ہوتے تھے اور صاحب کشف و کرامات گذرے ہیں، وفات حضرت کی ۸ رمضان سنہ ۱۱۶۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت حاجی محمد سعید لاہوری قدس سرہٗ

آپ سلسلہ قادریہ میں مرید سید محمود بن سید علی ساکن مدینہ کے کہ سلسلہ شاہ محمد غوث گوالیاری سے تھے، اور سلسلہ مجددیہ میں مرید حافظ سعد اللہ کے تھے صاحب کرامات مستجاب الدعوات ایسے کہ احمد شاہ ابدالی نے لاہور لوٹا، مگر الٰہی محلہ و عبداللہ داری کو جہاں آپکا قیام تھا کچھ کھٹکا نہ ہوا کر اسلئے آپکی لاہور میں شہرت ہے، آپنے دو حج کئے تھے۔ وفات حضرت کی بعمر ایک سو دس سال سنہ ۱۱۶۶ھ میں ہوئی۔ مزار لاہور میں، خلیفہ آپکے شیخ عبدالرحیم تولے ہیں آپکے و سید فضل علی۔

ذکر حضرت خواجہ عبدالسلام کشمیری قدس سرہٗ

آپ مرید حافظ عبدالغفور پشاوری کے

کہ قطب عہد اور شیخ وقت مقتدائے مشائخین کشمیر گذرے ہیں۔ صاحب حال و قال و خوارق و کرامت جو کوئی حاجت لاتا بامراد جاتا جو دعا کرتے مستجاب ہوتی، شیخ شرف الدین کشمیری کہ آپ کے مرید تھے انہوں نے اپنی کتاب روضۃ السلام میں آپ کے کمالات شرح وار لکھے ہیں اور بہت سی کرامتیں زبان زد اہل کشمیر ہیں وفات حضرت کی ۱۸ر شوال ۱۰۶۲ھ میں ہوئی۔ مزار کشمیر میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ محمد صادق قلندر کشمیری

آپ امرائے کشمیر سے تھے۔ ترک دنیا کر کے خواجہ بنرنگ فرزند خواجہ باقی باللہ کے مرید ہو کر مست جام وحدت ہو کر قیود ذات ظاہری سے قدم باہر رکھا۔ جو ہوشیار آپ کی خدمت میں جاتا مست و مدہوش ہو کر علانیہ کلمہ ہمہ اوست کہنے لگتا۔ آخر علمائے کشمیر نے حضرت عالمگیر کو ان کے حال سے مطلع کیا۔ آخر حضرت شاہ صادق گرفتار ہو کر حضور بادشاہ گئے بادشاہ نے سبب دیوانگی دریافت کیا۔ اس کے جواب میں چند اشعار مستانہ وار پڑھے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو رہا کیا جائے، کہ یہ معذور ہے وفات حضرت کی ۱۱۰۷ھ میں ہوئی۔ مزار موضع لار علاقہ کشمیر میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ محمد رضا الہامی قدس سرہ

آپ ولادت سے خواجہ احرار کی طریقہ نقشبندیہ روحانیت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی سے اور قادریہ روحانیت غوث پاک سے اور نیز روحانیت حضرت صدیق اکبر سے بھی تربیت پائی صاحب کشف و کرامت باعظمت گذرے ہیں وفات آپ کی ۱۱۰۹ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت خواجہ محمد اعظم دومری قدس سرہ

یہ حضرت فاضل روزگار درویش کامگار کہ مرید شیخ محمد مراد مجددی کے تھے کہ تاریخ دومری احوال بادشاہان و مشائخین و فضلاء و شعرائے کشمیر میں احسن طور پر لکھے ہیں اور سیر و سلوک میں مقامات فقر و بعض مراد آپکی تالیفات سے ہیں، وفات آپکی ۱۱۸۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت خواجہ کمال الدین بن خواجہ نور الدین قدس سرہ

حضرت صاحب شریعت و طریقت اور مرید اپنے والد کے تھے ۱۱۸۰ھ میں اہل شیعہ نے آپکو شہید کیا۔

ذکر حضرت شاہ شمس الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ

آپ یادات عظام

علوی سے تھے۔ سلسلہ نسبی حضرت کا محمد حنیف بن علی مرتضیٰ سے ملتا ہے، اور امیر عبد السبحان آپ کے جد امجد تھے اور وہ مرید خاندان چشتیہ کے تھے اور بی بی انکی اسد خاں وزیر کی دختر تھیں اور مرید شاہ عبد الرحمن قادری کے دونوں بزرگوار ترک دنیا کرکے ریاضت اور عبادت الٰہی میں مصروف ہوئے۔ لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۵ برس کی عمر میں علوم ظاہری سے الفراغ حاصل کیا، جب سولہ برس کے ہوئے یتیم ہوگئے بعدہ بخدمت سید نور محمد بداونی مجددی سے بیعت ظاہری کی، کسواسطے کہ آپ کی مادر زاد اور روحانیت حضرت خواجہ باقی باللہ و خواجہ بہار الدین نقشبندی سے پہلے ہی تعلیم پاچکے تھے اور حاجی محمد افضل و حافظ سعد اللہ و محمد عابد صاحبان سے فیضان کامل حاصل کئے پہلے حویلی آبائی حضرت کی زیر جامع مسجد روبرو دوکان لالہ بہڑ بھونجہ کے تھی، اب ایمیں ہندوں کا ایک محلہ آباد ہے، خدا کی قدرت ہے آپ بہت نازک مزاج اور مجاہد باللہ عالم علم شریعت و طریقت و حقیقت معرفت تھے، نقل ہے کہ خیاط کلاہ تیار کرکے لایا آپ نے سر مبارک پر رکھی تھا درد سر شروع ہوگیا، حاضرین نے سبب دریافت کیا، فرمایا کہ ظاہرا کوئی سبب نہیں معلوم ہوتا، حاضرین نے پھر عرض کیا کلاہ اتار دیجئے کہ سر مبارک کو ہوا لگے۔ چنانچہ کلاہ اتارتے ہی درد رفع ہوا۔ دیکھا تو کلاہ میں بخیہ ٹیڑھا کیا ہوا تھا،

نقل ہے کہ آپ ایک روز ہمراہ یاران جنگل میں چلے جاتے تھے، یکایک بارش ہونے لگی، آپ نے دعا کی کہ الٰہی میرے یار نہ بھیگیں، چنانچہ پانی برسا اور حضرت معہ یاروں کے خانقاہ تک خشک آئے۔

حضرت غلام علی شاہ سے نقل ہے کہ میں حاضر خدمت تھا، ایک بوڑھا آیا اور بے ادبی سے کہنے لگا کہ میں آج دیکھنے آیا ہوں کہ جان جاناں کا طنطنہ رحمانی ہے یا شیطانی حضرت کو یہ کلام ناگوار خاطر گذرا اسکو تیز نظر سے دیکھا اسیوقت وہ زمین پر گر پڑا۔ اور مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگا۔ آخر بآواز بلند کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں، حضرت نے انگشت دست حق پرست اس کے سر پر رکھا فوراً اچھا ہوگیا۔

نقل ہے کہ دو تھان زربفت کے والی اودھ نے بنارس میں عمدہ تیار کرا کر بحضور حضرت عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ پیشکش کے بھیجے ورنہ ایک تھان میں سے کلاہ ہائے درویشانہ ہر قسم کی تیار کرا کر فقرا کو بھجوادیں اور ثابت ایک تھان مرزا صاحب کے پاس بھیجا امرائے شیعہ کو ناگوار گذرا اور اپنے علماء کو خبر دی کہ اسطرح کا ایک تھان بیش قیمت بادشاہ نے مرزا جان جاناں کو دیا ضرور وہ اسکو برائے خوشنودی بادشاہ زیب تن کرینگے، اس وقت گرفت کا موقع ملیگا، ادھر جب وہ تھان آیا آپ اسی کو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔

اور خیاط کو طلب فرماکر قبا بنانیکا حکم دیا اس نے قبا کتر ہی مگر پردہ لینا بھول گیا۔ جب کتر چکا عرض کیا
کہ حضرت مجھ سے بڑا قصور ہوا، آپنے فرمایا کہ کیا اس نے عرض کیا کہ پردہ نہیں ہے، فرمایا کہ بازار سے منگالو
جس قدر ضرورت ہو، الغرض تمام شاہجہان آباد میں دریافت کیا اُس شکل کا زربفت نہ ملا، آپنے فرمایا کہ
زربفت اس کے خلاف دوسری قسم کا لگایا تو وہ چغلی کھائیگا، کیوں بیفائدہ پیسہ خرچا فرش کے ٹاٹ میں سے
پردہ کاٹ کر لگادے۔ چنانچہ اُسی جمعہ کو بعد نماز جمعہ جو وعظ کہنے بیٹھے تو قبائے زربفتی زیب تن تھی، پردہ اُسمیں
پرانے ٹاٹ کا تھا معاندان یہ کیفیت دیکھکر نہایت شرمندہ ہوئے۔ نقل ہے کہ محمد قاسم مرید آپکا عظیم آباد گیا
ہوا تھا۔ ایک روز اُس کا برادر آیا، اور عرض کی کہ سُنا جاتا ہے محمد قاسم عظیم آباد میں قید ہے اسکی رہائی
کے واسطے دعا کیجئے، آپنے تھوڑی دیر سکوت کرکے فرمایا کہ دلالوں سے کچھ تکرار ہوگئی تھی اور سب طرح خیریت
ہے۔ کل تمہارے پاس خط آجائیگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہتے ہیں کہ نواب مصطفی خاں کی زوجہ آپکی مرید تھیں ہر روز حاضر نہ ہوسکتی تھیں
صرف مراقبہ کرکے حضرت کا تصور کرکے توجہ لیتیں، مگر آدمی کے ہاتھ روز کیفیت کہلا بھیجا کرتی تھیں کہ آپ
مجھکو توجہ دیں، ایک روز بے اذن بیگم نواب کے خادم نے عرض کیا کہ بی بی صاحبہ منتظر استفادہ کی ہیں۔
آپنے فرمایا کہ بی بی ابھی متوجہ نہیں ہوئیں تو اپنی طرف سے کہتا ہے۔ خادم شرمندہ ہوا اور عذر تقصیر چاہا
ایک روز ایک منکر حالات اولیا آپ کے ہمراہ قبرستان میں گذرا اور عرض کیا کہ یہ قبر میرے دوست کی ہے۔ اس کا
حال تو دریافت کیجئے۔ آپنے اس طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ قبر عورت کی ہے۔ تیرے دوست کی نہیں ہے۔
تو خلاف کہتا ہے یہ کرامت دیکھکر وہ قدمبوس ہوا اور عرض کیا کہ برائے امتحان عرض کیا تھا معاف فرمایئے
آخر مرید ہوا۔ نقل ہے کہ آپکی حویلی کے سامنے باہر بھونجہ کی دوکان تھی، اول وقت جب آپ برائے نماز صبح
جامع مسجد میں تشریف لیجاتے اُس کو جگاکر اُسکی چارپائی سیدھی کراتے، ایک روز اس نے عرض کیا کہ تمام
دن آدھی رات تک مزدوری کرکے سوتے ہیں تھوڑی دیر بعد آپ جگا دیتے ہیں، آپنے فرمایا کہ ٹیڑھی چارپائی
دیکھکر دل تنگ ہوتا ہے اُس نے عرض کیا کہ نیند کے غلبہ میں مجکو اوسان چارپائی سیدھی کرنیکا ہوتا ہے
جیسی بچھی ہوئی ہوئی اُسیپر پڑ رہتا ہوں، آپنے فرمایا کہ آج سے بس تیری چارپائی بچھا جایا کریگا، چنانچہ اس روز
سے ہمیشہ خود اسکی چارپائی بچھا جایا کرتے تھے۔ نواب عسکری خان کے والد آپکے مرید تھے ایک روز بعد
مراقبہ کے انہوں نے حضرت کا دامن پکڑا اور کہا کہ جبتک میری دختر کو فرزند عطا کیجیگا دامن نہ چھوڑونگا۔
آپنے تھوڑے تامل کرکے فرمایا کہ تسلی رکھو اس کے بیٹا ہوگا۔ چنانچہ بعد نو ماہ کے اُس کے گھر فرزند پیدا ہوا

اور اکثر حضرت فرمایا کرتے تھے کہ انعام الہٰی سے مرادہائے دینی و دنیوی صوری و معنوی حاصل ہوئیں مگر شہادت ظاہری کہ قرب الہٰی میں استحکام مرتبہ زیادہ ہے باقی ہے اللہ تعالیٰ۔ کوئی سبب پیدا کرے کہ یہ مراد بھی ملے جب دن ایام شہادت نزدیک پہنچے تمام دوستوں اور مریدوں کو خطوط بمضمون الوداعی لکھے اور حاضرین مریدوں سے فرمایا کہ سفر آخرت میرا نزدیک ہے تم صبر کرنا ہمت کو کام فرمانا۔ آخر شب چہارشنبہ ہفتم محرم ۱۱۹۵ھ میں بعد نصف شب کے تین مردود آئے اور در خانقاہ والاجاہ پر دستک دی۔ خادم نے عرض کی کہ تین شخص برائے زیارت حاضر ہیں۔ آپنے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ بلالو اُن میں سے تین اندر آئے۔ ایکنے پوچھا کہ مرزا جان جاناں کونسے ہیں۔ وہ نے کہا کہ یہی ہیں اس بدکردار نابکار نے پستول مارا کہ گولی پہلوئے چپ پر لگی عین قلب پر بیٹھی۔ آپ بسبب ضعف پیری کے زمین پر گرے اور قاتل بھاگے۔ آخر جراح حاضر ہوا۔ صبح کو جراحان شاہی نامی گرامی اور ایک ڈاکٹر کو دیکر نواب نجف خاں آیا حضرت نے ارشاد کیا کہ شفا قبضہ قدرت خداوند تعالیٰ میں ہے۔ جراح کی کچھ حاجت نہیں اور جنہوں نے یہ کام کیا ہے میں نے اُن کو معاف فرمایا اور اپنا خون بخشا پس تین روز اور حیات رہے اور بعد نماز جمعہ دونو ہاتھ اُٹھا کر فاتحہ پڑھی اور الحمد کہتے ہوئے بوقت شام جان بحق تسلیم کی۔ یعنی شہادت حضرت کی نویں محرم ۱۱۹۵ھ میں ہوئی مادہ تاریخ یہ ہے۔ عاش حمید امات سعیدا اور تاریخ پیدائش صاحب قسرع ۱۱۱۱ھ ہے۔ کہتے ہیں کہ وعظ حضرت کا بالکل بے ریا اور پاک تھا شیعہ آپ سے بہت عداوت رکھتے تھے۔ یہ فعل انہیں کا تھا۔ آپکے مرید بہت سے باکمال گذرے ہیں اور تا حال آپکے سلسلہ میں کرامت اور ولایت چلی آتی ہے۔

ذکر حضرت مولوی احمد اللہ مجددی مظہری قدس سرہ

آپ فرزند مولوی ثناء اللہ پانی پتی کے اور اولاد شیخ جلال کبیر الاولیا پانی پتی کے اور خلیفہ مرزا جان جاناں کے تھے علوم ظاہری اپنے والد سے حاصل کئے بعدہ مرزا صاحب کے مرید ہوکر کار درویشی بتکمیل پہنچا کر تیس برس کی عمر میں ۱۲۹۰ھ میں انتقال فرمایا مزار پانی پت میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ محمد احسان قدس سرہ

آپ خلیفہ مرزا جان جاناں کے اولاد سے شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے نہایت عالی ہمت اور شجاع اور مستجاب الدعوات تھے۔ وفات آپکی ۱۲۰۶ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت مولوی نعیم اللہ گنگوہی رحمہ

آپ مرید عاشق مرزا جان جاناں کے تھے صاحب تکرو

ذوق و شوق ہمیشہ اہل محبت کا ذکر کیا کرتے اور عاشقان الٰہی کے ذکر پر بہت روتے وفات آپکی سنہ ۱۲۱۱ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت مولوی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ

آپ اولاد سے کبیر الاولیا پانی پتی کی اور مرید مرزا جان جاناں کے عالم متبحر ممتاز وقت شیخ عہد کہ فقہ اور اصول میں مرتبہ اجتہاد پایا تہا۔ چندروز علم تصوف کی تحقیق کر کے شیخ محمد عابد نقشبندی کے مرید ہوئے اور مرتبہ فنائے قلبی حاصل کیا۔ بعدہ بحسب امر مرشد خود مرزا جان جاناں کے مرید ہوکر کار تکمیل پہنچایا اور مرزا صاحب نے علم الہدیٰ خطاب پایا اور روحانیت اپنے جد سے بھی فیضان حاصل کیا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے آپکے حق میں فرمایا کہ اگر خداوند تعالیٰ مجھ سے پوچھیگا کہ کیا تحفہ لایا تو عرض کرونگا مولوی ثناء اللہ پانی پتی کو لایا ہوں صاحب تصانیف کثیرہ و اقوال صحیحہ ہوئے ہیں اور صاحب سلسلہ وفات حضرت کی سنہ ۱۲۱۶ھ میں ہوئی مزار پانی پت میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ درگاہی قدس سرہٗ

آپ مرید سلسلہ محمد زبیر کے تہے ہمیشہ استغراق رہتا تہا اور توجہ ایسی تیز تھی کہ نظر پڑتے ہی ہزاروں بیہوش ہو جاتے تھے آپ ولی مادرزاد تھے۔ ہزاروں کرامتیں آپ سے ظاہر ہوئیں اور غیب کی خبر دیتے تھے خیر و شر سے جو فرماتے معاً اسکا ظہور ہوتا۔ وفات آپکی سنہ ۱۲۲۶ھ میں ہوئی مزار رامپور میں ہے۔

ذکر حضرت مولوی صفی الدین صفی القدر قدس سرہ

آپ اولاد سے خواجہ محمد معصوم سرہندی کے کمالات ظاہری اور باطنی میں قدم بہ قدم اپنے جد کے شب و روز عبادت میں مصروف رہتے، یہانتک کہ نواب نصرت اللہ خاں حاکم رامپور کی دستگیری انکی وفات آپکی سنہ ۱۲۳۶ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شاہ عبد اللہ غلام علی شاہ دہلوی قدس سرہ

آپ خلیفہ اعظم و صاحب سجادہ مرزا جان جاناں کے تھے کہتے ہیں کہ آپکے والد سید عبد اللطیف مرید شاہ ناصر الدین قادری کے تھے بہت بڑے عابد اور زاہد اور بجائے طعام بقولات پر اکتفا کرتے تھے۔ اکثر جنگل میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے قبل از ولادت سید غلام علی شاہ انکے والد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں۔ عبد اللطیف اللہ تجھکو پسر عطا کریگا۔ اس کا نام میرے نام پر رکھنا بعدہ انہیں دنوں میں حضرت غوث پاک کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اپنے پسر کا نام میرے نام پر رکھنا پس قصبہ بٹالہ میں جب آپ تولد ہوئے آپکی والدہ نے نام نامی عبد القادر

اور آپ کے چچا عبد اللہ کا نام رکھا۔ جب بڑے ہوئے اپنے کو غلام علی مشہور کیا۔ جب عمر شریف تیرہ برس کی ہوئی، آپکے والد نے آپکو دہلی میں بلا لیا کہ ان کو بھی اپنے پیر کا مرید کرا دوں مگر آپکے پہنچنے سے پہلے شاہ ناصر الدین فوت ہوئے، آپکے والد نے اجازت دی کہ جہاں تم چاہو مرید ہو۔ کسواسطے کہ سید صاحب کی مریدی کے لئے تمکو بلایا تہا اب تم مختار ہو پس حضرت نے اول شاہ ضیاء اللہ و شاہ عبد العدل خلفائے خواجہ محمد زبیر مجددی و خواجہ میر درد فرزند خواجہ شاہ ناصر الدین و حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلوی و شاہ غلام سادات صابری والد سید صابر علی شاہ مشائخ دہلی کی صحبت میں حاضر رہ کر بہت کچھ استفادہ اُٹھایا، بعدہ بعمر ۲۲ سال ۱۱۸۰ھ میں بخدمت مرزا جان جاناں حاضر ہو کر بیعت کی، بعد تکمیل کار مجددیہ کے خرقہ خلافت پایا اور بعد شہادت پیر روشن ضمیر کے صاحب سجادہ ہوئے، آپکے مریدوں سے ہزارہا آدمی باکمال ہوئے آپکی کرامتیں بحساب ہیں، حضرت مولانا حاجی حافظ محمد حسین کیرانوی مجددی کہ آپکے خلیفہ اور راقم کے اُستاد تھے، فرماتے ہیں کہ حضرت کی خانقاہ گویا نیلگر کا ماٹ تہا، کسی رنگ کا آدمی حاضر خدمت ہوتا رنگین ہو کر نکلتا تہا، اپنا اگلا رنگ بھول جاتا تہا، ایک بار بقال کے بہت سے دام ہو گئے تھے کہ وہ موذی تہا ایک روز حضرت وضو فرما رہے تھے کہ وہ بقال آیا اور عرض کی کہ خرچ ملنا چاہئے تا کہ بازار سے سودا لاؤں ورنہ مساکین اور طلبائے خانقاہ کو دقت ہوگی، آپنے فرمایا کہ اللہ مالک ہے اسوقت جا پہنچاتا ہوں وہ تو گیا، آپ وضو سے فارغ ہوئے کہ ایک شخص نے رامپور کے چھ سو روپے کی ہنڈی لا کر پیش کی مجھ سے فرمایا کہ مولانا یہ لیکر اُس بقال کو دے آؤ وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ مریدوں کو توجہ دیتے تھے تمام مکان انوار و برکات سے معمور معلوم ہوتا تہا۔ فیضان عام ہوتا تہا جس کسی مسئلہ میں ہمکو دقت ہوتی تہی اسوقت خود بخود وہ حل ہو جاتا تہا، ایک بار برادر مولوی کرامت علی درد ذات الجنب میں مبتلا ہوئے حضرت نے ان کے پہلو پر دست حق پرست رکہا اسیوقت درد جاتا رہا اور فرماتے ہیں کہ امرائے شاہی سے ایک شخص نے حضرت سے امداد چاہی کہ میرا عہدہ بڑھے، آپنے فرمایا کہ تین روز بعد نماز عشا کہڑے ہو کر اسم اللہ الصمد پڑھ چنانچہ اُسی شب کو اس نے پڑھا اور ہمکو تقرب شاہی حاصل ہوا وہ آنکر مشکور ہوا پایا کہ میں نا چیز ہوں یہ برکت اللہ کے نام کی تھی جو تو نے صدق دل سے پڑھا تہا بعد ایک مدت کے آپنے کسی کے واسطے اُس سے فرمایا کہ اسکو نوکر رکہا دو وہ غرور امارت میں آگیا تہا اسکی طرف متوجہ نہوا اُس نے حضرت سے کہا کہ میرے اسکے پاس گیا تہا اُس نے میرا سلام بھی نہ لیا، آپنے فرمایا کہ اس کا سلام بھی کوئی نہ لیگا۔ چنانچہ اسی ہفتہ میں وہ بجرم تغلب ذلیل و خوار ہوا اسیطرح

حکیم رکن الدین خاں حضرت کی دعا سے وزیر ہوکر رکن الدولہ ہوئے، حضرت نے ایک عزیز کیواسطے کہا اُنہوں نے کچھ خیال نہ کیا، آپکو ناگوار گذرا، اس کا ثمرہ یہ ہوا کہ وہ خود موقوف ہوکر خانہ نشین ہوئے
میاں لطف شاہ خادم حضرت سے نقل ہے کہ میں ایک جنگل میں راستہ بھول گیا، ناگاہ ایک بزرگ پیدا ہوا اور مجھکو راہ راست پر لگا دیا۔ جب مینے اُسکو اچھی طرح دیکھا تو حضرت تھے۔ آپ کے مریدوں میں سے احمد یار تھے کہتے ہیں کہ میں برائے تجارت جاتا تھا جب ایک جنگل میں پہنچا دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور فرمایا کہ بیل کو تیز ہانکو کہ رہزن اس قافلہ کو تباہ کرینگے، پس جونہی ہم قافلہ سے جدا ہوئے تمام قافلہ خوب لٹا۔ حاجی صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک بار موسم برشکال میں کہ دریا زور پر تھا برائے تفریح طبع مسجد گھاٹ پر تشریف لائے۔ میں بھی حاضر تھا ایک کشتی دھار پر زور سے چلی آتی تھی حضرت نے اسکی طرف توجہ فرمائی معاً ساکن ہوگئی۔

نقل ہے کہ حضرت برائے تعزیت ایک مرید کے گھر تشریف فرما ہوئے اُسکی جوان دختر مری تھی وہ بہت روئی آپنے فرمایا کہ صبر کر اللہ تجھکو بیٹا دیگا، اُس نے عرض کیا کہ میں اور میرا شوہر دونوں ضعیف ہیں یہ خلاف عقل ہے۔ فرمایا کہ اللہ قادر ہے، اُس کے کام کسکی عقل میں آتے ہیں، چنانچہ بعد نو ماہ کے اُس کے پسر پیدا ہوا، ایک عورت آئی اور بیماری کی شفا کیواسطے عرض کیا، آپنے تبرک میں اُسکو کھانا نان اور کباب دیا وہ لیکر گھر گئی، اُس کو کھولکر جو دیکھا تو وہ حلوا ہوگیا تھا، یقین ہوا کہ بیمار نہ بچیگا چنانچہ وہ جانبر ہوا
میر اکبر علی آپکے مرید نے کسی عورت بیمار کی شفا کے واسطے تین بار عرض کیا، آخر فرمایا کہ اُسکی زندگی پندرہ روز کی ہے، چنانچہ بعد چودہ روز کے وہ مر گئی، آپ بھی اُسکی تجہیز و تکفین میں شامل ہوئے اکبر علی سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے تونے اُسکی طرف توجہ کی ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ ایکبار توجہ کی ہے۔ فرمایا کہ انوار و برکات اُسی کی وجہ سے ہیں۔

والد کاتب الحروف سے روایت ہے یعنی وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار کلالی کے باغ میں کہ جو میری والدہ کا زرخرید ہے گیا تھا۔ وہاں سے آتے وقت درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوا۔ بعد ادائے فاتحہ کے مینے مراقبہ کیا اور روحانیت حضرت کی زیارت سے مشرف ہوا ہوتے ہی مینے عرض کیا کہ فیضان چشتیہ اور قادریہ سے تو میں اول اپنے پیر روشن ضمیر سے بہرہ مند ہوچکا ہوں وہ امید وار ہوں فیض نقشبندیہ سے بھی مشرف ہوؤں یہ عرض کر کے وہاں سے سوار ہوکر مکان پر آیا شب کو

معاملہ میں دیکھا کہ خواجہ تشریف لائے اور کلاہ اپنے سر مبارک کی مجھکو عطا کی اور کچھ پڑھنے کو فرمایا صبح جمعہ تھا۔ بعد نماز جمعہ دربانان ڈیوڑھی نے خبر کی کہ حضرت سید غلام علی شاہ تشریف لائے ہیں میں جا کر پیشوائی کر کے حضرت کو لایا۔ بعد مزاج پرسی کے مینے کہا کہ آپنے قدم رنجہ فرمایا نہایت عنایت کی کچھ خدمت فرمایئے تاکہ بجا لاؤں۔ آپنے تبسم کر کے فرمایا کہ میں اپنے پیروں کی خدمت کرنیکو آیا ہوں کل آپ روضہ حضرت خواجہ باقی باللہ پر حاضر ہوئے اور کسی امر کیواسطے آپنے استدعا کی تھی۔ چنانچہ شب کو مجھکو حکم ہوا کہ دار الجنت کل آکر فیضان نقشبندیہ کا طلبگار ہوا اسکو ہم سے بہت محبت ہے تم تو خود جا کر ہمارے تبرکات میں سے ہماری ٹوپی اسکو دے آنا باقی ہم سمجھ لیں گے۔ یہ فرما کر رومال میں سے نکالکر کلاہ مجھکو عنایت کی مینے بھی اپنی واردات عرض کی اور مجھکو فرمایا کہ آپ بعد نماز تہجد اکتالیس بار سورۂ یٰسین شریف پڑھا کریں۔ چنانچہ مینے وہ کلاہ لیکر اسکو اپنے سر پر رکھا اور اس کلاہ کو تاج شاہی سے بہتر سمجھا۔ چنانچہ دیگر تبرکات کے ہمراہ مینے بھی اس کلاہ کی زیارت کی ہے اور اس روز سے خاندان نقشبندیہ میں بھی مرید کرنے لگے تھے۔

نقل ہے کہ قریب خانقاہ کے ایک شیعہ عورت کا مکان تھا۔ حضرت چاہتے تھے کہ اسکو لیکر شامل خانقاہ کریں تاکہ خدام کی تنگی رفع ہو مگر وہ نہ دیتی تھی۔ چنانچہ حکیم شریف خان صاحب کو بھیجا انہوں نے بھی جا کر اس کو کہا۔ اس نے جواب میں حضرت کی نسبت سخت کلمات کہے اور مکان فروخت کرنے سے قطعی انکار کیا۔ ایسا کچھ کہا تھا کہ وہ حکیم صاحب موصوف کو بھی ناگوار گذرا وہاں سے آکر بجنسہ سب بیان کیا آپنے آسمان کی طرف منہہ کر کے کہا کہ یا حضرت۔ اس عورت کے کلام آپنے سنے اب میں تو نگا جبتک وہ بمنت نہ دیگی۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں اسکے گھر میں موتیں ہونی شروع ہوئیں۔ وہ عورت اور ایک لڑکا بچا باقی سب مر گئے۔ ایک دن وہ لڑکا بھی بیمار ہوا وہ سمجھی کہ یہ میری شامت اعمال ہے کہ مینے خاصان خدا کو برا کہا اس لڑکے کو لیکر حاضر خدمت ہوئی اور عفو قصور چاہا حضرت نے دست مبارک اس کے سر پر رکھا۔ اس لڑکے کو شفا ہوئی اور اس عورت نے مذہب حق اختیار کیا اور مرید ہوئی اور مکان بھی دیدیا۔

نقل ہے کہ ایک شخص کابل سے آتا تھا۔ دریائے سندھ میں شتر اسکے اسباب کا ڈوب گیا اس نے نذر مانی کہ اگر شتر میرا مع اسباب کے دریا سے نکل آیا تو روغنی روٹی شاہ غلام علی دہلوی کی نذر کرونگا۔ قدرت خدا سے اسیوقت وہ شتر دکھائی دیا اور مع اسباب کنارہ پر آیا۔ پس جب وہ دہلی میں آیا یہ واقعہ بیان کیا اور روغنی روٹی نذر کی۔ ایک روز ایک برہمن نو عمر خوبرو حاضر ہوا تمام اہل مجلس اسکو دیکھنے لگے حضرت نے بھی

چشم رحمت سے اُسکو دیکھا، اُس نے اُسیوقت جنیو توڑا اور مسلمان ہوکر مرید ہوا۔ مولانا حاجی محمد حسین
کیرانوی مجددی فرماتے ہیں کہ حضرت کی کرامات اور خوارق عادات زیادہ حد بیان سے ہیں ذات بابرکت
معدن فیوض ربانی منبع انوار تجلیات رحمانی جامع الکمالات مشکلکشائے حاجات صوری و معنوی اور
دریائے پاک تھے، امیر غریب کو ایک آنکھ سے دیکھتے تھے جس نے بصدق دل آپکی غلامی قبول کی کامل
ہوگیا۔ نقل ہے کہ ایک شخص خدمت عالی میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا پسر دو ماہ سے گم ہے، اسکی کچھ خبر نہیں
آپ توجہ کیجیے کہ وہ آجائے، آپنے فرمایا کہ وہ تیرے گھر میں ہے یہ سُنکر وہ متعجب ہوا جب اپنے گھر آیا
پسر کو موجود پایا، ایکروز ایک ضعیفہ حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا پسر سپاہ بادشاہی میں نوکر تھا نوکری
چھوڑکر لنگوٹ باندھ لیا ہے جنگل میں پھرتا ہے یہ سنکر ایک ساعت متوجہ ہوئے کہ اسی وقت وہ شخص آیا
اور شرک سے توبہ کی اور مرید ہوکر عاشق اللہ ہوا۔

کئی صاحب مریدان حضرت سے آپکی خدمت میں آتے تھے، راستہ میں باہم کہنے لگے کہ جو حضرت کی
خدمت میں جاتا ہے حضرت اُس کو کچھ نہ کچھ تبرک عنایت کرتے ہیں، ایک نے کہا کہ مجھکو خواہش مصلے خاص
کی ہے ایک نے کہا میں کلاہ چاہتا ہوں، چنانچہ جب حاضر ہوئے ہر ایک کو حسب دلخواہ اُس کے تبرک عنایت
فرماکر کہا کہ تمہارا مدعا حاصل ہوا اور حضرت کا قاعدہ تھا کہ امیر و غریب جو آتا تھا تفاوت امر و نہی میں نہ فرماتے
تھے، چنانچہ جب شمشیر بہادر والی ریاست باندا کلاہ انگریزی سر پر رکھے حاضر خدمت ہوئے آپنے مجھکو ناخوش
ہوئے اور منع فرمایا، اُس نے برا مانا اور کھڑے ہوکر کہا کہ اب نہ آؤنگا، آپنے فرمایا کہ اس صورت سے خدا نہ
ملے۔ جب دالان سے نیچے اُترا خود بخود ٹوپی زمین پر گر پڑی وہ پھر آکر تائب ہوا اور حلقہ ارادت میں آیا۔
نقل ہے کہ پسر مولوی فضل احمد امام جامع مسجد دہلی علیل تھے ایک شب اُنہوں نے خواب میں دیکھا
حضرت تشریف لائے اور میرے پسر کو کچھ کھلایا صبح جو اٹھے پسر کو صحت ہوئی، مولوی صاحب کچھ نقد
و جنس برائے نذر لائے اور قبولیت چاہی حضرت نے تبسم فرماکر ارشاد کیا کہ اُجرت خدمت ہے اُنہوں نے
عرض کیا کہ رات کی عنایت کا شکرانہ ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ طریق نقشبندیہ عبارت چار چیزے ہے
بے خطرگی دوام حضوری وجذبات واردات آپنے فرمایا کہ بیعت کی چار قسم ہیں ایک برائے توسل پیران کبار کے
دوم برائے توبہ از عصیان سوم برائے کسب نسبت اور فرمایا کہ مرد بھی چار قسم پر ہیں طالب دنیا نامرد طالب
عقبی مرد طالب عقبی و مولا جوان مرد طالب مولا فرد اور ایکبار ارشاد کیا کہ فقیر چار حرف ہیں ف۔ ق۔ ی۔ ر

فَ سے فاقہ قَ سے قناعت یَ سے یادِ الٰہی رَ سے ریاضت جو بجا لایا۔ فَ سے فاضل و فائق ہوا
قَ سے قرب و قبولیت پائی، یَ سے یاری اور رَ سے رحمت پائی فقیر ہوا ورنہ فَ سے فضیحت قَ سے
قہری سے یاس رَ سے رسوائی ہوئی۔ فرماتے تھے کہ طالب حق کو چاہیئے کہ ایک لمحہ بھی یادِ مطلوب سے غافل
نہ ہے۔ بعض وقت ارشاد کیا کرتے تھے ؎ ایں شربت عاشقی است خرد؛ بےخون جگر چشید نتواں۔
اور اکثر فرماتے تھے ؎ اہل دنیا کافرانِ مطلق اند؛ روز و شب در زرق اند در بق بق اند؛ حب الدنیا راس
کل خطیئۃ یعنی دوستی دنیا کی سر ہے ہر گناہ کا جب دنیا کی دوستی نے دل میں جگہ پائی اسکے متعلق گناہ ضرور
سرزد ہونگے۔ دوسرے یہ کہ دل ایک ہے حب محبت دنیا کی اسمیں سما گئی پھر حب مولیٰ کہاں۔

نقل ہے کہ جب ایام وفات نزدیک پہنچے چند روز عارضہ بواسیر میں مبتلا رہے۔ اور مولانا حاجی حافظ
محمد حسین کیرانوی کو بلا کر علاوہ خاندان مجددیہ کے دیگر سلاسل میں اجازت دی اور ایک کلاہ خاص اور ایک
مصلیٰ عنایت فرمایا اور بتاریخ ۲۲ ماہ صفر ۱۳۲۴ھ بعد نماز اشراق انتقال فرمایا اور قبل انتقال کے وصیت کی تھی
کہ رباعی شاہ بہاء الدین نقشبندی کی میرے جنازہ کے ہمراہ پڑھی جاوے؛ مفلسانیم آمدہ در کوئے تو؛
شیئاً للہ از جمال روئے تو؛ دست بکشا جانب زنبیل ما؛ آفریں بر دست بر بازوئے تو؛

آخر خانقاہ شریف میں پہلوئے پیر روشن ضمیر میں مدفون ہوئے۔ مزار حضرت کا خانقاہ میں حاجت روائے
خلق ہے اب تک مزار حضرت سے باب فیضان تعلیم و تلقین بند نہیں ہے مثل حیات کے فیضان جاری ہے
مگر طالب صادق چاہیئے۔ تھوڑا عرصہ گذرا کہ ماہ صیام میں تذکرۃ الفقراء کہ جو اس ناکارہ نے جمع کیا تھا
طبع ہو رہا تھا۔ مرزا احمد بیگ صاحب خوشنویس دہلوی کہ جو مرید مولوی ولی النبی رامپوری ثم دہلوی کے ہیں
اسکی کتابت کر رہے تھے۔ یہ فقیر اور وہ دونو ہمراہ آتے تھے ہیجلی قبر کے پاس ایک مسجد میں روزہ افطار کیا
بعد نماز مغرب انہوں نے کہا کہ یہ وقت حلقہ میں حاضر ہونیکا وہاں سے آکر غلطیاں بنا دونگا یہ
بھی اُنکے ہمراہ خانقاہ میں آیا دہاں حلقہ ہو رہا تھا، وہ تو جا کر حلقہ میں شریک ہوئے۔ جناب مولانا
یہ مرزا وہاں ڈوالے مریدوں کو توجہ دے رہے تھے میں اُن سے بہت دور بیٹھا، چونکہ خالی بیٹھا تھا میں
متوجہ ہوا اور میرے دل میں خطرہ گذرا کہ مولانا زبردست شخص ہے۔ اول تو توبے ایا ہے۔ ایسا ہو کر
توجہ مثلی ہے وہ بھی چین جلسے اور میں نے گردن اُٹھا کر ادھر اُدھر دیکھا پھر خیال آیا کہ تجھکو مولانا سے
کیا غرض تو اپنا قلب مولانا کے قلب سے کیوں ملاتے۔ تو اپنی حضرت شاہ صاحب کی طرف توجہ کر چنانچہ

خیال کرنے کے بعد میں متوجہ ہوا۔ معاً حضرت مرزا صاحب شاہ صاحب شاہ ابو سعید صاحب جان کی زیارت سے مشرف ہوا میں نے پہلے کسی کتاب میں حلیہ حضرات کے نہ دیکھے تھے۔ کبھی پہلے مولانا سے نیاز حاصل نہ کیا تھا جب حلقہ ہو چکا میں نے مولانا سے مصافحہ کیا اور قریب بیٹھا۔ مولانا نے میرا حال مرزا محمد بیگ صاحب سے دریافت کیا۔

انہوں نے میری تمام کیفیت بیان کی۔ مولانا نہایت مہربانی سے پیش آئے۔ میں نے حلیہ تینوں حضرات کے بیان کر کے تصدیق چاہی۔ مولانا نے فرمایا کہ حلیہ درست ہیں تم نے کس کتاب میں دیکھے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کسی کتاب میں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا فرمایا پھر کیونکر معلوم ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ اسوقت کہ حلقہ کا فیضان جاری تھا میں بھی آپکی توجہ سے اس دولتِ سرمدی سے بہرہ مند ہوا۔ یہ سنکر دوبارہ کھڑے ہو کر حضرت مولانا نے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ آپکو بیعت کس خاندان میں ہے۔ عرض کیا کہ چشتیہ اور قادریہ میں مگر سلسلہ حضرت سید غلام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت مولانا حاجی محمد حسین کیرانوی خلیفہ شاہ صاحب نے تبرکاً از راہ مہربانی اجازت دی تھی اور طریقہ احمدیہ کا کچھ کسب بھی بتایا تھا۔ ایک اور صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ اُنہی کا باعث ہے۔

ذکر حضرت مولانا خالد مجددی قدس سرہ

آپ عالم متبحر و درویش عالی قدر گذرے ہیں ان کے حق میں حضرت سید غلام علی شاہ نے فرمایا ہے کہ مولانا خالد جامی بوقت و خسرو عہد تھے اور آپ کے مرید بھی تھے۔ بیت اللہ میں رہتے تھے۔ وہیں شاہ ابو سعید جی بھی ملے تھے۔ وفات آپکی سنہ ۱۲۴۲ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شاہ ابو سعید مجددی قدس سرہ

آپ خلیفہ و صاحب سجادہ سید غلام علی شاہ دہلوی کے تھے بن صفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسے بن سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندی کہ علوم ظاہری مولانا رفیع الدین محمد دہلوی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی و میاں سراج احمد صاحب و مفتی شرف الدین شاہی سے حاصل کیا۔ پہلے کمالات باطنی اپنے والد سے حاصل کر کے شاہ درگاہی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ بعدہ حسب صلاح قاضی ثناء اللہ پانی پتی حضرت غلام علی شاہ دہلوی سے مرید ہو کر زہد اور عبادت میں مشغول ہو کر مدارج سلوک حسب طریقہ مجددیہ طے کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا

کہ شہزادہ مرزا طہماسپ کے ہاں ایک بار قلعہ میں درویشوں کی دعوت تھی اور شاہزادی بھی تھے، ایک صاحب نے کہا کہ صاحب کرامت بزرگ یہ نہیں ہیں، آپ نے ایک نعرہ مارا تمام اہل مجلس بیہوش ہو گئے، یہ کرامت دیکھکر سب معتقد ہوئے، وفات حضرت کی بروز عید ۱۲۵۰ھ میں ہوئی بمقام ٹونک۔ اور آپ کے جسد مبارک کو دہلی میں لاکر خانقاہ شریف میں مدفون کیا۔

ذکر حضرت شاہ رؤف قدس سرہ

آپ جامع ملفوظات دار المعارف تھے آپ بہت صاحب تالیف گذرے ہیں اور شاعر بھی تھے۔ یافت تخلص کرتے تھے، وفات حضرت کی حج کو جاتے ہوئے عین دریا میں ۱۲۵۳ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شاہ احمد سعید بن شاہ ابو سعید قدس سرہما

آپ علم شریعت و طریقت جامع کرامت گذرے ہیں، وفات حضرت کی ۱۲۷۰ھ میں ہوئی

نقشہ باقی بزرگان مشہور مجددیہ

نمبر	اسم	نام مرشد	وفات سنہ	نمبر	اسم	نام مرشد	وفات سنہ
۱	شیخ محمد اصغر	غلام علی شاہ	سنہ ۱۲۵۵ھ	۸	مولانا محمد جان شیخ الحرم	غلام علی شاہ	سنہ ۱۲۶۶
۲	شاہ عبدالرحمن	مرزا جانجاناں	سنہ ۱۲۵۸ھ	۹	سید امام علی شاہ	میران شاہ حسین	سنہ ۱۲۸۲
۳	مولوی کرم اللہ محدث	غلام علی شاہ	"	۱۰	مولانا حاجی حافظ محمد حسین کیرانوی	غلام علی شاہ	سنہ ۱۲۴۰
۴	ملا عبدالغفور جرجیوی	"	سنہ ۱۲۵۶				
۵	مرزا رحیم اللہ بیگ	"	سنہ ۱۲۶۰ھ	۱۱	مولوی ولی النبی رامپوری	.	.
۶	سید نور شاہ لاہوری	سید صابر	سنہ ۱۲۶۴	۱۲	مولوی محمد غوث در پنجاب	شاہ احمد سعید	.
۷	مولوی خطیب احمد	شاہ رؤف	سنہ ۱۲۴۴				

ذکر حضرت شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر سہروردی قدس سرہ العزیز بن شیخ محمد قریشی

یہ حضرت چھوٹے بھائی شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی کے تھے کہتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین عالم خورد کی

سے حضرت پاک کی صحبت میں رہے اور غوث پاک بھی نہایت مہربانی فرماتے تھے علاوہ بریں اور بزرگوں سے استفادہ اُٹھایا۔
حضرت خضر علیہ السلام بھی آپکے پاس آتے تھے یہ حضرت اپنے وقت میں شیخ شیوخ بغداد تھے حضرت کی تصنیفات سے تاقیامت
علماء و فقرا فیض اُٹھاتے رہینگے آپکی تصنیفات سے عوارف شریف بہجت الابرار با برکت کتابیں ہیں۔ شیخ محمد صادق
شیبانی قادری سے روایت ہو کہ والد شیخ شہاب الدین سہروردی لاولد تھے، اُنکی اہلیہ نے خدمت

غوث پاک میں عرض کی کہ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھکو اولاد دے حضرت غوث پاک نے مراقبہ فرما کر ارشاد کیا کہ
اللہ تعالیٰ ہمکو فرزند سعادتمند عطا کریگا، اُسی شب کو وہ پاک امن حاملہ ہوئیں، بعد نو مہینے کے لڑکی پیدا ہوئی
غوث پاک کو خبر دی آپنے فرمایا کہ لڑکی نہیں ہے لڑکا ہے اور نام اُس کا میں نے شیخ شیوخ شہاب الدین
سہروردی رکھا۔ اسکی عمر دراز ہوگی، اور ابروؤں کے بال اور پستان دراز ہونگے۔ اور وہ ولی بلند مرتبہ ہوگا
یہ سُنکر اُنکی بیوی نے جو اپنی لڑکی کو آکر دیکھا تو علامت سب صحیح پائی اور شکر پروردگار بجالائیں۔
چنانچہ اُنکی بھوؤں کے بال ایسے تھے کہ پلکوں سے نیچے پڑتے تھے اور پستان بھی دراز تھے۔ سولہ
برس کی عمر میں تحصیل علوم سے فراغت پائی، اور اشتیاق علم الٰہی کا ایسا پیدا ہوا کہ شب و روز اُسی میں
مستغرق رہتے تھے۔ اگرچہ شیخ ابو النجیب آپکے عم نصیحت فرماتے تھے کہ ابھی اس کا وقت نہیں ہو مگر آپ
نہ مانتے تھے۔ آخر اُن کو ایک روز لیکر غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یہ برخوردار شائق علم الٰہی
کا ہے۔ اگرچہ فارغ التحصیل ہو چکا ہے، میں چاہتا ہوں کہ کچھ اور پڑھے مگر یہ انمیں دل نہیں لگاتا ہے
یہ سُنکر غوث پاک نے اپنا ہاتھ بڑھا کر شیخ شہاب الدین کے سینہ پر ملا اور فرمایا کہ اے پسر علم کلام
سے کیا تجھکو یاد ہے؟ اُنہوں نے جو خیال کیا تو کچھ یاد نہ تھا سب بھول گئے، بلکہ کتابوں کے نام بھی یاد
نہ آئے اُسوقت غوث پاک نے تبسم کناں فرمایا کہ علم کلام تیرے سینہ سے بھلا کر علم معرفت دیدیا اُس
روز سے یہ تحصیل علم باطن میں مصروف ہوئے میاں شیخ نجم الدین خلیفہ شیخ شہاب الدین کے فرماتے ہیں
ایک بار میں حضرت کے پاس چلہ میں تھا۔ واقعہ میں میں نے دیکھا کہ شیخ ایک پہاڑ پر تشریف رکھتے ہیں
اور جواہرات کے ڈھیر آپکے آگے لگے ہوئے ہیں اور پہاڑ کے نیچے کی خلقت کو جو آپسے مانگ رہی ہے
دے رہے ہیں۔ باوجود تقسیم کثیر کے وہ ڈھیر کم نہیں ہوتے۔ جب میں فارغ ہوا شیخ کی خدمت میں آیا۔
چاہتا تھا کہ واقعہ کا حال عرض کروں کہ شیخ نے فرمایا کہ جو کچھ تو نے دیکھا سو درست دیکھا یہ برکت عنایت
غوث پاک کی ہے۔ ایک بار واحد الدین آپکے پاس آئے، آپنے بہت تعظیم و تکریم کی انھوں نے

سماع چاہا، آپنے قوالوں کو بلایا اُن کو سماع میں مشغول کر کے آپ کونے میں جاکر تلاوت قرآن میں مشغول ہوئے، صبح کو خادم خانقاہ نے عرض کیا کہ درویشوں نے تمام رات سماع سُنا اب اُنکے واسطے نہاری چاہیئے۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھکو معلوم نہیں کہ کب سماع ہوا، سبحان اللہ تلاوت قرآن میں ایسے مشغول و مستغرق ہوئے کہ سماع کی آواز بھی کان میں نہ آئی۔

فوائد الفواد سے نقل ہے کہ ایک فلسفی حکیم خلیفہ بغداد کے پاس آیا اور ایک کتاب کھائی کہ خلیفہ کو بددین کرے اور خلیفہ بھی اُس کے جال میں ایسا پھنسا کہ اُسکو اپنا ہم نشین بنا کر رات دن اُس سے باتیں کیا کرتا تھا۔ یہ خبر شیخ شہاب الدین کو ہوئی فرمایا کہ خلیفہ اس حکیم سے ملکر خلقت کو ظلمت و کفر میں ڈالیگا، اپنی جگہ سے اُٹھکر خلیفہ کے پاس آئے، قدرتِ خدا سے وہ حکیم بھی حاضر تھا شیخ نے حکیم سے پوچھا کہ اسوقت کیا بحث تھی کہا کہ یونہی کچھ باتیں کرتے تھے آپنے فرمایا کہ میں فقط اسیواسطے آیا ہوں کہ تمہاری باتوں کو دریافت کروں اور آپنے بہت کچھ زور دیا۔ ناچار حکیم نے کہا کہ ہم اسوقت یہ بحث کر رہے تھے کہ حرکت تین طرح کی ہوتی ہے۔ حرکتِ طبعی۔ حرکتِ ارادی۔ حرکتِ قصری۔ حرکتِ طبعی وہ ہے کہ کوئی چیز خود حرکت کرے اور دوسرا اُسکا کوئی متکفل نہو۔ حرکت ارادی وہ ہے کہ اپنے ارادہ سے حرکت کرے جس طرف چاہے اور حرکتِ قصری کو دوسرا اُسکو حرکت دے۔ ہم اس بحث میں تھے کہ حرکتِ فلکی بھی حرکت طبعی ہے کہ خود بخود اُسکو گردش ہے دوسرا اُسکو کوئی گردش نہیں دیتا، شیخ نے فرمایا کہ حرکت فلک حرکت قصری ہے حکیم نے کہا کیونکر شیخ نے فرمایا کہ فرشتے اس شکل و صورت کے اسطرح پر بحکم خدا حرکت دیتے ہیں اور ایک حدیث پڑھی، اسپر وہ حکیم قہقہہ مار کر ہنسا شیخ کو ناگوار گذرا چنانچہ خلیفہ اور حکیم کا ہاتھ پکڑکر صحن مکان میں لائے اور فرمایا کہ الٰہی جو کچھ اپنے خاص بندوں کو دکھاتا ہے ان دونوں کو بھی دکھلا اور کہا آسمان کی طرف دیکھو جب اُنہوں نے آسمان کو دیکھا معلوم کیا کہ فرشتے آسمان کو حرکت دے رہے ہیں، یہ کرامت دیکھکر حکیم اور خلیفہ باعتقاد تمام تائب ہوئے، کہتے ہیں کہ دس بارہ ہزار روپے کا فتوحات ہوتا تھا، مگر جو آتا شام تک لقمہ مساکین ہوتا، دوسری صبح کے واسطے ایک ٹکڑا روٹی کا بھی نہ رہتا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو سب نعمتیں دی ہیں مگر ذوق سماع نہ دیا، اسوجہ سے نہیں سُنتا۔ جب وقت آپکا قریب پہنچا تو صاحبزادہ شیخ عماد الدین کی عمر تیس برس کی تھی، مگر راحت پدری سے محروم تھے، عین وقت انتقال پر خزانہ کی کنجیاں طلب کیں۔ خادم نے کہا کہ یہ وقت شیخ کے انتقال کا ہے، اسوقت مناسب نہیں یہ آواز شیخ کے

کان میں پہنچی، آپنے خادم کو بلاکر کہا کہ اسکو گنجی دیدے۔ صاحبزادہ نے جو خزانہ کھولکر دیکھا تو چھ دینار سے زیادہ نہ تھا جو شیخ کی تجہیز و تکفین میں خرچ ہوا اور حضرت ہر سال زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوتے ہے۔ ولادت حضرت کی سنہ ۵۴۲ھ میں اور وفات سنہ ۶۳۲ھ میں ہوئی، مزار بغداد شریف میں ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی خلیفہ شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی اور حضرت غوث پاک کے تھے۔

نقشہ پیران عظام شیخ شہاب الدین

نمبر	اسم بزرگ	ماہ و سنہ وفات	مزار	کیفیت
۱	شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی	سنہ ۵۶۳ھ	بغداد	
۲	شیخ وجیہ الدین سہروردی	سنہ ۵۶۶ھ	//	
۳	شیخ ابو عبد اللہ	سنہ ۳۳۱ھ	شیراز	
۴	شیخ اسود احمد دینوری	سنہ ۳۶۶ھ	دینور	
۵	شیخ ممتاز علی دینوری	۴ر محرم سنہ ۲۶۹ھ	//	
۶	خواجہ جنید بغدادی	۲۷ر رجب سنہ ۲۹۷ھ	بغداد	
۷	خواجہ سری سقطی	۳ر رمضان سنہ ۲۵۳ھ	//	
۸	خواجہ معروف کرخی	۲ر محرم سنہ ۲۰۰ھ	کرخ	
۹	خواجہ داؤد طائی	سنہ ۱۶۲ھ	بغداد	
۱۰	خواجہ حبیب عجمی	۳ر ربیع سنہ ۱۵۶ھ		
۱۱	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	ربیع الاول سنہ ۵۰ھ پنجشنبہ	نجف اشرف	
۱۲	حضرت علی کرم اللہ وجہ	۲۱ر رمضان سنہ ۴۰ھ	//	
۱۳	جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ر ربیع الاول سنہ ۱۱ھ دوشنبہ	مدینہ شریف	

خلفاء آپکے یہ ہیں شیخ محمد یمنی - شیخ بہاء الدین ملتانی - سید نور الدین مبارک شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی - قاضی حمید الدین دہلوی - شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی - شیخ نجیب الدین علی برغش - شیخ فرید الدین عطار -

ذکر حضرت سید نور الدین مبارک غزنوی قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ شیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کے تھے۔ بعد تکمیل خرقہ خلافت سے مشرف ہوکر دہلی میں آئے سلطان شمس الدین نے آپکو شیخ الاسلام دہلی کیا، ایک بار دہلی میں امساک باراں تہا، لوگوں نے شیخ نظام الدین ابوالموید کو گھیرا کہ آپ برائے باران رحمت دعا کیجے آپ اسی وقت اٹھکر مزار سید نورالدین پر گئے اور کہا کہ یا سید میری آپ کی جو نزاع تھی اسکو معاف فرماکر آشتی کیجے کہ پانی برسے تمام شہر پانی کا خواہان ہے، آواز ہوئی کہ ہمنے تجھسے سلوک کیا دعا کر پانی برسیگا بعدہ مکان پر آکر تمام خلق کے روبرو دعا کی کہ الٰہی باران رحمت کو بھیج ورنہ میں تا حیات آبادی میں نہ جاؤنگا۔ اسیوقت پانی برسا قطب الدین آپکے خادم عرض کیا کہ بندہ کو پروردگار سے ایسا زور کیساتھ عرض کرنا چاہیے اسمیں کیا بھید تھا، شیخ نے فرمایا کہ دوست دوست سے جو کہتا ہے وہ ضرور قبول کرتا ہے۔ دوسرا امر یہ کہ سید نورالدین کی رنجش تھی آج صفائی ہوئی انہوں نے بھی دعا کے واسطے فرمایا، حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی سے روایت ہے کہ سید نورالدین نے اول نعمت شیخ اجل شیرازی سے وفات پائی، بعدہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید ہوکر خرقہ خلافت حاصل کیا وفات شیخ نورالدین مبارک کی ۶۶۲ھ میں ہوئی مزار دہلی میں ہے۔

ذکر حضرت شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی دہلوی قدس سرہ

حضرت خلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی تھے صاحب عظمت و شان پر جلال کہ ترک تجرید میں یگانہ عصر تھے، علاقہ خیوہ سے وارد دہلی ہوکر باہر شہر کے مقیم ہوئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ حضرت خواجہ کے دیکھنے کو جاتے تھے۔ اور حضرت خواجہ بھی آپسے ملنے ایک دو بار تشریف لائے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک بار حضرت شاہ ترکمان حضرت خواجہ کے مہمان تھے، ایک وقت میں دونوں بزرگ ایک طباق میں دلیا نوش فرمارہے تھے، اور شیخ فریدالدین گنجشکر مگس رانی کررہے تھے، حضرت شاہ ترکمان کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر لقمہ کہاکر اپنی بغل میں ہاتھ دیتے پھر دوسرا لقمہ اٹھاتے۔ یہ دیکھکر شیخ فریدالدین کے چہرہ سے آثار ناگواری کے معلوم فرماکر حضرت خواجہ نے اشارہ سے منع فرمایا مگر ان سے ضبط نہو سکا آخر کہا کہ حضرت کہانا کہا نہیں بغل میں ہاتھ دینا خلاف تہذیب ہے، آپ مسکر

چپ ہو رہے حضرت خواجہ نے پھر اشارہ سے منع فرمایا مگر شیخ فریدالدین نے پھر کہا۔ دوبارہ
کہنے سے آپکو جلال آیا، حضرت بہت قوی ہیکل اور زبردست تھے شیخ فریدالدین کا بازو پکڑ کر کھینچا
اور اپنا ہاتھ اونچا کرکے فرمایا کہ دیکھ میں بوجہ ترک ادب کے کہ قطب الاقطاب کے ہمراہ کھانا کھا رہا ہوں ہر لقمہ
پر ہاتھ دہو لیتا ہوں جو اسوقت موجود تھے سب نے دیکھا کہ زیر بغل دریا چلا جاتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک قلندر آپکے پاس آئے، اُن کے ہمراہ دو شیر ببر تھے اُنہوں نے حضرت سے
کہا کہ ان کو کہاں باندھوں آپنے فرمایا کہ میری بکریوں میں چھوڑ دو۔ اُس قلندر نے کہا کہ اُن کو شیر
کھا جائیں گے، آپنے فرمایا کہ اللہ کے نام پر چھوڑ دو اُس قلندر نے دونوں شیر بکریوں میں چھوڑ دئے
قدرت خدا سے اُن بکریوں نے شیروں کو ایسا تنگ کیا کہ وہ شور کر کے باہر نکل آئے

نقل ہے کہ ایک ساہوکار دہلی سے کہیں جاتا تہا، اُس کے دشمن اُس کے پیچھے ہوئے جب
اُس نے دشمنوں کو آتے دیکھا ڈر کر حضرت کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے امان دیجئے آپنے فرمایا کہ بیٹھ جا
وہ صحن میں بیٹھ گیا اتنے میں وہ لوگ بھی آ گئے، حضرت سے کہا کہ ایک شخص ابھی آپکے پاس آیا ہے وہ
کہاں ہے۔ آپنے فرمایا کہ دیکھ لو اُنہوں نے آپکی جھونپڑی اور اس کے آس پاس خوب دیکھا کہیں نہ پایا
ناچار واپس چلے گئے وہ مہاجن سب کو دیکھا کیا اور وہ کسی کی نظر نہ آیا یہ کرامت دیکھکر وہ مہاجن مسلمان
ہوا اور ترک مال و منال کر کے فقیر ہوا۔

نقل ہے کہ سلطان شمس الدین نے ایک بار حضرت سے کہا کہ شہر میں قیام فرمایئے ویرانہ
میں آپ کیوں رہتے ہیں، آبادی میں رہنے سے برکت انفاس حضرت سے خلائق کو نفع ہوگا، آپنے
فرمایا کہ اگر خدا کو منظور ہوگا تو یہیں آبادی ہو جائیگی، چنانچہ اول فیروز شاہ نے اس جگہ آبادی کی اور
مسجد بنائی کہ جو موجود ہے پھر گرد روضہ عالیہ کے چہار دیواری شاہ جہاں آباد کی بنی، ترکمان دروازہ
آپکے نام پر مشہور ہوا۔ وفات حضرت کی رضیہ بیگم کے عہد میں ہوئی مزار پر انوار سے فیض عام جاری
ہے۔ شب کو صراحی پانی کی لاکر مزار پر رکھتے ہیں، صبح لیجا کر مریضوں کو پلاتے ہیں اُن کو صحت ہوتی ہے
آپکے جو ہاں سنگت ہوتی تھی شب کو بھی میلہ رہتا تہا، جب محکمہ دار القضا دہلی سے جاتا رہا تو حرام کاری
کا بھی علانیہ چرچا ہوا، کسی بدنصیب نے حضرت کے میلہ میں کسی طوائف سے حرام کیا، اُسیوقت دونوں کو
کسی نے اُٹھا کر زمین پر دے مارا کہ یہ دونوں چارپائی پر پڑکر اپنے گھر گئے اور تمام میلہ میں دوہائی پڑی

تمام خلقت وہاں سے بھاگی، آپ نے خدام کو بشارت دی کہ رات کو ہمارے یہاں میلہ نہ رہا کرے۔ اس روز سے بعد دوپہر کے میلہ شروع ہوتا ہے اور پہر رات گئے ختم ہوجاتا ہے۔ درگاہ شاہ ترکمان شاہجہان آباد میں حاجت روائے خلق ہے، حضرت صاحب سلسلہ بھی ہیں، آپکے اکثر فقیر جنگل پہاڑوں میں رہتے ہیں، ان میں ایک بزرگ صاحب اکسیر بھی دیکھے ہیں۔

ذکر حضرت شیخ بہار الدین ذکریا ملتانی قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے ہیں اعظم اولیائے ہند سے گذرے ہیں، صاحب کرامات ظاہری و باطنی تھے، آپکے دادا کمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سے چلکر خوارزم میں آرہے بعد اس کے ملتان میں تشریف لائے، آپکے والد شیخ وجیہہ الدین کی شادی دختر شیخ حسام الدین ترمذی سے ہوئی ۵۷۸ھ میں شیخ بہار الدین پیدا ہوئے بارہ برس کی عمر میں حافظ و قاری ہوئے، بعد وفات اپنے والد کے خراسان میں جاکر کسب علوم کیا، بہت سے بزرگوں کی زیارت کی، بعد اس کے زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے، اور پانچ سال مدینہ میں رہ کر کمال الدین محمد یمنی محدث سے حدیث صحیح کی بعد اس کے زیارت بیت المقدس سے مشرف ہوئے وہاں سے چلکر بغداد میں آکر شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں مشرف ارادت حاصل کرکے اٹھارہ دن میں کمال ولایت کو پہنچے، منتظر خلافت کے تھے، ایک شب واقعہ میں دیکھا کہ ایک مکان پر نور ہے اسمیں رسول خدا ایک تخت پر جلوہ افروز ہیں، اور شیخ شہاب الدین دہنی جانب دست بستہ کھڑے ہیں اور وہاں چند خرقے ٹنگے ہوئے ہیں، جناب سرور کائنات ان کو بلاکر اپنے ہاتھ سے شیخ شہاب الدین کے سپرد کرکے فرمایا ان خرقوں میں سے ایک خرقہ بہار الدین کو پہنادے چنانچہ اُنھوں نے خرقہ پہنایا، صبح کو شیخ شہاب الدین نے اُن کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ رات کو جو خرقہ تجھکو عنایت ہوا تھا لے۔ اور فرمایا کہ حسب الارشاد رسول مقبول یہ خرقہ تجھکو دیا گیا، اس خرقہ کے ملنے سے اور درویش کہ جو سالہا سال سے شیخ شہاب الدین سہروردی کی خانقاہ میں پڑے ہوئے مجاہدہ اور ریاضت کرتے تھے اور خرقہ خلافت نہیں پایا تھا ان لوگوں کو خیالات پیدا ہوئے کہ ان کو اٹھارہ دن میں خلافت ملی ہم برسوں کے پڑے ہیں اتبک محروم ہیں، شیخ غیاث الدین نے نور باطن سے ان کا خطرہ معلوم کرکے مریدوں سے فرمایا کہ تم تشویش نہ کرو تم مثل لکڑی تر کے ہو آگ چوب تر کو یکایک نہیں جلاتی اور

بہاء الدین ذکریا مثل چوب خشک کے تہا کہ یکایک اُسمیں آگ نے اثر کیا، علاوہ بریں جتنی باتیں ہیں سب فضل الٰہی پر منحصر ہیں، پس خرقہ خلافت حاصل کرکے حسب اجازت پیر ملتان میں آکر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے بہت کچھہ رجوعات خلائق ہوئی، ملتان کے مشائخوں کو آپ سے حسد پیدا ہوا اور اشارتاً ایک دودہ کا بھرا ہوا پیالہ بھیجا، آپنے اُن کا اشارہ معلوم کرکے ایک گلاب کا پھول اُس کٹوریمیں ڈالدیا، نقل ہے کہ سید جلال الدین شریف السید سرخ بخاری حضرت کی خانقاہ میں آکر ٹھیرے صحن میں بیٹھے تھے لو چل رہی تھی، شیخ حجرہ میں تھے، سید صاحب کو اپنے ملک کی سردی یاد آئی، شیخ الاسلام نے نور باطن سے معلوم کرکے حجرہ سے باہر آکر فرمایا کہ پورے صحن خانقاہ کے اُٹھاکر جھاڑو دے کہ کچھہ کوڑہ نہ رہے ایک خادم نے جھاڑو دی، اُسیوقت ایک ٹکڑا ابر کا آیا اور گرج و چمک ہونے لگی اور اولہ مثل بیضہ مرغ کے صحن خانقاہ میں برسنے لگے کہ تمام صحن پر ہوگیا۔ خانقاہ کے باہر کہیں ایک اولہ بھی نہ پڑا۔ سید جلال الدین اور دوسرے درویشوں نے خوب اولہ کھائے اور برتنوں میں بھر کر رکھے، جب واسطے نماز ظہر کے شیخ باہر آئے سید جلال الدین سے فرمایا کہ یا سید برف بخارا کی بہتر یا اولے ملتان کے سیدنے عرض کیا کہ ملتان کے اولے ہزار درجہ بہتر ہیں اسی روز مرید ہوکر کئی سال میں مرتبہ ولایت حاصل کرکے اوچ کو رخصت ہوئے۔

نقل ہے مولانا فخر الدین عراقی بہانجے شیخ شہاب الدین سہروردی کے کہ بہت بڑے عالم اور شاعر تھے، دمشق میں ہکر مدرسہ بناکر درس میں مشغول ہوئے، ایک فقیر کے لڑکے پر عاشق ہوگئے اور ڈاڑھی مونچھیں منڈاکر قلندروں میں مل گئے، انہی کے ہمراہ سفر کرتے ہوئے ہمدان و خراسان ہوتے ہوئے ملتان میں آئے، خانقاہ شیخ میں شب باش ہوئے، شیخ الاسلام نے مولانا فخر الدین کو بہچانکر کشش باطن سے اپنے پاس بلاکر تمام شب اپنے پاس رکہا، صبح کو وہ قلندر اُٹھکر چلے یہ بوجہ عشق و محبت کے دوڑے تمام دن اُنکو ڈھونڈا اور شام کو اپنے تئیں ملتان میں در خانقاہ پر پایا شیخ نے مولانا کو بلاکر گلے لگایا اور ان کو توجہ دی ان کے دل سے محبت اس لڑکے کی محو ہوئی اور محبت الٰہی پیدا ہوئی۔ شیخ نے اپنا ملبوس خاص عنایت کیا اور اپنی لڑکی سے ان کا نکاح کردیا ایک مرید شیخ کا لاہور میں رہتا تہا اُسکو شیخ زندہ دل بھی کہتے تھے بروز عید ہمراہ خلق گئے تھے، آسمان کی جانب دیکھکر کہاکہ آج عید کا دن ہے، دوست اپنے دوستوں سے ملتے ہیں میں سوائے تیرے کسی کو دوست نہیں رکھتا تو

آپنے خزانہ سے مجھکو عیدی دے، اُسیوقت پرچہ کاغذ بخط سبز نوشتہ اُن کے ہاتھ میں آگیا، اُسمیں لکھا تھا کہ آگ دوزخ کی تجھپر حرام کی یہ مرید حاضر تھا، اُس نے شیخ سے کہا کہ آپکو اللہ تعالیٰ نے عیدی دی، آپ ہمارے خواجہ ہیں ہمکو عیدی دیجے، شیخ نے تبسم کرکے وہ کاغذ آزادی دوزخ کا اس مرید کو بخشا اور فرمایا کہ قیامت کے دن آگ دوزخ کی جانے یا میں جانوں۔

نقل ہے بعد سلطان شمس الدین التمش دعار حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور شیخ شہاب الدین سہروردی سے ولیعہد سلطان قطب الدین جب بادشاہ ہوا اور مرید قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا ہوا، تمام ایشیائی سلطنت اُس کے قبضہ میں آئی۔ قباچہ بیگ ترک ملتان اوچ اور سندھ کا حاکم ہوا اس نے فساد برپا کرنا چاہا۔ شیخ بہاء الدین اور قاضی ملتان نے بادشاہ کو اُس کے ارادہ سے آگاہ کیا۔ اُنکا خط قباچہ بیگ کے آدمیوں کے ہاتھ آیا۔ اُس خط کو دیکھتے ہی قباچہ بیگ بہت غصہ ہوا اور محضر تیار کیا۔ قاری شرف الدین قاضی ملتان کو بلاکر دونوں خط کہ جو اُنکی شکایت میں بادشاہ کے پاس جاتے تھے دکھلائے۔ قاضی کو اپنے قتل کا یقین ہوگیا۔ قباچہ بیگ نے جلاد کو حکم دیا کہ اسکو قتل کر اور دوسرا خط شیخ بہاء الدین کو بلاکر دیا شیخ نے فرمایا کہ یہ خط میرا ہے جو مینے لکھا ہے۔ بادشاہ کے حق میں لکھا ہے تو کیا کرے ہے۔ یہ سُنتے ہی اُس کا بدن کانپ اُٹھا۔ قدموں پر گرکر عفو قصور چاہا اور رخصت کیا۔

نقل ہے کہ عبد اللہ قوال بغداد سے حضرت گنجشکر کی خدمت میں اجودھن آیا، وہاں سے ملتان جانا چاہا چونکہ راہ پرخوف تھی ان سے دعا چاہی کہ میں وہاں سلامت پہنچوں آپنے فرمایا حد ملتان تک سلامت پہنچیگا، جب عبد اللہ علاقہ ملتان میں قریب حوض کے آیا وہاں قزاقوں کو دیکھا کہ وہ قصد لوٹنے کا کرتے ہیں، اُس نے باواز بلند پکار کر کہا یا شیخ بہاء الدین سرحد فرید الدین میں سے سلامت آیا اب تمہاری پناہ میں ہوں اُسیوقت ایک سوار پیدا ہوا اور لٹیروں کو اس کے پاس سے ہٹا دیا، آخر سلامت ملتان میں پہنچا۔ ایک روز یہ قوال سُرخ کمبل اوڑھے شیخ کے روبرو گیا۔ شیخ نے فرمایا یہ نہ اوڑھنا چاہیے کہ سرخ لباس شیطان کا ہے اس نے گستاخی اور زبان درازی سے کہا کہ تمہارے پاس بے قیاس خزانہ ہے اُس کا خیال نہیں کرتے میرے پُرانے کمبل کو دیکھکر طعن کرتے ہو، یہ سنکر شیخ نے فرمایا کہ ہوشیار ہو بے ادب مت ہو حق احسان مت بھول یاد کر کہ جو تجھ پر تو نے مجھکو باواز بلند پکارا اور میں نے پہنچکر تیرا جان و مال بچایا۔ یہ سنکر عبد اللہ منفعل ہوا

اور قصور معاف کرایا۔ شیخ صدرالدین کرخی نقل کرتے ہیں کہ مولانا نجم الدین سے میں تفسیر پڑھتا تھا
شیخ بہاء الدین نے مجھ سے پوچھا کہ کیا پڑھتا ہے، میں نے عرض کیا کہ تفسیر کشاف و ایجاز و عمدہ پڑھتا
ہوں۔ آپنے فرمایا ان کو پھونک اور مشغول ہو، میں نے یہ ذکر استاد سے کیا، اُن کو ناگوار گذرا، رات کو
میں نے دیکھا کہ تینوں کتابیں میرے پاس رکھی تھیں دو اُن میں سے جل گئیں کہ جن کی نسبت شیخ
نے فرمایا تھا، بلکہ جو اوپر تھی وہ سلامت رہی، خواجہ کمال الدین شیرازی کہ حضرت کے مرید تھے جواہرات
کی سوداگری کرتے تھے، عدن سے جہاز میں بیٹھے ان کے پاس بہت مال تھا، اور سوداگر بھی ہمراہ تھے
تھوڑی دور جہاز گیا تھا، بوجہ مخالفت ہوا کے جہاز بھنور میں آگیا، سب کو گمان موت کا ہوا اور رو رو کر
سب لوگ دعائیں مانگنے لگے، کمال الدین مذکور نے فریاد کر کے کہا یا مخدوم بہاء الدین ذکریا وقت مدد
ہے، اسیوقت سبنے دیکھا کہ حضرت کشتی میں تشریف لائے ہیں اور آپکی برکت سے وہ طوفان رفع ہوگیا۔
تمام سوداگروں نے تیسرا حصہ مال اپنا حضرت کی نذر کیا، آخر سبنے مقام مقصود پر پہنچکر شیخ فخر الدین گیلانی
کے ہاتھ حضرت کی خدمت میں نذرانہ بھیجا، اگرچہ شیخ فخر الدین نے سوائے روز ازل کے کبھی شیخ کو نہیں
دیکھا تھا مگر بروقت پہنچنے کے پہچان لیا، قدمبوس ہوا اور سات لاکھ اشرفی نذرانہ سوداگران پیش کیا
آپنے قبول فرماکر اُسیوقت براہ خدا تقسیم کر دیا یہ سخاوت و کرامت دیکھکر شیخ فخر الدین صاحب اپنا کل مال
براہ مولا دیکر حضرت کا مرید ہوا اور فقیری اختیار کی، چنانچہ مزار شیخ فخر الدین گیلانی کا جدہ میں ہے۔

نقل ہے کہ شب ماہ رمضان سے ایک شب شیخ نے اپنے مریدوں سے فرمایا میرا وہ دوست ہے
جو تمام رات میں دو رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں ایک قرآن شریف ختم کرے، چنانچہ حضرت نے خود امام
ہوکر دونوں رکعت ادا کیں اور چار سیپارہ اور پڑھے اور ہمیشہ حضرت بعد نماز تہجد کے تا نماز صبح ایک قرآن
ختم کیا کرتے تھے، لکھا ہے ایک روز آپ اپنے حجرہ شریف میں مشغول تھے، اور صدرالدین آپکے پسر در
حجرہ پر بیٹھے تھے کہ یکایک ایک شخص پیدا ہوا اُس نے ایک لفافہ سربمہر شیخ صدرالدین کو دیکر کہا کہ یہ اپنے
مخدوم کو دیدو کہ اتنے میں شیخ باہر آئے اُنہوں نے وہ خط ان کے ہاتھ میں دیا، اس خط کو دیکھتے ہی اللہ
کہا اور جان بحق تسلیم ہوئے۔ حجرہ میں سے آواز آئی کہ۔ دوست بدوست پیوست۔ وفات حضرت
کی سنہ ۶۶۱ھ میں ہوئی مزار ملتان میں ہے، آپکے جد و پدر اور بی بی راستی آپکی والدہ ان صاحبوں کے مزار

ملتان میں ہیں، آپکے دادا کے مزار پر ایک درخت ہے، جو دیوانہ اس کے پتے کھاتا ہے اچھا ہو جاتا ہے
خلیفہ آپکے بہت سے ہیں، چنانچہ شیخ فخر الدین عراقی دمشق میں اور شیخ نجم الدین علی بزعشی شیرازی بغداد
میں اور جو ہندوستان میں ہیں ان کا ذکر آگے آویگا۔

ذکر حضرت صدر الدین عارف بن شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ

آپ خلیفہ اعظم و صاحب سجادہ شیخ کے تھے، علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے اور خوارق و کرامات
بے اندازہ رکھتے تھے، اور قطب تھے آپ سات بھائی تھے، شیخ صدر الدین، شیخ برہان الدین و شیخ
ضیاء الدین و شیخ علاء الدین و شیخ شہاب الدین و شیخ قدرت الدین و شمس الدین، بعد انتقال پدر کے
جب ترکہ تقسیم ہوا تو شیخ صدر الدین کے حصہ میں سات لاکھ اشرفی سوائے اور جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے
آئیں، اسیوقت سب کو راہ خدا میں تقسیم کیا، کچھ اپنے پاس نہ رکھا، ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپکے
والد نے راہ خدا میں بھی صرف کیا اور خزانہ معمور کر گئے رتھے اتنا مال جو میراث پدری سے ملا تھا ایک دن میں
برباد کیا کل کے واسطے کوڑی بھی نہ رکھی بُرا کیا، آپنے ہنسکر فرمایا کہ میرے والد دنیا پر غالب تھے۔ دنیا ان کو
قریب نہ دیکھتی تھی امیں ابھی اس درجہ پر نہیں پہنچا، اگرچہ کبھی کبھی میں بھی غالب آگیا ہوں مگر ڈرتا ہوں کہ کہیں
دنیا غالب ہو کر مجھکو راہ مولا سے پھیرے، اسواسطے اس کو جدا کیا کہ تسلی دل کے ساتھ یاد خدا کروں، حصہ پدری
رکھنے کو میرے بھائی کافی ہیں، ساتواں حصہ رہا نہ رہا، ایک روز شیخ صدر الدین دریا کے کنارہ
پر وضو کر رہے تھے، شیخ رکن الدین ان کے فرزند ہفت سالہ ان کے ہمراہ تھے کہ ایک غول ہرنوں کا سامنے
سے آیا، اُن میں ایک بچہ پر شیخ رکن الدین کا دل مائل ہوا چاہتے تھے کہ اُسکو پکڑیں مگر باپ کے ڈر سے
نہ اُٹھ سکے ادہر شیخ نے وضو کر کے فرزند کو اپنے پاس بٹھاکر قرآن شریف پڑھوانا شروع کیا، ان کا قاعدہ
تھا کہ ہر روز چار دفعہ کے پڑھنے میں ایک سیپارہ حفظ کر لیا کرتے تھے، اُس روز سات بار پڑھا اور حفظ
نہوا، شیخ نے اس کا سبب پوچھا خدام نے عرض کیا کہ ہرنوں کی ڈار اِدھر سامنے سے نکلی تھی ان میں
بچے بھی تھے شاید اُن کا دل اُسطرف گیا ہو، شیخ نے فرزند سے پوچھا کہ بابا ہرن کدہر گئے ہیں، انہوں نے
کہا دریا سے جانب غرب گئے ہیں اور بچے بھی خوبصورت تھے، شیخ نے تھوڑی دیر تامل کیا، دیکھا
کہ ہرنی بچوں کو لئے دوڑی چلی آتی ہے اور شیخ کے آگے آکھڑی ہوئی، شیخ رکن الدین نے بچہ کو پکڑ کر

گود میں لیا، اُسیوقت دوجو یاد کے اور ہرنی بچہ کو لیکر اپنے گھر آئی۔ یہ حضرت جامع الکرامات منبع الحسنات قطب الوقت شیخ المشائخ ہند گذرے ہیں، کرامات آپکی بے انتہا مشہور ہیں۔ وفات حضرت کی ۲۳ ذی الحجہ سنہ ۶۶۶ھ میں ہوئی، مزار ملتان میں ہے۔ نزد مزار پدر والد۔

ذکر حضرت شیخ جمال خنداں رو قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شیخ صدرالدین عارف کے تھے۔ بہت باکمال و باعظمت گذرے ہیں۔ وفات حضرت کی سنہ ۶۶۶ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ حسن افغان قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شیخ بہاءالدین ذکریا ملتانی کے تھے صاحب ذوق و شوق عالم علوم باطنی آپ محض امی تھے، مگر امتحاناً کسی قسم کا کتبہ آپکے سامنے آتا اُس کے معنی مطلب سب بیان فرمادیا کرتے تھے، ان کے پیر کہا کرتے تھے کہ اگر خدا قیامت کو مجھ سے سوال کریگا کہ میرے واسطے کیا تحفہ لایا۔ عرض کرونگا کہ حسن افغان کی مشغولی عبادت جس زمانہ میں آپ دلی آتے تھے راستہ میں دیکھا کہ ایک مسجد بناتے ہیں اور بہت سے عالم قبلہ درست کررہے ہیں یہ بھی وہاں کھڑے ہوگئے، آپنے قبلہ کی طرف منھ کرکے کہا کہ جدھر میرا منھ ہے اُدھر محراب درست کردو۔ لوگوں کو انکار ہوا آپنے انگشت شہادت قبلہ کی طرف اُٹھاکر فرمایا اگر میرے کہنے کا اعتبار نہیں تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو، غرض کل حاضرین زیارت کعبہ سے مشرف ہوئے، ایک روز آپ جماعت سے نماز پڑھ رہے تھے کہ امام کے دل میں کچھ خطرے گذرے۔ بعد نماز کے آپنے امام کا ہاتھ پکڑ کر علیحدہ لیجاکر کہا کہ آپ دلی سے ہندوستان میں جاتے تھے وہاں سے بردہ خرید کر ملتان میں لاتے تھے اُن کو بیچکر نفع کثیر اُٹھاتے تھے بیچارہ حسن دست بستہ ننگے پاؤں تمہارے پیچھے حیران پھرتا تھا، اس نماز کو کیا نماز کہوں ؎ دل درکار و تن با خدا بود۔ الغرض ایسی ایسی بہت سی کرامتیں آپ سے ظاہر ہوئی ہیں، وفات حضرت کی سنہ ۶۸۹ھ میں ہوئی مزار ملتان میں پائین مزار مرشد ہے۔

ذکر حضرت سید جلال الدین منیر شاہ میر سرخ بخاری قدس سرہٗ

آپ خلیفہ شیخ بہاءالدین ذکریا ملتانی کے تھے جو سید بخاری کہلاتے ہیں وہ سب آپکی اولاد سے ہیں

نسب نامہ آپکا یہ ہے، سید جلال الدین بن سید ابوالموید علی بن سید جعفر بن سید محمد بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن سید امام نقی رضؓ۔ جاننا چاہیے سید علی اصغر کے دو بیٹے تھے، سید عبداللہ سے سادات بخاری اور سید اسمٰعیل سے سادات پہاکری سید صاحب کے بہت سے لقب ہیں۔ جلال الدین شیر شاہ ابوالبرکات و ابوالصمد و میر بزرگ مخدوم اعظم و جلال اکبر و عظیم السداور آپ نواسے سلطان محمود بادشاہ توران کے تھے۔

مظہر جلالی میں لکھا ہے کہ حضرت مادر زاد ولی تھے لڑکپن میں لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے شہر سے باہر آئے، وہاں ایک جنازہ کی نماز تیار تھی آپنے پوچھا چارپائی پر جو پڑا ہے اس کا کیا حال ہے۔ کسی نے کہا فلاں شخص مر گیا اُس کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے، آپنے کہا پھر کیا کروگے، اُس نے کہا کہ زمین میں دفن کرینگے، یہ سُنکر آپکا بدن کانپا اور اللہ اکبر کہکر سرہانے مُردے کے جاکر قم باذن اللہ فرمایا وہ مردہ فوراً زندہ ہوگیا، اور اپنے پاؤں چلا گیا، چالیس برس اور زندہ رہا، جب آپکے والد کو یہ خبر ہوئی اُنہوں نے بہت کچھ دھمکایا اور منع فرمایا کہ پھر ایسی حرکت نہ کرنا شرع میں رخنہ پڑتا ہے، پہلے پہل سفر کرکے آپ نجف اشرف آئے، چندے وہاں رہ کر مدینہ میں آئے وہاں سے بیت المقدس کو گئے پھر مدینہ میں آئے۔ وہاں کے سادات نے آپسے سند سادات چاہی، آخر یہ امر طے ہوا کہ مزار رسول مقبول پر چلکر دریافت کریں، سید جلال الدین نے روضہ عالیہ کے روبرو کھڑے ہوکر کہا السلام علیک یا والدی روضہ کے اندر سے آواز آئی وعلیکم السلام یا ولدی قرۃ عینی و سراج کل امتی انت منی و من اہل بیتی یہ سُنکر تمام سادات اُنکی توقیر اور تعظیم بجالائے، بعدہ کعبہ میں آنکر حج کیا وہاں سے چلکر ربع مسکون کی سیر کی ہزارہا مخلوق کو ہدایت فرمائی اور ملک پنجاب میں آنکر شہر جھنگ سیالاں آباد کیا ایک روز آپ حجرہ میں نہ تھے اور دروازہ بند تہا حاضرین مسجد کے کان میں ذکر نفی اثبات کی آواز آتی تہی، آپکے مریدوں میں سے شیخ عارف نے پوچھا کہ آپ تو حجرہ میں نہ تھے وہ کون تہا جو حجرہ میں ذکر کر رہا تہا، فرمایا کہ پیالہ چوبی ذکر کرتا تہا۔ ایکبار تغلق نام افغان کہ درویش کامل تہا سندھ سے چلکر اوچ میں آیا اور یہ شہرت تھی کہ جو فقیر اُسکو ملا اُسکی ولایت کو سلب کیا، اوچ میں آکر سید صاحب کو بھی بلوایا، اسوقت آپ مشغول تھے، تغلق کا خادم ہیبت کی وجہ سے کچھ عرض نہ کر سکا اور واپس جاکر تغلق سے حال شیخ بیان کیا وہ خود سوار ہوکر مسجد کے دروازہ پر آیا اندر آنا چاہا مگر نہ آسکا، آخر کہا کہ یہ سید کامل ہے

مگر افسوس ہو کہ عیاں الرب یقین ہے کہ تمام عالم میں اسکی اولاد بھر جاویگی، یہ آواز آپکے کان میں پہنچی آپکو غصہ آیا اور اُسکو نظر جلال سے دیکھا اُسیوقت وہ جلکر مر گیا۔ لکھا ہے کہ جب یہ بخارا سے جنگل میں آئے ہیں تو سید بدر الدین نے اپنی دختر کا نکاح آپکے کیا چندے وہاں رہکر پھر اوچ میں آئے تھے، آپکے پانچ لڑکے پیدا ہوئے۔ وفات حضرت کی بعمرہ ۹ سال سنہ ۹ھ میں ہوئی مزار اوچ میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ احمد معشوق قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ صدر الدین عارف کے تھے ہمیشہ مخمور رہتے تھے، قندہار میں سوداگری کی دکان تھی ملتان میں واسطے تجارت کے آئے تھے ایکدن راستہ میں شیخ صدر الدین کو دیکھا، شیخ نے ان کو اپنے پاس خانقاہ میں بلاکر قدرے شربت اپنا جھوٹا پلایا اُسکے پیتے ہی ان کا دل روشن ہوگیا اور مرید ہوئے، تمام مال و متاع خیرات کرکے فقیر ہوئے، ایکدن یہ کہتے تھے کہ دعا کی الہی تو بادشاہ ہے اپنے بندوں کو اپنی عنایت سے نوازتا ہے۔ جب تک مجھکو اپنے قرب و اپنے مرتبہ سے کہ میرا مجھکو کتنا خیال ہے نہ آگاہ کریگا میں پانی سے پاؤں باہر نہ نکالونگا، اُسوقت آواز غیب ہوئی کہ تیرا مرتبہ ہماری درگاہ میں بہت ہے کہ تیرے وسیلہ سے خلقت کو آتش دوزخ سے بچاکے بہشت میں بھیجونگا۔ عرض کیا کہ الہی تیری نعمت کی حد اور تیری رحمت کی گنتی نہیں اسپر اکتفا نہ کرونگا، پھر آواز ہوئی کہ تجھکو اپنا محبوب و معشوق کیا، تاکہ طالبوں کو تو میرا عاشق کرے یہ سنکر پانی سے نکلے آخر بوجہ جذبہ عشق کے جہان اور اہل جہان سے بیخبر ہوکر مست و مدہوش ہوگئے تھے، آخر علماء نے ان کو پکڑا کہ فرض کیوں نہیں ادا کرتا۔ ورنہ تجپر حد جاری کرینگے، اُنہوں نے کہا کہ میں قوت نماز پڑھنے کی نہیں رکھتا ہوں، خیر تمہارے کہنے سے نماز تو پڑھتا ہوں مگر سورہ فاتحہ نہ پڑھونگا۔ اُنہوں نے کہا بے فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی کہا کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ کہونگا۔ اُنہوں نے کہا کہ بے اس کے فاتحہ نہیں ہوتی۔ آخر علماء نے نماز پر اُن کو کھڑا کیا جو وقت ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہنچے ہر رونگٹے سے خون ٹپکنے لگا کپڑے تر ہوگئے۔ رکعت توڑکر آپنے علماء سے فرمایا کہ میں زن حائضہ ہوں نماز مجھکو معاف ہے۔ وفات حضرت کی سنہ ۳ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ ضیاء الدین رومی قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے

کے تھے سلطان علاء الدین خلجی آپ کا مرید تھا۔ وفات حضرت کی سنہ ۷۲۱ ہجری میں ہوئی۔ مزار دہلی میں ہے

ذکر حضرت لال شہباز سندھی سہیانی قدس سرہ

حضرت صاحب کمالات ظاہری باطنی اور صحیح النسب سادات حسینی اور خلیفہ شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی کے تھے، بوجہ جذب و مستی کے طریقہ آپکا ملامتیہ تھا سرخ کپڑے پہنتے تھے آپکے مرید بہت تھے۔ ہنوز آپکے مزار سے کرامتیں ظہور میں آتی ہیں۔ آپ کو اپنے جدی خاندان میں بھی حضرت امام جعفر صادقؓ سے اجازت ہے۔ وفات حضرت کی سنہ ۷۲۴ھ میں ہوئی۔ مزار پُر انوار حضرت کا ملک سندھ میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی بن شیخ صدر الدین عارف قدس سرہ

آپ صاحب سجادہ اپنے والد کے تھے۔ عالم علوم ظاہری و باطنی تھے اور ہر روز ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے نقل ہے کہ انکی سات مہینہ کی عمر تھی۔ انکی والدہ صاحبہ چاندرات کے سلام کو اپنے خسر شیخ بہاء الدین ذکریا کی خدمت میں گئیں وہ دیکھتے ہی تعظیم کو کھڑے ہوئے۔ یہ بیوی نہایت متعجب ہوئیں اور تعظیم کی کیفیت دریافت کی، شیخ نے فرمایا کہ یہ تعظیم تیری نہ تھی بلکہ اُس لڑکے کی ہے جو میرے خاندان کا چراغ ہے۔ ایک روز شیخ بہاء الدین چارپائی پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور دستار پلنگ پر رکھی تھی اور شیخ صدر الدین نیچے فرش پر باادب بیٹھے تھے شیخ رکن الدین کہ عمر انکی چار برس کی تھی۔ چارپائی کی پٹیاں پکڑے کھیل رہے تھے۔ یکایک دستار اپنے دادا کی اُٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی شیخ صدر الدین نے یہ دیکھکر کہا کہ باادب رہو شیخ بہاء الدین نے فرمایا کہ منع نہ کر کہ یہ میری دستار کا حقدار ہے میں نے اسکو عطا کی، چنانچہ جب یہ صاحب سجادہ ہوئے تو وہی دستار اپنے دادا کی اپنے سر پر رکھی۔ نقل ہے کہ شیخ رکن الدین فیض الٰہی کے ایک دریا تھے جو شخص اپنی مراد حضرت کے پاس لاتا گوہر مراد سے دامن کو پُر کرتا۔ اس وجہ سے آپکو قبلہ حاجات کہتے تھے۔ چنانچہ مخدوم جہانیاں اور شیخ عثمان سیاح اور دیگر ہزاروں مشائخ آپ کی توجہ سے اولیاء ہوئے حضرت سلطان علاء الدین کے عہد میں دو بار اور سلطان قطب الدین کے عہد میں تین بار رونق افروز دہلی ہوئے سلطان علاء الدین اگرچہ منکر تھا مگر آپکی پیشوائی کو ہمیشہ سوار ہوتا تھا۔ اور دو لاکھ آتے وقت اور پانچ لاکھ جاتے وقت پیش کرتا تھا، حضرت اسکو قبول کر کے مساکین کو تقسیم

کرتے تھے۔ اور حضرت نظام الدین اولیاء سے بہت محبت تھی، چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھکو برادر نظام الدین کی محبت دہلی لاتی ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نظام الدین اولیاء و شیخ رکن الدین مسجد کیلو کہری میں جمع تھے اور شیخ عماد الدین اسمٰعیل برادر شیخ رکن الدین بھی حاضر تھے۔ ان کے دلمیں گذرا کہ اسوقت اس جگہ پر قران السعدین واقع ہے، اگر ان دونوں بزرگوں میں کچھ نکتہ علم درمیان میں آجائے تو خالی از لطف نہو گا۔ انہوں نے دونوں صاحبوں کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا حکمت الہی تھی کہ حضرت رسول مقبول نے مکہ سے مدینہ میں ہجرت کی، شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ ہے کہ بعضے کمالات باطنی حضرت شاہ رسالت کے موقوف اور ہجرت کے تھے کہ جب مکہ سے مدینہ میں آویں تب انکی تکمیل ہو، حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا کہ میرا خیال اسکے خلاف ہے، یعنی بعض ناقصان اہل مدینہ بسبب نقصان ظاہری و باطنی اپنے کے استطاعت انکی نہ رکھتے تھے کہ مدینہ سے مکہ پہنچکر حاصل کریں، اللہ جل شانہ نے بکمال فضل و کرم اپنے سے حضرت رسول خدا کو مکہ سے مدینہ میں بھیجا تاکہ وہ ناقص کمال کو پہنچے اور دولت لازوال بے طلب و سوال ان کو حاصل ہو۔ الغرض ایسے کلام شیریں دونوں بزرگوں میں واقع ہوئے، نقل ہے کہ شیخ رکن الدین واسطے دیکھنے بادشاہ کے جب تشریف لے گئے اسوقت بادشاہ تخت رواں پر سوار باہر دیوان خاص کے کھڑا تھا اور خلقت عرض معروض کر رہی تھی کہ شیخ بادشاہ کے قریب پہنچے اور خادم سے اشارہ کیا کہ پہلے اہل حاجت کی عرضیاں پیش کرو۔ بادشاہ نے ان کو مطالعہ کر کے ہر ایک پر دستخط کئے۔ جب عرائض پیش ہو چکے اسوقت بادشاہ دیوان خاص کو بغرض فقط آپکے تشریف لیجانا کار براری اہل حاجت کے لئے تھا کسواسطے کہ دوستان خدا کی نیت ہر وقت کار خیر میں رہتی ہی نقل ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق بعد فتح دکن کے دہلی آیا اسوقت شیخ رکن الدین بھی دہلی میں تشریف رکھتے تھے۔ بادشاہ کوشک سلطانی میں قیام پذیر ہوا، شیخ رکن الدین بھی تشریف لے گئے، سلطان اور شیخ اور دیگر امرا باہم کھانا کھا رہے تھے کہ شیخ نے سلطان سے فرمایا کہ یہ عمارت نئی ہے۔ صلاح یہ ہے کہ جلدی اسمیں سے باہر ہو جاؤ۔ سلطان نے کہا بعد [illegible] طعام کے اسطرح تین بار شیخ نے تکرار کی بادشاہ نے وہی جواب دیا، آخر شیخ بغیر ہاتھ دھوئے وہاں سے اٹھکر دہلیز میں آئے تھے کہ چھت اس مکان کی گری اور بادشاہ اس صدمہ سے مر گیا۔ یہ ذکر ۷۲۵ھ

کا ہے۔ ایک روز سلطان غیاث الدین نے مولانا ظہیر الدین سے پوچھا کہ شیخ رکن الدین کی کوئی کرامت دیکھی۔ مولانا نے عرض کیا کہ جمعہ کے دن میں نے دیکھا کہ خلق کثیر برائے قدمبوسی شیخ رکن الدین جمع ہے میرے دلمیں گذرا کہ شیخ کے پاس عمل تسخیر ہے۔ حالانکہ میں مولوی ہوں۔ مگر میری طرف کوئی توجہ نہیں کرتا اور یہ ارادہ کیا کہ صبح شیخ کی خدمت میں حاضر ہوکر مسئلہ استنشاق اور مضمضہ دریافت کرونگا رات کو خواب میں دیکھا کہ شیخ نے میرے منہ میں حلوا دیا۔ جب بیدار ہوا تو منہ میٹھا تھا۔ سمجھا کہ شیطان نے شیخ کی شکل میں دہوکا دیا۔ جب شیخ کی خدمت میں صبح پہنچا فوراً شیخ نے فرمایا کہ مولانا خوش آمدی منتظر شما بودم کہ کب مولانا آویں اور میں اُن کا مسئلہ کہوں۔ جان لو کہ جنابت دو نوع پر ہے۔ ایک جنابت دل دوم جنابت تن۔ جنابت تن قرب عورت اور جنابت دل صحبت مردان بیکار و نالایق سے جیسا کہ بدن پانی سے پاک ہوتا ہے۔ ایسا ہی دل زیارت مرد نیک سے پاک ہوتا ہے اور کلی اور ناک میں پانی دینا سنت ہے۔ اسکی وجہ سے حدث عضو دور ہوتی ہے۔ اور جسطرح شیطان رسول خدا کی صورت نہیں بنا سکتا اسی طرح دوستان خدا کی بھی صورت نہیں بنا سکتا۔ اگرچہ تمام عالم ہو مگر مرد قابل کہ جان سے خالی ہو۔ پس میں نے اپنے سوال کا جواب کافی سنکر بیعت کی۔ نقل ہے کہ جب دن وفات کے نزدیک پہنچے خلق سے گوشہ کیا حجرہ میں سے باہر نہیں آتے تھے۔ سوائے ادائے نماز کے آخر بتاریخ ۱۷ رجب سنہ ۷۳۵ ہجری میں بعد نماز عصر کے مولانا ظہیر الدین کو حجرہ میں بلاکر فرمایا کہ تجہیز و تکفین کا بندوبست کرو۔ بعد نماز مغرب نوافل ادا میں پڑھکر سر سجدہ میں رکھا اور جان بحق تسلیم کی۔ بعد آپکے فرزند محمد اسمٰعیل صاحب سجادہ ہوئے

ذکر حضرت شیخ حمید الدین ابوالحاکم قریشی الہمدانی کا قدس سرہ

آپ کا نسب نامہ یہ ہے بن سلطان بہاء الدین بن سلطان قطب الدین بن سلطان رشید الدین بن سلطان ابو علی بن شیخ موسیٰ ہنکاری بن شیخ ابوطاہر بن شیخ ابراہیم بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن شیخ شریف عمر بن شریف عبد الوہاب بن ابو السفیان بن حارث لکھا ہے کہ حضرت ۱۲ ربیع الاول سنہ ۶۵۳ھ میں بطن بی بی حاج بنت شہزادہ بہاء الدین بن سلطان قطب الدین سے تولد ہوئے۔ تین برس کے تھے کہ ان کے دادا فوت ہوئے ان کے

والد پادشاہ ہوئے، دس برس سلطنت کرکے فقیر ہوکر حرمین میں آئے اور تجرید و تفرید کے ساتھ چودہ برس یادِ خدا میں مشغول رہے، شیخ حمید الدین بادشاہ ہوئے، بعد ایک سال کے ترک لباس کرکے مع اپنی بی بی کے لاہور میں آئے، اور سید احمد تختہ ترمذی اپنے جدو مادری کے مرید ہوکر کارِ فقر کو پورا کرکے خرقۂ خلافت طریقہ شطاریہ میں حاصل کیا، جب سید احمد کا وقت قریب آیا اُنہوں نے فرمایا کہ تیرا حصہ شیخ رکن الدین کے پاس ہے، ان کی خدمت میں جا اور اپنا حصہ لے، یہ وہاں سے چلکر ملتان میں آئے اور شیخ رکن الدین کے مرید ہوکر بکمال ولایت پہنچے، نقل ہے کہ ایک دن وزیر سلطان غیاث الدین تغلق کا آپکی خدمت میں آکر ایک کونے میں بیٹھا اور اس کے دلمیں گذرا کہ جو تعریف مینے اس فقیر کی سنی تھی ویسا نہ پایا۔ یہ ایک جبنولا ہے اپنا خرقہ آپ سیتا ہے، حضرت نے نور باطن سے معلوم فرماکر اپنی ٹوپی کو ٹیڑھا کیا اُسیوقت وزیر اور اُس کے خدام کے چہرے ٹیڑھے ہوگئے، پس اُس نے عذر تقصیر چاہا اور پاؤں پر گرا، شیخ نے ازراہ ترحم اپنی ٹوپی کو سیدھا کیا، اُسیوقت اُن کے چہرے بھی سیدھے ہوگئے، شیخ جمال الدین اوچی رسالہ حمیدیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز آپکے خادموں میں سے ایک کو باؤلے کتے نے کاٹا تھا، اس صدمہ سے وہ لبِ دم تھا شیخ اُسکو پوچھنے آئے، ایک فقیر کے دلمیں خیال آیا باوجودیکہ شیخ ایسے باکمال ہیں اور اُن کا خادم لبِ دم ہے آپنے نور باطن سے معلوم فرماکر ارشاد کیا کہ اپنا تھوک زخموں پر لگا اور میں خدا سے چاہتا ہوں کہ جس کتے کے کاٹے پر تیرا تھوک لگے اُسکو شفا ہو اُس خادم نے بموجب امر والا اپنا تھوک زخموں پر لگایا اور اچھا ہوا۔ وفات حضرت کی ۲۲ ربیع الاول ۷۳۶ھ میں بعمر ۱۶۷ برس ہوئی مزار شریف دہلی میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ وجیہ الدین عثمان سیاح سامی قدس سرہ

آپ مرید شیخ رکن الدین ابوالفتح کے اور بیٹے قاضی حمید الدین منہاج کے تھے سام سے دہلی میں آکر دفتر سلطان میں نوکر ہوئے، ایک روز دریا کی طرف گذر ہوا، وہاں دیکھا کہ شیخ رکن الدین نماز پڑھ رہے ہیں، دیکھتے ہی ایسی محبت پیدا ہوئی کہ شیخ کی قدمبوسی کی اور مرید ہوئے، نوکری چھوڑ کر شیخ کے ہمراہ ملتان میں آئے، بعد تکمیل کار درویشی کے خرقۂ خلافت حاصل کرکے اولیائے وقت ہوکر تمام روئے زمین کی سیاحی کی سوائے ایک تہ بند کے

دوسرا کپڑا نہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ طواف کعبہ میں موسم گرمی کا تہا، آپنے دیکھا کہ خضر علیہ السلام آپ پر سایہ کیے ہوئے ہیں اور خضر نے آپکو بہشت کپڑے پہنائے اور فرمایا کہ دہلی جا نظام الدین اولیا تجھکو امانت دیں گے۔ آپ حسب الامر خضر دہلی آکر سلطان جی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر فیضان چشتیہ بھی حاصل کرکے صاحب وجد و سماع ہوئے۔ نقل ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق بعد قتل خسرو خان تخت دہلی پر بیٹھا۔ سماع کی اس نے ممانعت کی اور حکم دیا کہ کوئی گانیوالا کسی صوفی کے روبرو نہ گائے ورنہ گدی کے پیچھے زبان کھنچائی جائیگی، اور ایک محضر بہ اعتراض سماع برائے سلطان المشائخ تیار کروایا۔ اس وجہ سے سماع بند تھا، ایک روز امیر حسن قوال آپکی خدمت میں آیا، شیخ نے فرمایا کچھ کہہ اُس نے آہستہ آہستہ یہ بیت گانی شروع کی ؎

زاہد ز دین بر آمد ملا ز اعتقاد　　کافر محمدی شد صوفی چنانچہ ہست

یہ بیت سنتے ہی شیخ کو وجد ہوا اور کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ دروازہ کھولدو اور بآواز بلند گاؤ، سماع سنکر ہزاروں اہل سماع آگئے اور ایک شور و غل ہونے لگا، یہانتک کہ بادشاہ کو بھی خبر ہوئی اور خوشامدیوں نے یاد دلایا کہ خسرو خاں نمک حرام نے بعد قتل سلطان قطب الدین خزانہ سلطانی صوفیوں کو تقسیم کردیا تہا، کئی لاکھ روپے شیخ سیاح کو بھی دیے تھے اب ان سے واپس لینا چاہیے، بعد تحقیقات کے معلوم ہوا کہ شیخ سیاح نے کچھ نہیں لیا تہا، امیر سلطان بہت خوش ہوا اور شیخ کی دعوت کی اور پہلے جو بہ جہت سماع اور غوغائے خلائق برہمی پیدا ہوئی تھی اس کا عذر چاہا اور اپنی دعوت میں قوالوں کو طلب کرکے شیخ کی دعوت میں محفل سماع گرم کی وفات حضرت کی سنہ ۷۳۸ھ میں ہوئی مزار دہلی میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ صلاح الدین قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ صدر الدین کے تھے اور حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے بھی فیضان چشتیہ حاصل کیا تہا، سلطان محمود بن غیاث الدین تغلق کہ جو فقیر کش تہا آپ اسکو کبھی خیال میں نہیں لاتے تھے اور سختی سے یاد فرمایا کرتے تھے، ایک روز ایک جوان گھوڑے پر سوار جاتا تہا، اُس نے ایک تازیانہ گھوڑے کے مارا، شیخ نے نظر تیز سے اُسکو دیکھا، اُسیوقت بیہوش ہوکر گھوڑے سے گر پڑا، دیکھکر لوگ دوڑے۔ دیکھا تو اُس کے چوتڑوں پر تازیانہ کا نشان پایا۔ وفات حضرت کی سنہ ۷۴۲ھ میں ہوئی مزار دہلی میں ہے متصل درگاہ چراغ دہلی نالہ کے پار آپکا مقبرہ عالی زیارتگاہ ہے وہاں جو آبادی ہے اُسکو شیخ پورہ کہتے ہیں

ذکر حضرت شیخ علاؤ الدین ملتانی قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ صدر الدین عارف کے تھے علوم ظاہری اور باطنی اور کرامت میں مشہور تھے اور مخاطب بہ محبوب اللہ تھے مخدوم جہانیاں سے آپکو بہت محبت تھی وفات حضرت کی سنہ ۷۰۲ھ میں ہوئی

ذکر حضرت سید میر ماہ سہروردی بن سید نظام الدین قدس سرہ

آپ مرید اپنے والد کے اور وہ مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے، اور سید اشرف جہانگیری سے بھی فیض حاصل کیا تھا وفات حضرت کی سنہ ۷۳۳ھ میں ہوئی عمر اکہتر برس کی پائی

ذکر حضرت شیخ حاجی چراغ ہند قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ رکن الدین ملتانی کے تھے، بعد عطائے خرقہ خلافت ظفر آباد میں معمور ہو کر ہدایت خلق میں مصروف رہے، وفات حضرت کی سنہ ۷۴۳ھ میں ہوئی، مزار ظفر آباد میں ہے۔

ذکر حضرت میر سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری قدس سرہ

آپ پوتے سید جلال سرخ اوچی کے تھے اور بیٹے سید احمد کبیر کے تھے، یہ حضرت ولی مادر زاد تھے۔ لڑکپن سے آثار بزرگی کے جلوہ نما تھے کہتے ہیں کہ انکی سات برس کی عمر تھی کہ ان کے والد ان کو شیخ جمال الدین خنداں رو کے روبرو لے گئے اسوقت ان کے پاس ایک طباق کھجوروں کا بھرا رکھا تھا۔ فرمایا کہ حاضرین کو تقسیم کردو۔ مخدوم جہانیاں نے اپنا حصہ مع گٹھلیوں کھانا شروع کیا، شیخ جمال نے یہ دیکھکر تبسم کناں فرمایا کہ اے سید مع گٹھلیوں کے کیوں کھاتے ہو، مخدوم نے باوجود خورد سالی کے جواب دیا کہ یہ کھجوریں آپکے ہاتھ سے نصیب ہوئی ہیں انکی گٹھلیاں بھی فیض سے خالی نہیں اسواسطے نہیں پھینکتا یہ سنکر شیخ جمال بہت خوش ہوئے اور اُن کے حق میں دعا کی، لکھا ہے کہ مخدوم نے پہلے بیعت سلسلہ سہروردیہ میں اپنے والد کی بعدہٗ اپنے چچا شیخ صدر الدین محمد غوث سے خرقہ تبرک حاصل کیا، اس کے بعد شیخ رکن الدین ملتانی سے خرقہ خلافت پایا، بعد اس کے شیخ السلام شیخ عفیف الدین عبداللہ مطہری سے مکہ معظمہ میں حاصل کیا اور دو برس اُنکی خدمت میں رہکر عوارف اور دوسری کتابیں سلوک میں پڑھیں، شیخ عفیف نے اُن کو گازرون جانیکا حکم دیا، جب یہ گازرون میں پہنچے شیخ امام الدین برادر شیخ امین الدین گازرونی نے فرمایا کہ تمہارے دادا نے مجھ سے ملنے کا قصد کیا تھا، مگر شیطان نے

میرے مرنے کی خبر جھوٹی مشہور کر دی اور وہ مکہ معظمہ کو چلے گئے، اب تو میرا سجادہ ہے اور مقراض ان کو دیکر فرمایا کہ یہ حق تیرا ہے، پس اُن سے خرقہ خلافت حاصل کر کے چندے اُنکی خدمت میں رہکر مصر اور شام عراق بلخ اور خراسان وغیرہ ممالک کا سفر کرتے ہوئے چھ حج کر کے ہندوستان میں آئے اور بیت اللہ شریف میں امام عبد اللہ یافعی کی خدمت میں رہے اور بحکم امام دہلی میں آکر حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید ہو کر چندے اُنکی خدمت میں رہے اور فیضان چشتیہ حاصل کیا، جاننا چاہیئے کہ مخدوم جہان چودہ خانوادہ کے خلیفہ ہیں اور تمام جہان کی سیر کی، تمام اولیائے وقت سے ملے، اور حضرت غوث پاک سے نہایت عقیدت تھی، سید اشرف جہانگیری تحریر فرماتے ہیں کہ جس قدر خوارق اور کرامت مخدوم جہانیاں سے صادر ہوئے اولیائے متاخرین میں سے ایک کو بھی حاصل نہیں ہوئے، چنانچہ جس روز میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اُسی روز اطوار قطبیت و غوثیت سے مشرف ہوا، چنانچہ شیخ علاء الدین چشتی قطب بنگالی نے وقت انتقال کے فرمایا تھا کہ میرے جنازہ کی نماز مخدوم جہانیان پڑھائیں گے اور کوئی نہ پڑھائے۔ یہ سنکر تمام مرید حیران رہے کہ مخدوم اوچ میں ہیں، کیونکر آپکے جنازہ کی نماز کے وقت حاضر ہونگے۔ چنانچہ جب اُن کا انتقال ہوا تو لوگوں نے مخدوم جہانیاں کو وہاں حاضر دیکھا اور جنازہ کی نماز پڑھائی اور چند روز رہ کر نور قطب عالم کو تربیت کیا اور سجادہ پر بٹھایا۔ وہاں کے بہت سے اکابر حضرت کے مرید ہوئے۔ انوار عاظمیہ سے نقل ہے کہ ایک روز مخدوم اپنی خانقاہ میں بیٹھے تھے کہ یکایک گھاس کی کٹھری میں آگ لگی اور اسمیں سے شعلہ اُٹھا، مخدوم نے ایک چٹکی خاک کی اُٹھا کر یا شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی باواز بلند پڑھکر اُس طرف پھینکی معاً آگ بجھ گئی، ایک وقت خانجہاں مرزا وزیر سلطان فیروز شاہ حضرت کی خدمت میں آیا اُسنے ایک منشی کے لڑکے کو قید کیا تھا اُس لڑکے نے آپکی طرف توجہ کی آپنے نور باطن سے معلوم فرما کر وزیر سے فرمایا کہ اُس مظلوم کو چھوڑ دے اسمیں تیری خیر ہوگی وزیر نے بموجب حکم عالی رہا کیا۔

اخبار الاولیا سے نقل ہے کہ شب عید کو مخدوم جہانیان روضہ شیخ الاسلام بہاء الدین پر جاکر مستدعی عیدی کے ہوئے مزار سے آواز ہوئی کہ تیری عیدی یہی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے تجھکو مخدوم جہانیاں کیا۔ بعد اُس کے شیخ صدر الدین عارف کے مزار پر عیدی کی التجا کی۔ وہاں سے بھی جواب باصواب پایا۔ خزینہ جلالی میں لکھا ہے کہ ایک بار شیخ ابو الفتح ملتانی زینہ پر سے اُترتے تھے

مخدوم نے دوڑ کر اپنے کو زیر زینہ ڈالا اس مراد سے کہ قدم میرے پیر کا سینہ پر پڑے۔ یہ دیکھکر کہا یا سید مرتبہ ولایت تمہارا اپنے مرتبہ کو پہنچ چکا ہے تم مخدوم جہانیاں ہوگئے اور اپنے ہاتھ سے اٹھاکر سینے سے لگایا اور بہت نعمتیں عطا کیں، اُس روز سے مخاطب بخطاب مخدوم جہانیاں ہوئے

ایک بار مخدوم جامع مسجد اوچ میں معہ چند علماء درویشوں کے معتکف تھے، حاکم اوچ واسطے زیارت حضرت کے آیا۔ حضرت کے گرد ہجوم درویشوں کا دیکھکر کئی درویشوں کو جھڑک کر مسجد سے باہر نکالا مخدوم نے یہ حال دیکھکر فرمایا کہ اے بدبخت تو دیوانہ ہوا ہے کہ درویشوں کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ فرماتے ہی حاکم دیوانہ ہوگیا۔ کپڑے پھاڑے مسجد سے نکلکر لوگوں کو پتھر مارتا ہوا باہر پھرنے لگا۔ آخر بمشکل اُسکو پابزنجیر کرکے بعد بہت دنوں کے اُس کا بڑھا باپ حضرت کی خدمت میں آیا اور اُسکی شفاعت چاہی، آپ نے ازراہ رحم فرمایا کہ اُسکو لاکر غسل دو اور نئے کپڑے پہناؤ اور زیارت مزار شیخ جمال الدین خندہ رو کراکر میرے پاس لاؤ، پس بعد زیارت مزار کے وہ حضرت کے پاس آتے ہی اچھا ہوا اور مرید ہوکر واصلان حق سے ہوا۔ مولانا شمس الدین اوچی سے نقل ہے کہ آپکے سفر آخری حرمین میں مخدوم کے ہمراہ میں بھی تھا۔ جب جہاز پر سوار ہوئے درویشوں کے دل میں آیا کہ مچھلی ہاتھ آجائے تو اس کے کباب کھائیں۔ مخدوم نے نور باطن سے معلوم کرکے فرمایا کہ مچھلی انشاء اللہ تمہارے پاس آویگی اسیوقت ایک مچھلی بہت بڑی کود کر جہاز میں آپڑی۔ اُس کے کباب تیار ہوئے سب کو تقسیم کئے گئے، پس جب جدہ میں آئے واسطے زیارت مزار حضرت حوا علیہا السلام کے تشریف لے گئے۔ قضاراً اُسی روز ایک تابوت دفن کرنیکو لائے۔ مخدوم نے پوچھا کہ یہ جنازہ کس کا ہے، لوگوں نے کہا کہ شیخ بدرالدین یمنی جو تیس برس سے کعبہ میں تھے اور اب جدہ میں آئے تھے۔ بعد نماز عصر کے تلاوت قرآن میں انتقال کیا، یہ سنکر مخدوم نے تفکر کیا اور فرمایا کہ ان بزرگ کو ابھی دفن نہ کرو۔ شاید ابھی زندہ ہوں، پس اس جنازہ کو شہر میں لاکر کنارہ دریا کے ایک مسجد میں رکھا نعش کو تابوت میں سے نکالکر بوریے پر لٹایا۔ مخدوم نے تمام آدمیوں کو نکالکر دروازہ مسجد کا بند کرکے پہلے دوگانہ ادا کیا بعد اُس کے تلاوت قرآن میں مصروف ہوئے جب آیت یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی پر پہنچے تو شیخ بدرالدین کی نعش کو حرکت ہوئی اور اُٹھکر مخدوم کے دست و پا چومے۔ مخدوم نے اپنے کپڑے اُن کو عطا کئے۔ اور دروازہ مسجد کا کھولدیا، شیخ بدرالدین نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ یہ کرامت دیکھکر

تمام اہل جدہ مرید ہوئے۔ وہاں سے آکر حج کیا۔ مدینہ میں جاکر روضۂ رسول مقبول پر باآواز بلند کہا۔ السلام علیکم یا جدامجد روضۂ منورہ سے آواز ہوئی علیکم السلام یا ولدی قرۃ العینی۔ یہ سنکر تمام اہل مدینہ آپکی شرافت اور کرامت کے معتقد ہوئے، اور کتب تواریخ صوفیہ سے ثابت ہے کہ حضرت مخدوم کو خرقۂ خلافت حضرت شاہ بدیع الدین مدراسی سے بھی پہنچا تھا۔ ولادت حضرت کی ۰۰۰ھ ہوئی اور وفات ۰۰۰ھ میں ہوئی مزار اوچ میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ گرگ سہروردی قدس سرہ

آپ مرید شیخ اسمٰعیل قریشی کے وہ مرید اپنے شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی کے عالم متبحر و سالک مجذوب جسب الحکم مرشد کے قصبہ کڑہ میں مقیم ہوئے۔ بوجہ جذبہ باطنی کے طریقہ ملامتیہ کرلیا تھا ہزاروں کرامتیں آپسے وقوع میں آئیں خلق آپسے رجوع کرتی آپ متنفر رہتے۔ کبھی کبھی شعر بھی فرماتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں ؎ اندر طلب دوست چو مردانہ شدم، اول قدم آں بود کہ بیگانہ شدم :: اور ملک علاء الدین آپکی دعا سے بادشاہ دہلی ہوا تھا۔ وفات حضرت کی ۰۰۰ھ میں ہوئی مزار قصبہ کڑہ میں ہے۔

ذکر حضرت مخدوم شیخ اخی راجگری قدس سرہ

آپ خلیفہ مخدوم جہانیاں کے تھے۔ یہ حضرت عین جوانی میں موضع زہرہ علاقہ دریاآباد سے آکر مخدوم کے مرید ہوکر سالہا سال پیر کی تربیت میں رہ کر خرقۂ خلافت حاصل کرکے قنوج کے شاہ ولایت ہوکر رخصت ہوئے، چندے قنوج میں رہ کر اژدہام خلائق سے متنفر ہوکر موضع راجگیر کنارہ گنگا پر آکر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے، لکھا ہے کہ پہلے بروز شنبہ بتاریخ ۱۰ شوال ۰۰۰ھ میں وفات پائی، جب غسل وکفن مل چکا تو لوگ رونے لگے کسی نے کہا کہ اخی جمشید دلی سے تھے اور تمام مبارک دن وفات کی۔ اسیوقت آپنے سر اٹھاکر فرمایا کہ اگر یہ دن منحوس ہے تو آج نہیں مرتا کل مروں گا۔ چنانچہ ایک روز اور جی کر گیارہویں تاریخ کو وفات پائی۔

ذکر حضرت سید علم الدین پلامین قدس سرہ

آپ پیری میں فقیری کرتے تھے اور مرید مخدوم جہانیاں کے اور بصحبت اخی راجگیری کے اور اولاد سے سادات ترمذی کی تھے حسب الحکم پیر کے جونپور میں آکر سلطان ابراہیم کے ملازم ہوکر پرگنہ پلامون جاگیر میں پاکر وہیں سکونت اختیار کی وہاں ہندوؤں کا غلبہ تھا آپنے

وہاں ایک قلعہ بنوایا اور دعا کی کہ الٰہی سادات پلاون قیامت تک اس جگہ رہے اور سید اشرف جہانگیری سے بہت اتحاد رہا۔ کیونکہ دونوں بزرگ ایک ہی علاقہ میں تھے۔ وفات حضرت کی ۸۰۸ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ کبیر الدین اسمٰعیل سہروردی قدس سرہ

پوتے اور مرید مخدوم جہانیاں کے تھے اور چندے خدمتِ مخدوم میں حاضر رہ کر ولایت اور کرامت میں مشہور ہوئے، اور آدھی رات سے روضہ مخدوم پر صبح تک عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ وفات حضرت کی ۸۲۵ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید صدر الدین راجو قتال قدس سرہ

آپ مرید اپنے والد اور برادر خورد مخدوم جہانیاں کے اور انسے تعلیم یافتہ تھے بھی تھے۔ یہ حضرت جو کچھ زبان سے فرماتے اسی طرح اسکا ظہور ہوتا تھا، چنانچہ مخدوم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو ساتھ خلق کے مشغول کیا، عزیز صدر الدین کو اپنے ساتھ مشغول فرمایا ہمیشہ مستغرق رہتے، دوسرے سے کام نہ رکھتے تھے سلسلہ سہروردیہ مخدوم کا آپسے اور سلسلہ قادریہ ناصر الدین محمود فرزند مخدوم سے جاری ہے۔ ایک بار ان کے فرزند نے اپنے خادم کی ڈاڑھی اپنے جرم میں منڈوا دی خادم نے حضرت سے شکایت کی آپنے فرمایا خاطر جمع رکھ وہ اپنی ڈاڑھی اپنے ہاتھ سے مونڈیگا آخر انہوں نے اپنی ڈاڑھی اپنے ہاتھ سے مونڈی، لکھا ہے کہ جب مخدوم مرض موت میں مبتلا ہوئے تحصیلدار اوچ مخدوم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپکو صحت دے۔ آپ خاتم الاولیا ہیں مخدوم نے اپنے بھائی راجن قتال سے کہا کہ تو نے سنا یہ کیا کہتا ہے، اسوقت اقرار ختم رسالت کا کیا، بعد مرتد ہو ورنہ واجب القتل ہوگا۔ راجن قتال نے کہا کہ میں نے سنا اور تمام حاضرین گواہ ہیں اور اس تحصیلدار سے فرمایا کہ اب مسلمان ہونا تجھپر لازم ہے۔ کیونکہ تو نے اقرار کیا کہ رسول مقبول خاتم الانبیا تھے، اسی طرح بقول تیرے مخدوم خاتم الاولیا ہوئے چونکہ اُسکو مسلمان ہونا منظور نہ تھا اُسی شب کو بھاگ کر سلطان فیروز شاہ کی خدمت میں عرض کیا۔ سلطان نے بھی اُسکو ہدایت اسلام کی مگر وہ مسلمان نہ ہوا۔ بعد انتقال مخدوم کے شیخ صدر الدین دہلی میں آئے۔ سلطان نے حضرت کی پیشوائی کی اور باعزاز دہلی میں رکھا تمام عمائد دہلی حلقہ ارادت میں آئے۔ وفات حضرت کی ۸۲۷ھ میں ۱۷ر جمادی الآخر کو ہوئی۔

مزار دہلی میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ سراج الدین حافظ قدس سرہ

آپ خلیفہ مخدوم جہانیاں کے تھے اور عالم متبحر اور مفسر صاحب کرامت اور کئی سال مرشد کی مسجد میں امامت کی وفات حضرت کی ۸۳۱ھ میں ہوئی، مزار کالپی میں ہے۔ صاحب اخبار الاخیار نے جو ایک نقل شاہ مدار اور شیخ سراج اور قادر شاہ کی لکھی ہے، اُس کے دیکھنے سے تعجب ہوا کہ مدار صاحب ان کے دادا پیر تھے یہ انکے برخلاف کیونکر کر سکتے تھے۔ واللہ اعلم۔

ذکر حضرت سید برہان الدین قطب عالم بن سید ناصر الدین محمود بن سید جہانیاں قدس سرہٗ

ذکر سید ناصر الدین کا سلسلہ قادریہ میں ہو چکا ہے۔ سید برہان الدین علوم ظاہری اور باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے، جب گجرات میں پہنچے سلطان احمد والی گجرات آپکا مرید ہوا۔ وفات حضرت کی ۸۵۵ھ میں ہوئی۔ مزار احمد آباد میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ موسیٰ سہاگ قدس سرہ

آپ مرید شاہ سکندر بودکے وہ مرید شاہ جیولال قلندر کے وہ مرید شاہ جمال مجرد کے وہ مرید شاہ ابراہیم گرم سیل کے وہ مرید شیخ ابو نجیب سہروردی کے شہر احمد آباد میں مقیم تھے، ہیجڑوں کے ہمراہ گاتے بجاتے تھے۔ آپ مستور اولیاء اللہ سے ہیں۔ کل زنانہ لباس رکہتے تھے نقل ہے کہ احمد آباد میں امساک باراں ہوا بادشاہ نے قاضی شہر کو کہلا بھیجا کہ دعا کیجئے قاضی روشن ضمیر تہا بادشاہ کو جواب دیا کہ میری دعا سے کچھ نفع نہوگا۔ اگر شاہ موسیٰ صاحب کو فلاں محلہ سے بلا کر عرض کروگے تو ضرور پانی برسیگا، الغرض بادشاہ اور قاضی دونوں ہیجڑوں کے مکان پر پہنچے۔ آپکو تلاش کیا آپ مکان سے باہر آئے بادشاہ اور قاضی نے عرض کیا کہ بارش کے واسطے دعا کیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ گنہگار بندی ہے اس طائفہ میں اپنا گذر کرتی ہے شاہ موسیٰ کوئی اور ہونگے۔ جب بادشاہ اور قاضی نے بہت اصرار کیا آپ نے چشم پر آب کر کے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ میرے خاوند تو اگر ابھی پانی نہ برسا دیگا تو میں ابھی اپنا سہاگ پہوڑتی ہوں یہ کہکر قریب تہا کہ آپ چوڑیاں اپنی شکستہ کریں

کہ یکایک ابر پیدا ہوا اور ایسا پانی برسا کہ لوگ بیزار ہو گئے۔ بس یہ کرامت دیکھکر بادشاہ اور تمام خلائق معتقد ہوئی۔

نقل ہے کہ علمائے شہر نے آپکو جامع مسجد میں بلا کر نماز کے واسطے کہا حضرت اپنا معمولی لباس پہنے ہوئے تھے اُن صاحبوں نے وہ لباس اُتروا کر سفید لباس پہنوایا۔ آپنے وضو کیا اور نماز میں شامل ہوئے جب اللہ اکبر کہا وہ تمام لباس سُرخ ہو گیا۔ بعد نماز کے فرمایا میاں میرا کہتا ہے تو سہاگن رہ اور یہ موئے مجھے کہتے ہیں کہ رانڈ ہو جا تمام اہل اسلام یہ کرامت دیکھکر معتقد ہوئے علما نے عفو قصور چاہا۔ وفات حضرت کی دسویں رجب ۷۵۳ھ بمقام احمد آباد ہوئی اسوقت شاہ عالم کہ احمد آباد میں مشہور مشائخ تھے اُنھوں نے اپنے کشف سے حضرت کی وفات کا حال معلوم کر کے اپنے خلیفہ قاضی میاں مخدوم سے کہا کہ تم جلد جا کر شاہ موسیٰ کی تجہیز و تکفین میں شریک ہو اور خبردار رہنا کہ کوئی آپکی چوڑی نہ اُتارے۔ وہ جس رنگ میں ہیں اسی میں دفن کرنا۔ چنانچہ آپ اسی طرح دفن ہوئے اور تمام مشائخ احمد آباد مثل مولانا سید عماد الدین جد حضرت شاہ وجیہہ الدین گجراتی اور قاضی اور علما سب شامل تھے، پہولوں کے روز تمام مشائخ جمع ہوئے، اور شاہ موسیٰ کے بالکے کو سید عماد الدین نے اپنے ہاتھ سے چوڑی اور دیگر زنانہ لباس دیا، اور سرخ اوڑھنی اُڑھائی۔ اُس روز سے آپکے سلسلہ میں چوڑی اور دیگر زنانہ لباس جاری ہے، آپکے فقیر سدا سہاگن کہلاتے ہیں اور مجالس فقرا میں رقص کرتے ہیں اور زبان سے کہتے جاتے ہیں لا الہ الا اللہ نور محمد صلی اللہ اور اکثر با کمال ہوتے ہیں۔

ذکر حضرت ابو البرکات سید شاہ عالم قدس سرہ

فرزند قطب عالم برہان الدین کہ خلیفہ اپنے پدر کے تھے اور حلیہ آپکا مطابق حلیہ شریف رسول مقبول کے تھا اور اپنے باپ کے منجھلے بیٹے تھے اسوجہ سے منجھلے پیر مشہور ہیں نہایت رحمدل اور مستجاب الدعوات اور عابد و زاہد تھے ولادت حضرت کی ۸۱۷ھ میں اور وفات بروز شنبہ ۸ جمادی الاول ۸۸۰ھ میں ہوئی مزار احمد آباد میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

ذکر حضرت شیخ عبد اللطیف داور الملک بن محمود قریشی قدس سرہ

آپ خلیفہ شاہ عالم احمد آبادی کے تھے کہتے ہیں کہ پہلے یہ امرائے سلاطین سے تھے بعدہ ترک دنیا کر کے

شاہ عالم کے مرید ہوئے، جو مخدوم یا مبروص حضرت کے پاس آتا چند قطرہ آپکے آب ضو کے پینے ہی اچھا ہو جاتا تہا۔ آخر قصبہ سوزنی علاقہ گجرات میں بماہ ذیقعدہ سنہ ۸۸۹ھ میں شہادت پائی مزار مرجع خلائق ہے۔

ذکر حضرت سید کبیر الدین حسن قدس سرہ

آپ مرید خاندان مخدوم جہانیاں کے تھے۔ بہت بڑے سیاح اور صاحب ولایت کہ عمر آپکی ۱۰۰ برس کی تھی اور صاحب خوارق اور کرامت تھے۔ جو مرتد اور کافر آپکے روبرو آتا مسلمان ہوتا وفات حضرت کی سنہ ۸۹۶ھ میں ہوئی مزار اوچ میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ عبد الصمد قریشی ملتانی قدس سرہ

آپ اولاد سے شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی کی تھے آپکے بزرگ دہلی میں آرہے تھے۔ یہ حضرت قدم بقدم اپنے دادا کے تھے آخر سلطان سکندر لودہی نے اپنی دختر کا نکاح حضرت سے کیا، اوائل میں ہزار نفل روز پڑہتے اور تین ختم کرتے تھے بعدہ کبہی جذب بہی ہو جاتا تہا۔ ایک روز حالت جذب میں بالاخانہ پر سے گرے مگر کچہہ آسیب نہ پہنچا، اسی طرح ایک بکری کے بچہ کو حالت جذب میں زمین پر دے مارا وہ مرگیا ایک شخص نے کہا کہ یہ بچہ افسوس آپکے ہاتھ سے ہلاک ہوا اگر مارا ہے تو زندہ کرنا بہی مناسب تہا یہ سنکر اُٹھے اور اُس مردہ کو اُٹھاکر فرمایا کہ چل پھر بنام خدا مردہ اُسیوقت چلنے پھرنے لگا، ایک روز خدام کو حکم دیا کہ جو کچھ میرے گھر میں ہے سب کو باہر رکھکر آئیں اگرچہ بیدو شاہ احمد آپکے پسر کہ خورد سال تھے وہ بھی موجود تھے کہنے لگے کہ یہ ایک ایک چیز باہر لاکر آگ لگانے میں تو بہت دیر ہوگی حکم دیجے تو سارے گھر میں آگ لگادیں کہ سب یکبار جل جائے یہ سنکر آپ خوش ہوئے اور اُن کے حق میں دعائے خیر کی۔ وفات حضرت کی سنہ ۹۰۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ سماء الدین سہروردی قدس سرہ

آپ خلیفہ سید کبیر الدین اسمٰعیل نبیرہ مخدوم جہانیاں کے علوم ظاہری اور باطنی میں جامع تھے نہایت متقی اور متوکل آخر دہلی میں متمکن ہوئے۔ آپ کی تصنیفات سے مفتاح الاسرار وغیرہ کتب ہیں اور حاشیہ لمعات عراقی لکھا بعدہ نابینا ہو گئے تھے۔ لکہا ہے کہ شہاب الدین خان فرمان نویس سلطان بہلول کا پسر شیخ محمد فسق و فجور میں مشہور تہا، ایک بار شیخ کی مجلس میں آیا خدام نے اُسکو نکالنا چاہا کہ یہ جگہ ایسے شخص کی نہیں ہے آپنے معلوم فرماکر کہا ؎

طالب دیدار چہ ہشیار چہ مست ، ہمہ جا خانۂ عشق چہ مسجد چہ کنشت ، یہ سنتے ہی شیخ محمد کو حالت ہوئی اور مرید ہوا بعد اس کے کوئی اور خلاف شرع عمل پھر نہ کیا۔ آپکے بھائی سے روایت ہی بارہ برس کی عمر سے کبھی نماز تہجد فوت نہ ہوئی اور ایک ستارہ کا اندازہ کر رکھا تہا۔ تمام شب تا وقت تہجد روشن دان حجرے سے اُس تارہ کو شوق تہجد میں دیکھا کرتے تھے۔ ناگور کے علاقہ میں ایک نیک بی بی آپکی مرید تھی۔ اُس کے یہاں ایک گائے تھی وہ اُس کا دودھ دہی شیخ کی نذر کیا کرتی تھی، اتفاقاً جب وہ گجرات کو چلی گائے بھی اُس کے ہمراہ تھی راستے میں چوروں نے لے لی اُس نے آکر شیخ سے عرض کی کہ میری گائے چوروں سے منگوا کر مجھے دیجئے۔ یہ کہکر نماز میں مشغول ہوئی کہ خادم شیخ نے آواز دی کہ بی بی تمہاری گائے حاضر ہے لو۔ بی بی نے نماز سے فارغ ہوکر دیکھا تو اپنی گائے پائی۔ بعد انتقال اُس کے شیخ اُس کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے، بعدہٗ مراقبہ کرکے اُٹھے اور فرمایا کہ اس عورت نے دنیا میں بھی عیش کیا۔ اور اہل اللہ کی محبت کے تصدق سے بعد مرنے کے بھی رتبہ بلند پایا، ایک روز کسی درویش نے عین القضات ہمدانی کا مکتوب شیخ کے نام پیشکش کیا۔ آپنے دو تین ورق پڑھکر فرمایا کہ عین القضات مرد بزرگ صاحب کرامات تہا ایک روز اسکی بیس جگہ دعوت تھی ایک وقت میں بیس جگہ کھانا کھایا اور اپنی خانقاہ میں بھی فقیروں کے ساتھ کھایا یہ سنکر ایک فقیر کے دلمیں خطرہ گذرا کہ ایک تن واحد بیس جگہ کیونکر گیا ہوگا اور خانقاہ سے بھی باہر نہ نکلا اور سب جگہ جاکر باہر کھانا کھایا۔ سمجھہ میں نہیں آتا ہے آپنے نور باطن سے معلوم فرماکر بعد نماز مغرب حجرہ میں جاکر باآواز بلند اُسکو پکارا اُس نے اندر جاکر دیکھا کہ شیخ پانچ تن سے حجرہ میں موجود ہیں یہ دیکھکر حیران ہوا اور سمجھا کہ میرے خطرہ کو معلوم کرکے مجھکو پانچ صورتیں دکھلائیں ہیں شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستونکو ایسی قوت دی ہے کہ سو جگہ جاویں اور گھر سے باہر قدم نہ رکھیں وفات حضرت کی بتاریخ ۶ ارجمادی الاول ۹۰۱ھ میں ہوئی مزار دہلی میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ عبدالجلیل قطب عالم جونپوری

فرزند شیخ ابو الفتح بن شیخ عبدالعزیز بن شیخ شہاب الدین بن شیخ نور الدین بن سلطان التارکین الدین حمید الدین حاکم صاحب کرامت اور قطب وقت تھے مرید اپنے والد کے اور سیاح بسیار قصبہ موکہ مزار شیخ حمید الدین حاکم پر جندے رہکر بحکم الٰہی روانہ بطرف لاہور ہوئے راستہ میں خواب میں دیکھا کہ بابا فرید فرماتے ہیں کہ میرے مزار پر آنکر اپنا حصہ لے بعد اُس کے لاہور جانیو

آپ نے اجودھن پہنچکر وہاں ایک چلہ کیا اور فیضان حاصل کر کے لاہور میں آکر مقیم ہوئے ایک روز سیر کرتے ہوئے کنارہ دریا کے پہنچے دیکھا کہ ایک عورت دہی بیچتی لاہور کو آتی ہے آپنے وہ دہی اُس سے مول لیا اور فرمایا کہ اس برتن کو زمین پر توڑ دے جب اُس نے توڑا تو اُس دہی میں سے مرا ہوا سانپ نکلا وہ عورت متعجب ہو کر اپنے گھر آئی رامون اپنے پسر اور اپنے شوہر سے کہ جو گاؤں کا نمبردار تھا یہ کیفیت بیان کی۔ صبح کو دونوں باپ بیٹے حضرت کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے اور مرید ہو کر اولیا ہوئے رامون کا نام شیخ جلال رکھا۔ تذکرۂ عبد الجلیل میں شیخ ابا بکر لکھتے ہیں کہ ایک روز میں شیخ کی خدمت میں حاضر تھا۔ میرے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی امیرے دلمیں گذرا کہ اگر یہ سبز ہو جاوے میں بھی حضرت کا مرید ہوں شیخ نے نور باطن سے معلوم فرما کر ہنسکر کہا کہ اللہ قادر ہے چوب کو دراز کر سکتا ہے اُسی وقت وہ لکڑی کئی بالشت بڑھ گئی میں قدموں پر گرا اور مرید ہوا۔ لکھا ہے کہ شیخ دلائل الخیرات بہت پڑھتے تھے اور جس مرید پر مہربان ہوتے تھے دلائل الخیرات کے پڑھنے کی ہدایت فرماتے تھے لکھا ہے کہ غرہ رجب ۹۰۲ھ میں آپکے یہاں ایک مجلس تھی، اور شیخ یونس اور شیخ میٹھا سیہ پوش شیخ موسی آہنگر ملا قرن شیخ جلال شیخ زین العابدین مولانا بخاری خلفائے عالی حضرت کے بھی حاضر تھے کہ یکایک شیخ نے سر سجدہ میں رکھا اور انتقال کیا۔ وقت غسل کے سلطان سکندر کہ اسوقت لاہور میں تھا غسل میں شامل ہوا جب غسل سے فارغ ہوئے شیخ کی زبان سے اسم ذات تین دفعہ سرزد ہوا یہ سُنکر بعض نے جانا کہ ابھی زندہ ہیں اور دو گھڑی تک ہونٹ ہلتے رہے، آخر شہر سے باہر لا کر دفن کیا۔

ذکر حضرت قاضی نجم الدین گجراتی قدس سرہ

آپ مرید شاہ عالم گجراتی کے تھے۔ اوائل میں یہ فقرا سے متنفر تھے اور احکام شرع کے جاری کرنےمیں نہایت کوشش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سُنار کے پاس بادشاہ کا تاج دیکھکر اُسکو چھین کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یہ مقدمہ سلطان محمود والی گجرات کی حضور میں پہنچا بپاس شریعت صبر کیا اور کہا کہ قاضی شریعت میں راسخ ہے۔ شاہ عالم کو مزامیر سننے سے کیوں نہیں روکتا۔ قاضی یہ بات سُنکر چند مسائل حرمت مزامیر وغیرہ میں بروز جمعہ شاہ عالم کی خانقاہ میں لے آیا۔ شاہ عالم کو دیکھتے ہی اُس کے دل پر رعب چھا گیا۔ بات کرنیکی طاقت نہ رہی شاہ عالم نے فرمایا کہ قاضی تیرے ہاتھ میں کیسا کاغذ ہے قاضی نے آپکے ہاتھ میں دیا، اُسیوقت وہ سفید ہو گیا کل حرف اُڑ گئے شاہ عالم نے وہ کاغذ قاضی کو دیکر کہا

کہا دیکھو یہ کاغذ اسمیں کیا لکھا ہوا تہا قاضی نے جو اپنا کاغذ لیکر دیکھا تو اسمیں حرفوں کے نام بھی نہ تھے۔ یہ کرامت دیکھکر اُس کے ہوش جاتے رہے اور با اعتقاد تمام اسیوقت مرید ہوا وفات ۹۱۱ھ میں ہوئی مزار گجرات میں ہے۔

ذکر حضرت سید عثمان شاہ جہولا بخاری لاہوری قدس سرہ

یہ حضرت سادات اوچ کی اولاد سے تھے جب لاہور میں آئے مرجع خلائق ہوئے۔ تمام علماء آپکے معتقد رہے۔ آپ اولاد سے مخدوم جہانیان کی ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۸ ربیع الاول ۹۱۲ھ میں ہوئی مزار قلعہ لاہور میں ہے۔ جب اکبر اعظم نے قلعہ بنوایا مزار اندر آگیا بنج پیر مشہور ہیں۔

ذکر حضرت علیم الدین قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ عبد الجلیل جوہر قطب عالم لاہوری کے تھے۔ صاحب ذوق شوق اور صاحب باطن گذرے ہیں ہمیشہ اپنے پیر کے شہرے دہونیمیں مصروف رہتے تھے اسوجہ سے حضرت علیم الدین گاذر مشہور ہیں بعد تکمیل کار درویشی خرقہ خلافت لیکر جنید ہٹیال کی طرف رخصت ہوئے اور ۹۶۶ھ میں وفات پائی مزار موضع چوبلی میں ہے ہر سال عرس میں ہزاروں دہوبی جمع ہوتے ہیں۔

ذکر حضرت قاضی محمود گجراتی قدس سرہ

آپ خلیفہ شاہ عالم گجراتی کے تھے خوب شعر فرماتے تھے۔ لکھا ہے کہ جب آپکا انتقال ہوا اور قبر میں رکھا گیا تو آپ کے والد نے آپکا کفن اُٹھاکر منھ دیکھنا چاہا آپ نے آنکھ کھولکر دیکھکر باپ کی طرف تبسم کیا انہوں نے کہا کہ بابا محمود یہ کیا کرتے ہو یہ کہنے کی باتیں ہیں اُسیوقت آنکھیں بند کرلیں وفات حضرت کی ۹۲۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت موسیٰ آہنگر لاہوری قدس سرہ

آپ اولیائے نامدار و خلفائے باوقار شیخ عبد الجلیل کے تھے پہلے شیخ بہاء الدین کے صاحب سجادہ شیخ شہر اللہ سے بیعت کی بعد ان کے انتقال کے شیخ عبد الجلیل کی خدمت میں کار فقر کی تکمیل کی۔ تذکرہ عبد الجلیل میں لکھا ہے کہ شیخ شہر اللہ کا جب وقت آخر پہنچا شیخ موسیٰ نے عرض کی کہ میری تکمیل پوری نہیں ہوئی میں کیا کروں فرمایا کہ عبد الجلیل لاہوری کی خدمت میں جا اور اپنا نصیبہ لے۔ بعد وفات شیخ کے حضرت خانقاہ عبد الجلیل آکر خاموش فقیروں میں بیٹھ گئے۔ شیخ نے نور باطن سے معلوم کرکے حجرہ میں سے فرمایا کہ ملتان سے

جو موسیٰ آیا ہے اُسکو میرے پاس لاؤ۔ خادم نے دریافت کیا کہ شیخ موسیٰ کہاں ہیں آخر اُن کو لیکر شیخ کی خدمت میں گئے، شیخ نے دو بیگہ زمین قریب خانقاہ کے واسطے رہنے کو دی یہ وہاں مکان بنا کر لہار کا کام کرنے لگے۔ ایک روز ایک خوبصورت عورت تکلا درست کروانے آئی اور اسکی مزدوری ٹھیر اکر تکلا آپکو دیا آپنے تکلا اہرن میں دیا۔ ایک ہاتھ سے کہلانت دہونکنی شروع کی ایک ہاتھ میں ہنی لی اور آپ اس کے حسن و جمال کے مشاہدے میں صنعت کاملہ پروردگار عالم کو دیکھنے لگے کچھ دیر گذری اُس عورت نے خفا ہو کر کہا کہ یہ تیری کیا دوکانداری ہے کہ پرائی عورت کو دیکھتا ہے خدا سے نہیں ڈرتا۔ تکلا بنانا چھوڑ کر میرا ہی دیوانہ ہو گیا یہ سنکر آپ کا دل بیدار ہوا اور اس تکلے کو آگ میں سے نکالکر اپنی آنکھ میں پھیرا اور کہا کہ اے مادر اگر تجھے دیکھا ہو تو آنکھیں جل جاویں اور اگر تیرے بنانیوالے کو دیکھا ہو تو یہ سونا ہوجاوے اسیوقت وہ تکلا سونیکا ہو گیا۔ یہ کرامت دیکھکر اُس کا دل پھر گیا مستانہ جام عشق ہو کر دیوانہ وار پھرنے لگی اہل خانہ اُسکو قید کرتے تھے مگر بہرصورت قید سے چھٹکر دیوانہ وار پھرنے لگتی تھی، آخر اسی حالت میں ایک روز مرگئی شیخ موسیٰ نے اس کے مرنے کا حال معلوم فرماکر اسکے پاس جاکر اُس کے گھر والوں سے کہا کہ تجہیز و تکفین اس کشتہ عشق الہیٰ کا ابھی نہ کرو شاید یہ زندہ ہو یہ کہتے ہی اُس عورت نے حرکت کی اور زندہ ہوگئی اور تاحیات شیخ کی خدمت میں رہی۔ بعد انتقال کے وہ پاکدامن حضرت کے پاس مدفون ہوئی۔

نقل ہے کہ شیخ موسیٰ نے چاہا کہ اپنا مقبرہ تیار کراوین۔ اثنار تیاری میں چند معمار ہندو بھی تھے اُنھوں نے گنگا کے نہان کی آپ سے رخصت چاہی۔ آپنے رخصت نہ دی جب وہ بہت مصر ہوئے فرمایا کہ جب وہ دن آئے مجھے خبر دینا میں گنگا پر تمہیں پہنچا دوں گا۔ آخر جب وہ دن آیا اُن لوگوں نے عرض کی کہ آج دن نہان کا ہے۔ آپنے فرمایا کہ خانقاہ کے باہر جو حوض ہے اُسمیں غوطہ لگاؤ گنگا میں نکلوگے۔ جب الحکم جاکر غوطہ مارا جب سر نکالا تو اپنے آپکو گنگا میں پایا بہت خوش ہوئے اور تمام رسوم اپنی ادا کرکے پھر دریا میں غوطہ مارا اور پھر جب سر نکالا تو اپنے آپ کو شیخ کے حوض میں پایا وفات حضرت کی سنہ ۹۲۵ھ میں ہوئی

ذکر حضرت سید حاجی عبدالوہاب قدس سرہ

آپ اولاد سے سید جلال الدین شریف السر کی تھے اور ملتان میں رہتے تھے۔ دو بار زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ سلطان سکندر لودہی کو آپ سے بہت محبت اور ارادت تھی۔ آپکی توجہ سے اُسکو مرتبہ فنافی الشیخ حاصل ہوا۔ آپ صاحب تفسیر قرآن بھی ہیں۔ وفات

حضرت کی دہلی سنہ ۹۳۲ ہجری میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ عبدالصمد بیابانی قدس سرہ بن مولانا سماء الدین

یہ حضرت صاحب زہد اور تجرید و تفرید تھے اور اپنی ہستی کو بالکل گم کر چکے تھے اپنی نسبت جو کلمہ فرماتے وہ صیغۂ غائب کا ہوتا تھا برلئے ہر نماز غسل تازہ فرما کر دھوئے ہوئے کپڑے پہنکر نماز ادا کرتے اور جوارِ روضہ حضرت سلطان المشائخ میں مشغول رہتے حضرت ہمایوں بادشاہ نے کئی بار بہت کچھ پیش کیا۔ آپنے قبول نہ فرمایا بلکہ عدالت کے بارہ میں ہدایت فرماتے تھے وفات حضرت کی سنہ ۹۳۶ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ جمالی قدس سرہ

آپ مرید مولانا سماء الدین کے اور شاعری میں استادِ وقت تھے نام جلال خاں اور تخلص جلالی تھا دو بار زیارت حرمین سے مشرف ہوئے اور بابر اور ہمایوں دونو بادشاہ آپ کی عزت کرتے تھے۔ مولانا جامی اور مولانا روم سے بھی ہمصحبت رہے ہیں۔ نعت میں آپ فرماتے ہیں ؎ موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو صفات ٭ تو عین ذات مے نگری در تبسمے ٭ وفات حضرت کی دسویں ذیقعدہ سنہ ۹۴۲ھ میں ہوئی عہد ہمایوں بادشاہ میں مقبرہ عالی دہلی میں بمقام مہرولی جوار روضہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی جانب شرق متصل باغ محمد شاہی کہ باغ ناظر مشہور ہے زیارت گاہ خلائق جمالی کمالی مشہور ہے، ہمایوں بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے

ذکر حضرت شیخ اودہن زین العابدین دہلوی قدس سرہ

جد مادری شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مرید مولانا سماء الدین کے صائم الدہر قائم اللیل کہ مزاج میں نہایت انکسار تھا۔ متواضع متوکل متقی اور مرجع خلائق تھے وفات حضرت کی سنہ ۹۴۳ھ میں ہوئی مزار دہلی میں ہے

ذکر حضرت سید جمال الدین قدس سرہ

آپ مرید قطب الاقطاب سید عبدالوہاب دہلوی کے اولاد سے سید شریف اللہ کی آخر کشمیر میں آکر ہدایت خلق میں مصروف ہوئے۔ اور سلسلہ سہروردیہ میں شیخ حمزہ کشمیری کے مرید ہوئے اور بعد عطائے خرقہ خلافت کے پھر دہلی میں آئے اور سنہ ۹۴۸ھ میں وفات پائی۔

ذکر حضرت ملا فیروز مفتی کشمیری قدس سرہ

آپ عین جوانی میں زیارت حرمین سے مشرف ہوئے

بعدہ ہند میں آکر تحصیل علوم میں مصروف ہوئے اور خضر علیہ السلام سے تعلیم پائی اور دہلی میں مرجع خلائق ہوئے۔ اکبر اعظم نے ہر چند آپکو دہلی میں رکھنا چاہا۔ مگر واپس کشمیر میں تشریف لیجا کر ۹۴۳ھ میں وفات پائی۔

ذکر حضرت مخدوم سلطان شیخ حمزہ کشمیری قدس سرہٗ

آپ سر حلقہ مشائخان کشمیر و مرجع خلائق تھے کہ عالم خورد سالی میں شہر کشمیر میں آکر عبادت شاقہ میں مشغول ہوئے اور روحانیت حضرت سرور عالم سے تربیت پائی۔ بعدہ حاجی عبدالوہاب بخاری دہلوی سے بیعت کرکے چھ ماہ میں مدارج درویشی طے کرکے خرقہ خلافت لیا رشب و روز آہ و نالہ گریہ وزاری میں رہتے بسبب بیداری اور کثرت اذکار کے مغز سر گداز ہوگیا تھا اور مریدوں کے عقدے جلد حل فرماتے تھے آپکے خلیفہ شیخ بابا داؤد خاکی ورد المریدین میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت کو کل سلسلوں میں اجازت تھی اور مرتبہ ابدالیت رکھتے تھے مزامیر بالکل نہیں سنتے تھے جس قسم کا بیمار آپکی خدمت میں آتا تھا شفا پاتا تھا وفات حضرت کی ۹۸۴ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ نور وز ریشی کشمیری قدس سرہ

حضرت پہلے امرائے کشمیر میں سے تھے بڑے ظالم اور جابر مشہور تھے۔ ایک روز برائے شکار شیر جنگل میں پہنچے۔ ناگاہ شیخ ہیک ریشی کہ اولیائے کبرویہ سے تھے ان کو دیکھکر اپنے ملازمان سے جدا ہوکر ان درویش کے پاس آئے۔ دیکھا کہ درویش کے آگے دسترخوان بچھا ہوا ہے اور جانوران صحرائی کھا رہے ہیں۔ اتفاقاً ایک ریچھ نے ایک گیدڑ کے حصہ پر دست دراز کیا اس پہ نے اس درویش سے استغاثہ کیا شیخ نے فرمایا کہ اے ریچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نور وز ظالم کا سایہ تجھپر پڑا کہ گیدڑ کے حصہ پر تو نے دست دراز کیا۔ یہ سنکر ریچھ ڈرا۔ شیخ نور وز نے یہ سنکر اپنے کپڑے پھاڑ کر نہایت شوق سے اُن درویش کی خدمت میں حاضر رہ کر مقامات سلوک طے کئے وفات ۹۹۸ھ میں ہوئی مزار کشمیر میں ہے۔

ذکر حضرت بابا داؤد خاکی کشمیری قدس سرہ

آپ مرید شیخ حمزہ کے تھے مشہور اولیائے کشمیر سے گذرے ہیں۔ نہایت بابرکت تھے۔ دستور السالکین و قصیدہ جلالیہ تالیف فرمایا آخر خرقہ خلافت حاصل کرکے سید احمد کرمانی و مولانا شیخ محمد مخدوم قاری و میر سید اسمٰعیل شامی قادری سے فیضان حاصل کئے۔ جب بدمذہبی سلاطین چکان کی دیکھی ہندوستان میں آئے چندے لشکر اکبر اعظم میں رہے

بعدہ ہمراہ قاسم خاں میر بحری کشمیر میں تشریف لائے اور سنہ ۹۹۴ھ میں انتقال فرمایا۔

ذکر حضرت سید جھولن شاہ گھوڑی بخاری لاہوری بن سید شاہ محمد بن سید عثمان جھولا بخاری لاہوری قدس اللہ سرہ

آپ اولاد سے مخدوم جہانیاں کے تھے۔ پانچ برس کی عمر سے ظہور کرامت ہونے لگے تھے وفات حضرت کی دسویں ربیع الاول سنہ ۱۰۳۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید شاہ محمد والد سید جھولن شاہ گھوڑی قدس سرہ

حضرت بعد انتقال اپنے پدر کے اوچ میں آئے وہاں سے بہ اجتماع کثیر موضع چک سردہ علاقہ کلانور میں آئے۔ وہاں کا زمیندار آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوکر مرید ہوا اور سنہ ۱۰۱۱ھ میں وفات پائی، آپکے فرزند یہ تھے سید عماد الملک سید بہاء الدین جھولن شاہ مشہور گھوڑی شاہ سید شاہ عالم بہاء الدین شاہ۔ نورنگ شاہ ذکر مظہر کرامت تھے مزار موضع بلکھا علاقہ لاہور میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ حسن کنجی لاہوری قدس سرہ

آپ خلیفہ شاہ جمال لاہوری کے تھے پہلے غلہ فروشی کرتے تھے۔ جب شاہ جمال کے مرید ہوئے حسب الحکم ان کے اپنے ہاتھ سے تولنا موقوف کیا خریدار خود تولکر لیجایا کرتے تھے۔ جو زیادہ تولکر لیجایا کرتا تھا اُس کے گھر جاکر کم ہوجایا کرتا تھا۔ جو پورا لیجاتا تھا زیادہ ہوتا تھا چند سال اسی طرح گذرے۔ یہانتک دولت بڑھی کہ تولنے کا باٹ سنہری کروایا اور پیر کا شکرانہ ادا کیا۔ آپ کی عنایت سے یہانتک نوبت پہنچی۔ پیر نے فرمایا کہ اسکو دریا میں ڈال آپنے جاکر دریا میں ڈالدیا وہ ایک شخص کو ملا۔ اُس نے لاکر اُن کو دیا اُنھوں نے پھر پیر سے عرض کیا کہ مینے دریا میں ڈالدیا تھا۔ مگر پھر وہ میرے پاس آگیا۔ شیخ جمال نے فرمایا کہ تو نے جو کم تولنا چھوڑا یہ اسکی برکت ہے۔ جو مال وجہ حلال سے پیدا ہوتا ہے وہ ضائع نہیں ہوتا۔ مینے تیری راستی کا امتحان کیا تھا یہ سنکے ہی آپنے تمام مال واسباب راہ خدا میں دیکر ریاضت اور عبادت میں مشغول ہوکر کار بہ تکمیل پہنچایا۔ چنانچہ آجتک آپ کی کرامت زبان زد خلائق ہے۔ وفات حضرت کی سنہ ۱۰۳۸ھ میں ہوئی۔ مزار پر انوار لاہور میں ہے۔

ذکر حضرت میران محمد شاہ موج دریا بخاری قدس سرہ

آپ اولاد سے سید جلال الدین شریف الدین سرخ بخاری اوچی کے تھے اور اپنے وقت میں مقتدائے زمانہ ہوئے ہیں حسب الطلب اکبر اعظم عین معرکہ چتوڑ میں پہنچکر بادشاہ کی فتح کے واسطے دعا کی اور چتوڑ فتح ہوا۔ بادشاہ نے معتقد ہو کر بہت جاگیر علاقہ پرگنہ پٹیالہ میں عطا کی اور بعض گاؤں علاقہ لاہور میں بھی ہیں لاہور میں ہدایت خلق اور نفع رسانی مساکین میں مصروف رہتے تھے۔ لنگر خانہ جاری تھا۔ ایک روز آپکی مجلس میں کسی نے کہا کہ سید سندی ہیں جو سندی سید ہوتے ہیں آگ میں اُن کا بال تک نہیں جلتا۔ ایسے سید کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ سنکر آپ کو جلال آیا اور کاٹھ کی ایک ہانڈی منگوا کر اسمیں چاول پکا کر اُس منکر کو دکھائے اور فرمایا کہ تو نے دیکھا سید سندی ہے یا نہیں وفات حضرت کی سنہ ۱۰۱۳ھ میں ہوئی عمر آپکی ۷۳ برس کی تھی

ذکر حضرت سید سلطان جلال الدین حیدر بن سید صفی الدین بخاری برادر میران محمد شاہ موج قدس سرہ

حضرت کمال ظاہری اور باطنی اور ترک و تجرید میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ گویا مخزن الکرامات تھے بلکہ بوجہ جاگیر عطیہ اکبر اعظم اپنے بھائی سے بھی نہ ملتے تھے۔ وفات حضرت کی سنہ ۱۰۱۶ھ میں ہوئی مزار لاہور میں پاس مقبرہ بی بی پاک دامن ہے۔ عوام لوگ آپکے روضہ کو استاد حضرات بی بیاں کہتے ہیں۔ اولاد آپکی موضع بھوگی وال متصل لاہور کے سکونت پذیر ہے۔

ذکر حضرت خواجہ مسعود کشمیری قدس سرہ

آپ اول پیشہ نجاری کا کرتے تھے یکایک تمام تعلقات چھوڑ کر جنگل میں جا کر تین مہینے بے خور و خواب عبادت میں بسر کئے۔ بعدہٗ باشارہ حضرت خضر بابا داؤد کی خدمت میں حاضر ہو کر کار درویشی بہ تکمیل پہنچایا اور پانپور کہ جہاں زعفران پیدا ہوتی ہے وہاں تشریف رکھتے تھے اور بوجہ علالت ایام گذاری کر کے سنہ ۱۰۲۱ھ میں وفات پائی۔

ذکر حضرت بابا روپی ریشی کشمیری قدس سرہ

آپ مرید شیخ حمزہ کے تھے عمر آپکی ۱۲۰ برس کی ہوئی سو برس صائم الدہر رہے سوائے ایک کپڑا پشمینہ کے

دوسرا نہ رکھتے تھے سنہ ۱۰۲۳ھ میں حالت روزہ میں وفات پائی مزار کشمیر محلہ کدل میں ہے۔

ذکر حضرت سید عمادی الملک بن سید شاہ محمد جھولا بخاری

آپ اولیاء لاہور سے گذرے ہیں ایک روز ایک شخص نے پارس آپ کی نذر کیا۔ فرمایا میرے سجادہ کے نیچے رکھدے۔ چند سال کے بعد وہ شخص آیا کہ جس نے پارس دیا تھا اسکو طلب کیا۔ آپنے فرمایا کہ جہاں تو نے رکھا تھا وہاں سے ہی لے لے اُس نے مصلا اُٹھا کر دیکھا تو پارس موجود پایا اور حیران رہا اس شکل کے اور بھی پتھر رکھے دیکھے حضرت نے خاص اُس کا پتھر اُٹھا کر اُسکو دیدیا اور فرمایا کہ فقیر کو سوائے نام خدا کے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں اور خاصان خدا جس پتھر پر نظر ڈالتے ہیں وہی پارس ہو جاتا ہے۔ یہ کرامت دیکھکر وہ مرید ہوا۔ وفات حضرت کی سنہ ۱۰۳۹ھ میں ہوئی۔ پہلے مزار آپکا سید جھولن شاہ گھوڑی کے مزار کے سامنے تھا۔ بعد اس کے آپکی نعش متصل مزار شاہ بلاول کے علیحدہ چبوترے پر دفن کی گئی۔ کہتے ہیں کہ سکھوں کی عملداری میں آپکا مقبرہ مسمار ہوا دیکھا تو نعش بدستور رکھی تھی۔ کفن بھی میلا نہ ہوا تھا۔

ذکر حضرت شاہ ارزانی قادری سہروردی پٹنوی قدس سرہ

آپ مرید شیخ بہلول دریائی کے تھے۔ بعد انتقال شیخ بہلول کے خاندان سہروردیہ سے فیضیاب ہوئے۔ گویا ذات بابرکات مجمع البحرین تھی۔ مقتدائے قادریہ پیشوائے سہروردیہ گذرے ہیں۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ تمام پٹنہ کے جنگل میں بعبادت حق مصروف رہتے تھے۔ رات کو تمام مسجدوں میں پانی بھرا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ کئی بار احیائے اموات حضرت سے ظاہر ہوا حضرت شاہجہاں کو عہد شہزادگی سے آپسے بہت اعتقاد تھا۔ جب شاہجہاں بادشاہ ہوئے آپ کی خانقاہ تعمیر کرائی اس کے خرچ کے واسطے بہت کچھ معاف فرمایا۔ چنانچہ آجتک اُس خانقاہ سے فیض عام اور مسافر نوازی جاری ہے وفات حضرت کی سنہ ۱۰۳۰ھ میں ہوئی۔ مزار شہر پٹنہ میں ہے۔

ذکر حضرت بابا نصیر الدین کشمیری قدس سرہ

آپ مرید بابا داؤد کشمیری کے تھے۔ آپ کو لڑکپن سے عبادت کا شوق تھا۔ سوائے خشک روٹی جو کے دوسری چیز نہ کھاتے تھے تمام مشائخین وقت آپکا اعزاز کرتے تھے۔ اور حضرت ہمیشہ خدمت مسافران و مسکینان میں کمربستہ رہتے تھے۔ ایک بار آپکا ایک مرید تبت میں بہ تہمت قتل گرفتار ہو کر قریب تھا کہ

مارا جائے شیخ نے نور باطن سے معلوم فرماکر بزور کرامت بوقت نیم شب تبت میں پہنچکر اُسکو چھوڑا کر طرفۃ العین میں کشمیر لائے۔ وفات حضرت کی سنہ ۱۱۲۷ھ میں ہوئی مزار قصبہ ہجار و علاقہ کشمیر میں ہے۔

ذکر حضرت سید شہاب الدین نہر ابن میران محمد شاہ موج دریا قدس سرہ

آپ صاحب ولایت موروثی اور قطب الوقت صاحب ذوق و شوق اور صاحب ہدایت و کرامت و خوارق تھے۔ لکھا ہے کہ شیر شاہ حاکم پنجاب سوائے اپنے دوسرے کو سید صحیح النسب نہیں جانتا تھا اور غرور سے برائے امتحان سادات ایک شیر کو پنجرے میں بند کیا۔ اور ایک تنور آہنی اور ایک زنجیر آہنی بنوائی اور سادات پنجاب کو جمع کرکے کہا کہ جو کوئی اس گرم تنور میں بیٹھے یا شیر کو زنجیر سے باندھے وہ سید ہے ورنہ میں قید کروں گا۔ آخر بہت سے سیدوں کو قید کیا۔ جب یہ خبر سید شہاب الدین کو ہوئی پٹیالہ سے مع ایک خادم کے موضع چونڈہ میں کہ جہاں شیر شاہ حاکم تھا پہنچکر شیر کے پنجرے کے آگے جاکر شیر کو باہر نکالکر اُس کے کان پکڑکر فرمایا کہ تو اپنی جگہ جا۔ بعد اس کے لکڑی کا تیر لیکر بزور کرامت زنجیر آہنی کو چھید ا یہ خبر شیر شاہ کو پہنچی اسیوقت دوڑا آیا اور عرض کی کہ دو نشانیاں تو ظاہر ہوئیں ایک باقی ہے آپنے اپنا رومال اپنے خادم محمد اشنی آہنگر کو دیکر ارشاد کیا کہ بسم اللہ کہکر تو تنور میں جاکر پھر آیہ کرامت دیکھکر شیر شاہ بعجز تمام مرید ہوا اور تمام اپنا مال اُن سیدوں کو کہ جن کو قید کیا تھا دیکر رخصت کیا اور خود ترک دنیا کی۔ وفات حضرت سید شہاب الدین کی سنہ ۱۱۸۱ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید عبد الرزاق مکی قدس سرہ

آپ مرید میران شاہ موج دریا کے تھے تارک الدنیا جامع الکمالات ظاہری و باطنی یہ حضرت غزنی سے آکر چندے پشاور میں قیام پذیر رہے۔ بعد اُس کے دہلی آکر بزرگان راقم کی ملازمت میں رہے آخر دنیا اور اہل دنیا سے متنفر ہوکر شب و روز عبادت میں مصروف رہکر سنہ ۱۱۴۰ھ میں لاہور میں وفات پائی آپکا نیلا گنبد مشہور ہے

ذکر حضرت شاہ جمال قادری سہروردی قدس سرہ

آپ مرید شیخ گگرا کے تھے یعنی شاہ جمال مرید شیخ گگرا بیگ کے وہ مرید شاہ شرف کے وہ مرید شاہ معروف کے وہ مرید جعفر الدین کے وہ مرید رفیع الدین سہروردی کے وہ مرید شیخ جمال کے وہ مرید شیخ صدر الدین عارف کے وہ مرید شیخ بہاء الدین ملتانی کے یہ حضرت سادات حسینی سے

آپ کی اولاد تاحال سیالکوٹ میں موجود ہے اُنہوں نے لاہور میں آکر سات منزلی خانقاہ بنائی۔ نواب سلطان بیگم دختر اکبر اعظم کا باغ اور تالاب کہ نزدیک خانقاہ کے تہا یہ ناگوار گذرا اُن کو کہلا بھیجا کہ تم فقیر اور ہمارے دعاگو ہو خلاف ادب ہے کہ تمہارا مکان ہمارے مکان سے بلند ہو اگر بطور خود اس دمدمہ کو نیچا کرلو تو بہتر ہے ورنہ منہدم کروادیا جاویگا۔ یہ سنکر آپنے سنکر فرمایا کہ بہتر ہے یہ دمدمہ آپکی لات پست ہو جاویگا۔ اور گھر فقیر کا قیامت تک رہیگا۔ باغ چند روزہ ہے۔ جب رات ہوئی آپنے سماع رگانا کرایا اور حالت وجد میں کھڑے ہوئے اور زمین پر ایک لات ماری تمام منزلیں اُسکی غرق زمین ہوئیں۔ بالائے زمین ہنوز موجود ہیں مشہور ہے کہ تعمیر دمدمہ کے واسطے معمار نہ ملتے تھے کیونکہ شاہجہانی عمارتیں تیار ہورہی تہیں۔ چند معماروں کو آپنے بلاکر فرمایا کہ ہمارا کام بھی کرو اُنہوں نے عذر کیا کہ دن کو فرصت نہیں۔ آپنے فرمایا کہ رات کو ہمارا کام کرو اور دن کے برابر مزدوری لو پس بہت سے معمار مشعل کی روشنی میں رات کو کام کیا کرتے تھے، ایک روز تیل نہ تہا۔ آپنے فرمایا کہ چراغوں میں پانی ڈالکر روشن کرو تمام شب وہ پانی مثل تیل کے جلا۔ دودل کہتری کہ لاولد تہا کبھی کبھی آپکی خدمت میں آتا تہا۔ مدعا اُس کا یہ تہا کہ میرے اولاد پیدا ہو ایک روز اُس نے کئی خربزے لاکر نذر کئے آپنے دو خربزے اُسکو دئے اور نماز عصر میں مشغول ہوئے۔ وہ سمجہا کہ شاید بعد نماز کے نوش کرینگے۔ مجھکو تراشنے کو دئے ہیں۔ چنانچہ ایک خربزہ اُس نے تراشا تہا کہ آپنے نماز سے فارغ ہوکر اس سے فرمایا کہ تونے کیا کیا میں نے وہ خربزے اسواسطے دئے تھے کہ تم دونوں میاں بیوی ملکر کھاؤ اور تیرے واسطے اللہ سے دو فرزند مانگے تھے۔ اچھا ہوا کہ ایک ہی تراشا ایک فرزند ہندو اور ایک مسلمان ہوگا۔ مسلمان میرا مرید اور ہندو تیرا۔ پس وہ دونوں خربزے لیکر گھر آیا اور دونوں میاں بیوی نے ملکر کھائے۔ اُسی شب کو وہ حاملہ ہوئی۔ بعد نو مہینے کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک مختون دوسرا غیر مختون۔ دودل مختون لڑکے کو آپکی خدمت میں لیکر آیا۔ آپنے فخرالدین اس کا نام رکھکر اپنے پاس رکھا اور بعد آپکے وہی صاحب سجادہ ہوا۔ چنانچہ فخرالدین کی اولاد ہنوز موجود ہیں۔ اور وہ مکان کہ شاہ جمال نے محلہ چوری موٹری میں خریدا تہا۔ فخرالدین کے واسطے ابتک وہ شاہ جمال کا مکان مشہور ہے ایک ور شاہ جمال فخرالدین کے گھر میں آئے اور فخرالدین سے فرمایا کہ اپنے عیال واطفال اور سب اسباب باہر لا۔ چنانچہ فخرالدین نے تعمیل حکم کی۔ جب کچھ چیز اسمیں نہ رہی وہ مکان گر پڑا۔ آپنے فرمایا کہ میں صرف تیری جان ومال کی حفاظت کے واسطے آیا تہا۔ الحمدللہ کہ تو نے اس بلا سے خلاصی پائی۔ ایک روز

آپ اپنے اُس حجرہ میں گئے تا حال نزد مزار موجود ہے۔ یہ حجرہ وہ ہے کہ آپ اس میں بند ہوکر چلہ کیا کرتے تھے۔ اور بعد چلہ کے خدام دروازہ حجرہ کا کھولا کرتے تھے۔ ابکی بار در حجرہ کھولکر چاہتے تھے کہ آپکو باہر لائیں۔ حاضرین کے کان میں ایک آواز پہنچی کہ اب تک جو ہونا تھا وہ ہوا۔ میری قبر اوپر اُس حجرہ کے تعمیر کرو یہ میرا مدفن ہے۔ اس روز سے نشان قبر کا اوپر حجرہ کی بنوا دیا گیا ہے۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الثانی ۹۸۹ھ میں ہوا مگر جسم مبارک کو کسی نے نہ دیکھا کہ کیونکر زمین میں سمایا۔ کیا ہوا حجرہ خالی تھا۔ کن لوگوں نے مدفون کیا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ نے دفن کیا۔ آپ کی وفات کے تیس برس بعد بروز عرس بعد تقسیم کھانے کے ایک قلندر دریدہ دہن آیا۔ صاحب سجادہ نے دو روٹی اُسکو دیں۔ اس نے کہا کہ مزار شاہ جمال کا عجب حال ہے کہ روٹی بے کفن میسر ہوتی ہیں۔ صاحب سجادہ نے کہا کہ اگر تیری یہی مرضی ہے تو تجھکو کفن اسی جگہ ملیگا۔ چنانچہ اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہوا اور مرگیا قبر اس قلندر کی قریب خانقاہ کے عبرتگاہ خلق ہے۔

ذکر حضرت سید محمود شاہ نورنگ بخاری قدس سرہ

آپ پسر حقیقی شاہ محمد بن عثمان لاہوری کے تھے اور فقر و تجرید میں شان عالی رکھتے تھے دنیا اور اہل دنیا سے بے نیاز طالبان حق سے متوجہ اور طالبان غیر حق سے متنفر تھے آپکی دعا در بند مندل کے حق میں مثل اکسیر تھی۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ جو کوئی میری قبر کی خاک کا تعویذ بنا کر گلے میں ڈالیگا۔ اللہ تعالیٰ اُسکو شفا دیگا چنانچہ اہل لاہور آپکے مزار سے سنگریزے لیکر بیماروں کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۰۵۳ھ میں ہوئی مزار موضع محمود بوٹی میں ہے کہ آپکے نام پر مشہور ہے آپکو بعض فقیر خاندان قادریہ سے تصور کرتے ہیں۔

ذکر حضرت مولانا حیدر کشمیری نقشبندی سہروردی قدس سرہ

آپ مرید خواجہ عبید اللہ احراری کے تھے

ایک روز خواجہ سے عرض کی کہ میری چار لڑکیاں ہیں لڑکا نہیں ہے۔ مجھے بہت رنج ہے۔ خواجہ نے ان کے حق میں دعا کی بعد نو مہینے کے مولانا حیدر پیدا ہوئے۔ یہ ولی مادرزاد تھے۔ سات برس کی عمر میں حافظ قرآن ہوئے۔ گیارہ برس کی عمر میں حدیث و فقہ سے ماہر ہوئے۔ پابند سنت بہت تھے پہلے خاندان نقشبندیہ میں اپنے والد کے مرید ہوئے۔ اُن کے انتقال کے بعد دہلی میں تکمیل علم دین کی اور صاحب فتویٰ ہوکر کشمیر میں آکر سلسلہ سہروردیہ میں بابا نقیب الدین کے مرید ہوکر تکمیل کی تین بار حاکم کشمیر نے آپکو قاضی بنانا

چاہا۔ آپنے منظور نہ کیا۔ وفات حضرت کی ۱۰۵۵؁ھ میں بمقام کشمیر ہوئی۔

ذکر حضرت شاہ دولا دریائی گجراتی پنجابی قدس سرہ

آپ مرید سید ناصر ستے کے وہ مرید شاہ سونگا کے وہ مرید شاہ کبیر کے وہ مرید شیخ شہر اللہ کے وہ مرید شیخ یوسف کے وہ مرید پیر برہان الدین کے وہ مرید صدر الدین کے وہ مرید بدر الدین کے وہ مرید اسمٰعیل قریشی کے وہ مرید شاہ صدر الدین راجن قتال کے وہ مرید شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتانی کے وہ مرید شیخ صدر الدین عارف کے وہ مرید شیخ بہاء الدین ملتانی کے لکھا ہے کہ آپ اولاد سے بہلول لودہی کے تھے۔ اور خاندان چشتیہ سے بھی فیضیاب تھے۔ خورد سالی میں ان کے مادر اور پدر نے انتقال کیا۔ بعض بدمعاشوں نے آپکو ایک ہندو کے ہاتھ بیچا۔ آپ ہمیشہ اپنے مالک کی خدمات بجالا کر اُسکو خوش رکھتے تھے۔ ایک روز اُس نے آپکو آزاد کیا۔ اتفاقاً آپ سیالکوٹ میں آکر سید ناصر ستے کے مرید ہو کر چند مدت اُنکی خدمت میں رہے جب شیخ کا وقت قریب پہنچا شیخ نے اپنے دوسرے مرید کو بلایا اُس کا نام بھی دولا تھا وہ موجود نہ تھا۔ آپ گئے شیخ نے فرمایا کہ تیری ضرورت نہیں آپ واپس آئے شیخ نے پھر دولا کہکر آواز دی وہ حاضر نہ تھا۔ شیخ دولا ہی حاضر ہوئے۔ شیخ نے آپ کو دیکھکر فرمایا کہ ہر کرا مولا بدہد شاہ دولا گردد تمام نعمت معرفت الٰہی ان کو دیکر انتقال کیا۔ بعد اُس کے شاہ دولا کو ایک مدت جذب اور سکر رہا مست جام وحدت رہے جنگلوں میں شیر اور پلنگوں سے محبت رکھتے تھے۔ بعد مدت کے جب ہوش میں آئے باب فتوحات ظاہری اور باطنی کھلا ہزاروں کرامت اور خوارق ظاہر ہوئے۔ ہزاروں آدمی آپکی خدمت میں مرادیں لیکر جاتے اور حسب دلخواہ اپنی مرادیں پاتے اور ہر روز اللہ تعالیٰ اپنے خزانہ غیب سے عطا کرتا آپ ہر روز مساکین کو تقسیم فرماتے اور اکثر جگہ عمارات عالی جاہ و مسافر خانہ پل و مساجد تیار کرائے کہ اب تک گجرات اور سیالکوٹ میں موجود ہیں اور جائے تعجب ہے کہ وحوش و طیور درندے اور گزندے آپ کی خدمت میں حاضر رہتے سرکار حضرت کی مثل بادشاہوں کے تھی ہر وقت شہود ذات میں مستغرق رہتے تھے اور شادی نہ کی مجرد رہے۔ آپکے زمانہ میں اسقدر فتوح ظاہری اور باطنی دوسرے کو نہ تہا اور جو کچھ زبان سے نکلتا تہا تیر بہدف تہا۔ آپکی مجلس کسی وقت سماع سے خالی نہ رہتی تھی۔ آپ کو وجد ہوتا تہا۔ اگر کسی کے واسطے دعائے فرزند کرتے اُس سے اقرار فرما لیتے تھے کہ جو پہلا لڑکا ہوگا وہ

میری نذر کرنا مجھکو اللہ اور دیگا اور پہلا لڑکا جو ہوگا اسکی چند علامات ہونگی - کوتاہ سر گنگ مسلوب الحواس
چنانچہ پہلا لڑکا اس قسم کا ہوتا اور اس کے والدین بخوشی نذر کرتے تھے - اسی طرح سینکڑوں
لڑکے آپ کی خدمت میں دولا شاہی چوہے مشہور تھے - چنانچہ یہ کرامات ہنوز آپکے مزار سے جاری ہے
جو کوئی آپکے مزار پر آتا ہے خواستگاری اولاد کرتا ہے - اس کے گھر پہلا جو لڑکا پیدا ہوتا
ہے وہ اس شکل کا ہوتا ہے - ایک بار دشمنان درویشان نے آپکی ایذا رسانی کے واسطے ایک
محضر تیار کیا - اور شاہجہاں بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا - چونکہ شاہجہاں محرم اسرار درویشان تھا
اسپر کار بند نہوا - حضرت کے ساتھ عقیدت بدستور رہی - وفات حضرت کی ۱۰۸۵ھ میں ہوئی
مزار آپ کا گجرات پنجاب میں زیارت گاہ ہے -

ذکر حضرت شیخ جان سہروردی لاہوری قدس سرہ

آپ فاضل اور جامع الکمالات تھے لاہور سے باہر ایک مسجد میں وعظ
فرمایا کرتے تھے اور مرید شیخ اسمٰعیل مدرس کے تھے مگر کسی سے کچھ نہ لیتے تھے - بوجہ حلال ایام گذارا
کرتے تھے - ایک بار ان کے پیر نے ان سے پوچھا کہ گذر کیونکر ہوتی ہے عرض کیا بہر حال شکر ہے
بآرام تمام بسر ہوتی ہے - اللہ تعالیٰ نے مجھکو معلوم کرایا ہے کہ واسطے قوت لایموت کے چکی پیسا
کروں - ان کے مرشد نے از راہ عنایت ایک تعویذ عطا کیا - اور فرمایا کہ اس کو اپنے گھر میں رکھ
جب نعمت دنیا سے سیر ہو جائے مجھکو واپس دیجیو - انہوں نے اس تعویذ کو لیکر اپنے گھر میں رکھا
اسقدر فتوح ہوا کہ تین روز میں بہت کچھ جمع ہو گیا - آپنے شکر نعمت الٰہی بجالا کر وہ تعویذ پیر کو دیا
اور عرض کیا کہ میں مستغنی ہوا - مگر مجھکو اس تعویذ کی اجازت ہو تا کہ اوروں کو نفع پہنچے - چنانچہ وہ تعویذ
آجتک آپکے صاحب سجادہ کے عمل میں ہے وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ ہ ہ ہ ہ سے ے مھعصد
ایک شخص آپکی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ بوجہ تنگ دستی کے میں بہت پریشان ہوں
میرے واسطے دعا فرمایئے - آپنے ارشاد کیا کہ بعد ہر نماز کے روبقبلہ کر کے سو بار سبحان اللہ پڑھا کر
ایک ہفتہ کے بعد پھر مجھ سے ملنا - چنانچہ اسی ہفتہ میں تنگدستی اسکی دور ہوئی - اس نے عرض کیا کہ اب میں
بہت خوش ہوں آپنے فرمایا ایک ہفتہ اور پڑھ پھر اس نے آکر کہا کہ اب میں دنیا سے بالکل مستغنی ہوا - اب میں
چاہتا ہوں کہ مال عقبیٰ جمع کروں چنانچہ تارک الدنیا ہو کر مرید ہوا اور کمالات ظاہری باطنی سے فایز ہوا -

وفات حضرت کی سنہ ۱۰۶۲ھ میں ہوئی۔ مزار آپ کا بیرون شہر لاہور متصل مسجد قصاب خانہ قدیم کے ہے

ذکر حضرت شیخ محمد اسمٰعیل مدرس میاں کلان قدس سرہ

آپ مرید شیخ عبدالکریم کے وہ مرید مخدوم طیب کے وہ مرید مخدوم برہان الدین کے وہ مرید مخدوم جیین کے وہ مرید شیخ سیلون کے وہ مرید شیخ حسام الدین متقی ملتانی کے وہ مرید سید شاہ عالم کے وہ مرید سید برہان الدین کے وہ مرید سید ناصرالدین محمود کے وہ مرید مخدوم جہانیاں کے کہ بیٹے عبداللہ قوم کھوکھر ساکن موضع جینبہ لب دریائے چناب کے تھے لکھا ہے کہ سنہ ۹۹۹ھ میں پیدا ہوئے۔ بعد سن تمیز شیخ عبدالکریم کی خدمت میں حاضر ہو کر آٹا پینے پر معمور ہوئے ایک روز وقت پر آٹا نہ پہنچا۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شیخ اسمٰعیل اپنے حجرہ میں مشغول بحق ہیں اور چکی خود بخود پھر رہی ہے یہ حال اُن کے پیر سے عرض کیا۔ اُنہوں نے خود آ کر دیکھا اُن کو مطلق خبر نہ تھی۔ واپس چلے گئے۔ جب شیخ اسمٰعیل کو ہوش آیا آٹا جمع کر کے لنگر خانہ میں پہنچایا۔ اُن کے پیر نے کہا کہ آج سے آٹا پیسنا تیرا موقوف کیا۔

نقل ہے کہ بعد حصول علم باطنی شیخ سے دس کوس کے فاصلہ پر کنارہ چناب پر درخت شیشم کے نیچے قیام کیا۔ کئی مہینے میں کئی سو آدمی آپکی خدمت میں آ کر باکمال ہوئے۔ بعدہٗ ۴۰ برس کی عمر میں لاہور میں بمحلہ نیل پورہ آکر تعلیم و تلقین میں مصروف ہوئے۔ ایک جائے قیام مخدوم علی ہجویری گنج بخش پر کیا۔ تمام اہل اسلام رجوع لائے۔ ایک مسجد پُرانی اُس محلہ کے نزدیک تھی۔ اور ایک ہنود فقیر کو صاحب کشف تھا اُس مسجد میں رہتا تھا کوئی مسلمان اُسکو نکال نہ سکتا تھا۔ ایک روز یہ اُس جوگی کے پاس گئے اور فرمایا کہ یہ عبادت گاہ مسلمانان ہے تم کو یہاں رہنا حرام ہے میں یہاں رہونگا تم یہاں سے چلے جاؤ اُس نے انکار کیا۔ آپ نے جبر کیا اُس جوگی نے کہا کہ اگر میں جاؤنگا تو مسجد میرے ساتھ جائیگی۔ چنانچہ اُس نے قدم مسجد سے باہر رکھا کہ مسجد جنبش میں آئی۔ قریب تھا کہ جوگی کے پیچھے چلے کہ آپنے ایک عصا دیوار مسجد پر مار کر فرمایا کہ ساکن رہ وہ اُسیوقت ٹھہر گئی۔ جوگی نے یہ کرامات دیکھ کر آپ سے عذر تقصیر چاہا اور کسی طرف کو چلا گیا۔ آپ اُس مسجد میں درس قرآن فرمانے لگے۔ چنانچہ اُس مسجد میں ابتک درس قرآن ہوتا ہے آپ ہمیشہ خود قرآن پڑھایا کرتے تھے اور شاگرد مہینوں میں حافظ ہوتے تھے۔

ایک روز ایک شخص نے عرض کیا کہ بیوی میری حافظ قرآن ہے اور میں امی ہوں۔ محض

اس لئے مجھکو اپنی قربت سے منع کرتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ تیری قربت سے بے ادبی قرآن کی میرے دلمیں متصور ہے۔ میں آپ سے ملتجی ہوں کہ میرے واسطے دعا کیجئے کہ میں بھی حافظ ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر چھ مہینے میرے پاس رہے تو حافظ ہو جائے گا۔ یہ سنکر وہ رویا اور عرض کیا کہ مجھکو اپنی زوجہ کی جدائی ایک دم کی بھی شاق ہے چھ مہینے کیونکر گذریں گے۔ یہ سنکر ازراہ رحم فرمایا کہ وقت سلام نماز صبح کے میری داہنی طرف آئیو۔ انشاء اللہ تیرا مقصد حاصل ہوگا۔ چنانچہ وہ حسب فرمودہ جناب عمل میں لایا۔ اسیوقت نظر پڑتے ہی حافظ ہو گیا۔ بلکہ جتنے آدمی راست میں اُمی تھے سب حافظ ہوئے۔ یہ شخص مرید ہوا۔ آپ بار بار اپنی زبان سے فرمایا کرتے تھے کہ فیض قرآن بعد مرنے کے میری قبر کی خاک سے جاری رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حافظ الٰہی بخش آپکے خلیفہ کہ جسم سے بہت فربہ تھے اور پستان بہت کلاں تھیں جب مرید ہونے آئے آپنے اُن کو دیکھکر تبسم فرمایا اور کہا کہ حافظ الٰہی بخش شیر دار ہے یہ فرماتے ہی اُنکی پستان شیر دار ہوگئیں اور اسی خطاب سے منسوب ہے۔ چنانچہ ایک گاؤں حافظ صاحب کے نام پر موضع لوبرہ آباد ہے۔ لوبرہ پنجابی زبان میں شیر دار کو کہتے ہیں۔ خلیفہ آپکے یہ ہیں۔ شیخ محمد صالح برادر ہم جد حضرت میاں جان محمد لاہوری وجان محمد ثانی و شیخ محمد ہاشم و شیخ عبد الحمید و عبد الکریم قصوری و آخوند محمد عثمان و محمد عمر و امانت خاں و حافظ عبد اللہ حافظ محمد فاضل و حافظ اللہ بخش لوبرہ و حافظ محمد حسین و حافظ فتح محمود مولوی تیمور لاہوری۔ وفات حضرت کی ۵ شوال ۱۰۸۵ھ میں ہوئی۔ مزار لاہور میں مشہور و معروف ہے

ذکر حضرت شیخ حسن لالو کشمیری قدس سرہ

آپ مرید سید جلال الدین بخاری دہلوی کے تھے اور شیخ حمزہ کشمیری اور بابا نصیب الدین سے بھی فیض حاصل کیا کہ تفرید اور تجرید کے ساتھ ایام گذاری کی تمام عمر عبادت حق میں مصروف رہ کر ۱۰۹۹ھ میں وفات پائی۔

ذکر حضرت شیخ بہرام کشمیری قدس سرہ

آپ مرید بابا نصیب الدین کے تھے ترک تجارت کر کے زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ اور بوجہ زہد کے اسقدر ضعیف تھے کہ سوائے پوست اور استخوان کے گوشت کا نام نہ تھا اظہار کرامات سے پرہیز کرتے تھے ہمیشہ سرد پانی سے وضو کرتے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اُن کے

مکان میں ایسا چشمہ جاری فرمایا کہ جاڑے میں اس کا پانی گرم اور گرمی میں سرد رہا کرتا تھا۔ لکھا ہے کہ شیخ مراد آپ سے ملنے آئے اور راستہ میں خیال کیا کہ اگر حاجی بہرام میرے واسطے کھانا موجود کرے تو ہم دونو ساتھ کھائیں بعید ان کی کرامات سے نہیں ہے جب یہ پاس پہنچے آپنے کھانا طلب کیا۔ اور دونو بزرگوں نے ساتھ کھانا شروع کیا۔ اسوقت آپنے تبسم کناں فرمایا کہ آج کیا اچھا دن ہے کہ تمہاری حسب دلخواہ کھانا ہے اور میں بھی تمہارے شریک ہوں۔ وفات حضرت کی ۱۱۰۵ھ میں ہوئی۔ مزار خطہ کشمیر میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ یعقوب کشمیری قدس سرہ

آپ مرید بابا نصیب الدین کے تھے چندے عبادت میں رہے۔ بعدہ مصنت الفت ہوکر ایسے مستغرق ہوئے کہ اپنے کو بھی بھول گئے۔ ایک بار آپ کسی پہاڑ کی کھو میں پڑے تھے۔ ڈیڑھ مہینے بے خور دخواب رہے۔ ایک شب کسی زمیندار کے ہاں تشریف لائے۔ رات زیادہ جا چکی تھی دروازہ کسی نے نہ کھولا صبح تک برف میں بیٹھے رہے مگر جب برف آپ پر پڑتی تھی حرارت عشق سے وہ مضرت نہ کر سکتی تھی۔ مستی و مدہوشی یہاں تک ہو گئی تھی کہ پاؤں میں گھونگرو باندھ کر سر پر مزعفر رکھکر ناچتے پھرا کرتے تھے۔ وفات حضرت کی ۱۱۰۸ھ میں ہوئی مزار اسلام آباد کے قریب ہے۔

ذکر حضرت سید زندہ علی بن سید عبدالرحیم بن شفیع الدین بن میران شاہ موج دریا قدس سرہ

آپ مرید اپنے والد کے تھے نہایت متقی و بابرکت تھے کہ جہاں آپکے والد کا مزار ہے وہاں کے کنوؤں کا پانی نہایت تلخ تھا۔ اس نواح کے رہنے والوں نے حاضر ہوکر برائے آب شیریں التجا کی۔ آپنے فرمایا کہ نئے کنوئیں کھودو پانی شیریں نکلیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وفات حضرت کی ۱۱۱۱ھ میں ہوئی مزار آپکا روضہ بابا موج دریا کے ہے۔

ذکر شیخ عبدالرحیم کشمیری قدس سرہ

آپ مرید میاں امیر لاہوری کے ہیں ہمراہ حضرت ملا شاہ قادری کے کشمیر میں آئے تھے وہاں دل لگی ہوئی شب و روز تعلیم و تلقین میں مصروف رہتے۔ اپنے کمال کو چھپاتے تھے۔ بعدہ شیخ نصیب الدین سے سلسلہ سہروردیہ میں اور خواجہ نظام الدین نقشبندی سے سلسلہ نقشبندیہ میں خلافت پائی اور ہر

ہر سلسلہ میں مرید فرماتے تھے۔ جو طالب دنیا جاتا خالی نہ آتا۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دنیا داروں کو اعانت ملیگی تو اُن کو اولیا سے محبت ہوگی۔ آخر راہ راست پر اگر معرفت نصیب ہوگی۔ آپ ۳۹ سال کشمیر میں رہ کر بعارضہ فالج مبتلا ہو کر ۱۱۵۰ھ میں انتقال فرما گئے۔ مزار آپ کا آستانہ خواجہ حمید الدین حمار میں ہے۔

ذکر حضرت بابا عبداللہ قدس سرہ

آپ مرید بابا نصیب الدین کے تھے۔ چند روز میں سلوک کو طے کر کے ہزاروں آدمیوں کو مسلمان فرمایا سینکڑوں باکمال ہوئے۔ آپ کو عمارت سے بہت شوق تھا۔ مساجد اور پل اور مسافر خانہ اکثر تعمیر کرائے وفات حضرت کی ۱۱۱۵ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ جان محمد لاہوری قدس سرہ

آپ مرید شیخ اسمٰعیل میاں کلاں لاہوری کے تھے۔ علوم ظاہری اور باطنی میں یگانہ عصر لاہور میں بمحلہ پرویز آباد کہ شہر سے باہر ہے مقیم تھے۔ لڑکپن میں شیخ عبدالحمید خلیفہ شیخ اسمٰعیل سے تحصیل علوم ظاہری کیا تھا۔ اور بعد انتقال کے قیام گاہ پر دفن ہوئے۔ اُسی شب کو خادم کو بشارت ہوئی کہ میری نعش کو یہاں سے نکالکر میاں کلاں کے مزار کے پاس دفن کرنا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وفات حضرت کی ۱۱۲۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ حامد قاری قدس سرہ

آپ عالم علم شریعت وطریقت و ماہر قرارت تھے۔ لاہور میں طلبار کو درس کراتے تھے۔ اور مرید مولوی تیمور لاہوری کے تھے۔ اور اپنے وقت میں استاد زمانہ اور مرجع خلائق تھے۔ وفات حضرت کی ۱۱۹۶ھ میں ہوئی

ذکر حضرت شیخ کرم شاہ قریشی قدس سرہ

آپ مرید شاہ ابو الفتح اپنے والد کے تھے۔ مثل اپنے آبائے کرام کے ہدایت خلق میں مصروف رہے۔ آغاز عملداری سکھوں میں مع اہل وعیال لکھنؤ میں آکر پاس شیخ نور الحسن قریشی کہ ان کے جد بادری تھے چندے مقیم رہے۔ بعدہٗ شاہجہانپور میں آتے تھے کہ راستہ میں قزاقوں نے ۱۲۱۰ھ میں شہید کیا۔

ذکر حضرت شیخ سکندر شاہ بن کرم شاہ قدس سرہ

آپ درویش صاحب حال و قال اور شاعر بھی تھے۔ اور بہدایت اپنے والد کے ہدایت خلق میں مصروف رہ کر لاہور میں آکر ۱۲۴۲ھ میں وفات پائی۔ مزار لاہور میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ مراد بن شیخ کرم شاہ قدس سرہ

آپ نہایت عابد وزاہد تھے اور شاعر بھی تھے۔ آپ کا جو کلام ہے معرفت اور سلوک میں ہے۔ وفات حضرت کی ۱۲۱۵ھ میں ہوئی مزار موضع ملک مردان کہوکرہ میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ قلندر شاہ قریشی حارثی ہنکاری بن شیخ کرم شاہ قدس سرہ

آپ مرید اپنے والد کے تھے اور دوسرے مشائخین سے بھی فیضان حاصل کیا تھا۔ سلسلہ چشتیہ میں مرید شیخ بدرالدین صابری کے اور باقی اور سلسلوں میں شیخ اجمل علیہ آبادی سے اجازت یافتہ تھے۔ پہلے آپ ایک بار موضع بھی علاقہ لاہور میں تشریف لے گئے۔ وہاں کے زمیندار آپکی خدمت میں آئے۔ اور واسطے نزول باران رحمت کے دعا چاہی۔ آپنے چار مریدوں کو فرمایا کہ جنگل میں جاکر ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ جس قدر ہوسکے کرو۔ انشاء اللہ بارش ہوگی وہ چاروں بحکم حضرت جنگل میں جاکر ذکر کرنے لگے۔ تین گہڑی کے بعد ابر آیا اور ایسی بارش ہوئی کہ تمام جنگل سیراب شاداب ہوگئے۔ اذکار قلندری میں تحریر ہے کہ آپ مع چھ درویشوں کے موضع سامد میں جاکر سید افضل شاہ کے مکان پر مقیم ہوئے۔ سید نے ما حضر موجود کیا۔ اسوقت اور بھی بہت سے مرید حضرت کے آگئے۔ سید حیران ہوا کہ اب کیا کروں۔ آپنے نور باطن سے معلوم کرکے فرمایا کہ سید جانے فکر نہیں ہے جو کچھ ہے لاؤ۔ سوچا کہ شاید تھوڑا تھوڑا کھائیں گے آپ اُٹھے اور اپنی چادر ڈھانپ دی اور کھانا تقسیم کرنا شروع کیا۔ چنانچہ کل حاضرین سیر ہوئے۔ اور جس قدر کھانا آیا تھا وہ جوں کا توں موجود رہا۔ وفات حضرت کی ۱۸ رمضان ۱۲۴۵ھ میں ہوئی۔

ذکر سائیں لہوٹن شاہ صاحب سدا سہاگ

آپ دہلی میں بمقام پہاڑ گنج رہتے تھے۔ باکمال تھے۔ حضرت ظل سبحانی کو آپ سے انس تھا میاں ہنگا شاہ سہروردی کے مرید تھے انکا طریق ملامتیہ تہا دکان قصاب سے چھیچڑے مانگ کر اُن کو ہانڈی میں پکاتے جب کسی کے کہانے کو نکالتے اُنمیں سے بریانی نکلتی تھی۔ آپ دہلی میں جوراہہ قیمع بعض میں رہتے تھے۔ کسی شخص نے اپنی دختر سے اُن کا نکاح کردیا۔ اس کو ان کی کیفیت اچھی طرح معلوم نہ تھی جب اسکو ان کا حال معلوم ہوا انہیں اپنے گھر آنے سے منع کیا۔ بعض کا قول ہے کہ وقت نکاح کے کسی نے کہا کہ یہ چھیچڑے مانگ کر گذارہ کرتا ہے اور دیوانہ ہے اس کو نکال دو۔ الغرض آپ کو اور جو لوگ نکاح میں

آپکے ہمراہ گئے تھے سب کو بٹی والے نے اپنے گھر سے نکالدیا۔ شب تو گذر گئی صبح وہ لڑکی کہ جس سے نکاح ہوتا تھا۔ اپنے گھر سے نکلی۔ اور آپکے پاس قدم شریف میں جا بیٹھی۔ ہر چند اس کے وارثوں نے سمجھایا وہ نہ مانی۔ آپکی ہی خدمت میں رہی اور بہت نیک تھی۔ آپکا بستر سر راہ تھا۔ مگر جو شخص اُس پاک دامن کو بدنظر دیکھتا نابینا ہوجاتا۔ وہ بی بی بہت روز بعد انتقال آپکے زندہ رہی۔

ذکر حضرت خواجہ نجم الدین ہمدانی دہلوی معروف بہ خواجہ شاہ فدا حسین قدس سرہٗ

آپ کامل اولیائے متاخرین دہلی سے گذرے ہیں۔ عجائب و غرائب احوال مرتبہ بلند و کرامات ارجمند رکھتے تھے آپ امیرزادہ تھے۔ آپکے برادر اکبر شاہ ثانی کے وزیر تھے۔ جب جذبہ الٰہی دامنگیر ہوا ترک امارت کرکے ترک و تجرید فقر اور فاقہ اختیار کیا۔ اور سلسلہ سہروردیہ میں مولانا حنیف شاہ مظفر حسین رسول شاہی کے مرید ہوکر کار درویشی بہ تکمیل پہنچاکر خرقہ خلافت حاصل کرکے دہلی میں معمور ہوئے۔ جو زبان سے خیر و شر نکلتا تھا فوراً ظہور ہوتا تھا۔ سلسلہ رسول شاہی کو ذات بابرکات سے بہت کچھ رفعت ہوئی۔ ہزاروں فقیر آپکے ہندوستان اور دیگر ممالک میں ہیں۔ آپکے خلفاء سے کئی بزرگ باکمال ہوئے ہیں لیکن ان میں اب بھی آپکے ایک خلیفہ بڑی عمر کے موجود ہیں۔ یعنی شاہ فدا حسین مرید مولانا حنیف شاہ مظفر حسین کے وہ مرید سید رسول شاہ لوری کے کہ بانی طریق رسول شاہی تھے۔ سید رسول شاہ نے اوائل میں صفائی باطن میں بہت کوشش کی پھر یہانتک ترک بڑھا کہ اپنی ہستی کو نابود کرکے فنا فی اللہ ہوگئے تھے۔ ہر وقت شہود ذات میں مستغرق رہتے تھے۔ کرامت اُنکی ظاہر ہے کہ مولانا حنیف سا شاہباز اور شاہ فدا حسین سا شیر بیشہ معرفت ان کی زیر تعلیم ہے۔ اور ڈاڑھی مونچھ وغیرہ کا منڈانا جو آپکے سلسلہ میں جاری ہے اسرار ربانی سے ہے اس کو وہ جانیں جو آپکے ہم پلہ ہوں۔ دوسرا امر یہ ہے کہ اکثر بزرگوں نے واسطے پردے کے طریقہ ملامتیہ اختیار کرلیا ہے۔ اس پیرایہ میں حضرت کا منشا بھی شاید اسی طرح ہو۔ واللہ اعلم۔ الغرض سید رسول شاہ مرید شاہ نعمت اللہ ولی کے وہ مرید شاہ داؤد کے وہ مرید شاہ سخی حبیب اللہ کے وہ مرید شاہ اسمٰعیل کے وہ مرید شاہ مرتضیٰ آنند کے وہ مرید شاہ سجن گوشہ نشین کے وہ مرید شاہ محمد گوشہ نشین کے وہ مرید شاہ اسحٰق کے وہ مرید شاہ داؤد قریشی کے وہ مرید شاہ ارحمٰن قتال کے وہ مرید مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے

ذکر حضرت خاکی شاہ قدس سرہ

آپ شہر سرونج میں مولا علی کے پہاڑ پر بیٹھے تھے۔ جناب

شف وکرامات گذرے ہیں۔ ایک بار نواب وزیرالدولہ ریاست ٹونک سرونج میں پہنچے۔ اُنہوں نے سُنا
خاکی شاہ ڈاڑھی مونچھ منڈاتا اور شراب پیتا ہے۔ نواب آپکی تادیب کا قصد کرکے آپکے پاس گئے۔
ور کسی حیلہ سے آپکے حجرے کی تلاشی کی جتنے ٹین شراب کے تھے سب میں سے دودھ بہت شیریں تازہ
دوہا ہوا نکلا۔ ایک برہمن زمیندار آپ کو اپنے گھر اپنے گاؤں میں لے گیا۔ آپنے شراب طلب کی شراب آئی۔
بعد نوش کرنے شراب کے کباب طلب کئے۔ اسپر اُس نے انکار کیا۔ آخر اُس کے گھر سے گاجریں اُبلی
ہوئی آئیں۔ جب اُن کو حضرت کے روبرو لاکر کھولا تو دیکھا کہ اسمیں کباب تھے۔ یہ کرامت دیکھکر وہ باعجز
پیش آیا اور بخوف اپنے غم کے رویا۔ آپنے ازراہ رحم فرمایا کہ اسکو ڈھانک دے۔ بعد تھوڑی دیر کے پھر
کو دیکھا تو وہ ہی گاجریں تھیں۔ نقل ہے کہ جب آپ مرض موت میں بیمار ہوئے اسقدر دست جاری تھے
کہ چارپائی کاٹ دی تھی۔ صاحبزادہ غلام قادر خاں جاگیردار جاٹولی آپکو اپنے مکان پر لائے۔ دو تین
روز کے بعد وہاں انتقال کیا۔ بعد غسل کے کفن ولایتی کپڑے کا پہنایا۔ آپنے آنکھ کھولکر فرمایا کہ تو تو محرم
سراز تھے یہ کیا کیا۔ اس کفن سے خدا کے سامنے مجھکو شرمندگی ہوگی۔ تین روز صحیح و سالم رہے۔ چوتھے روز
رمایا کہ صاحبزادہ کل مورات و درجات میں نے تجھکو دکھائے اور بتلائے تھے مگر یہ دکھانا باقی تھا کہ فقیر مرنے
سے پہلے مرجاتے ہیں۔ اور خود اپنا کفن پارچہ ہندی سے تیار کرایا اور پلنگ پر دراز ہوکر جان بحق تسلیم
کی اور سرونج میں مدفون ہوئے۔ (سلسلہ قادریہ ختم ہوا)

ذکر مجذوب بیدار ربانی حضرت سرمد شہید کاشانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ وطن سے فرنگستانی یا ارمنی تھے۔ بعض کاشانی بتاتے ہیں جو صحیح ہے۔ اوائل عمر میں ہی فیضان الٰہی
نے آپ کو منتخب کرکے نور اسلام کی جانب ہدایت کی۔ چنانچہ آپ مشرف باسلام ہوئے۔ خاندانی نام
کا پتہ نہیں چلتا صرف سرمد کے نام سے آجتک مشہور ہیں۔ آپ کو علم و فضل و عربیت میں کمال حاصل
تھا۔ ایران سے تجارتی مال لیکر ہندوستان وارد ہوئے تھے۔ اور ٹھٹھہ میں ایک ہندو بچہ پر عاشق
ہوکر عشق مجازی سے اپنا وہ سبق شروع کیا جس نے ایکدن مرتبہ اعلیٰ پر پہنچکر حقیقت کی اُس سر بفلک چوٹی کو
زیر قدم دکھایا جس کے لئے بہتیرے روشن ضمیر عمریں گذار دیتے ہیں۔ ہند ٹھٹھہ کو اس واقعہ کی وجہ سے
خوش نصیب سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ مراۃ الخیال کی قدامت اس کے صحیح ہونیکی موید ہے۔ عشق مجازی میں

پھنسکر بجائے اس کے کہ تجارت کے مال میں آپکو نفع ہوتا۔ سودا ہوا۔ اور آپ کل مال تجارت غارت
پوشیدنی کے بوجھ سے بھی ہلکے ہوگئے۔ اور جذبۂ عشق کے ماتحت ریگستانوں کی جلتی ہوئی زمین
و شاداب مقامات کا لطف حالت عریانی میں برداشت کرتے ہوئے شاہجہان آباد میں اُسوقت
یہاں دارا شکوہ جیسا فقیر دوست اور عقیدتمند شہزادہ حقیقی دیوانوں اور مجذوبوں کی آؤ بھگت کر کر خدمت
تہا چنانچہ دارا شکوہ نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور آپ صحبت حقیقت کے رُکن ہوگئے۔ اور یہ صحبت
پراگندہ ہوئی جب دارا شکوہ دنیاوی دست بُرد اور خانگی کشمکش سے عاجز آ کر دہلی سے بھاگا۔ دارا
کے ہمراہ اُس کے بہت سے ہوشیار ہمصحبت بھی بھاگے۔ مگر آپ ایسے بیہوش تھے کہ بھاگنے اور بچنے
میں بھی تمیز نہ تھی۔ روح نورِ حقیقت کی شمع کے گرد مثل پروانہ چکر لگا رہی تھی مگر جسم خاکی شاہجہان آباد
میں تہا۔ جب یارانِ صداقت کی صحبت چھوٹ گئی تو آپ شانِ توضیح توحید میں کلام فرمانے لگے۔ چنانچہ
آپنے یہ رباعی فرمائی ؎ ہر کس کہ سرِ حقیقتش باور شد ٭ او پہن تر از سپہر پہناور شد ٭ ملا گوید کہ بر فلک
شد احمد ٭ سرمد گوید فلک بہ احمد در شد ٭ مفتیان و قاضیان وقت کے کان کھڑے ہوئے اور قضیہ
عالمگیری میں پیش کر دیا۔ عالمگیر نے ملا قوی قاضی القضاۃ کو حکم دیا وہ آپکے پاس پہنچے جواب ملا
خوش بالائے کردئیں پست مرا ٭ چشمے بدو جام برد ہ از دست مرا ٭ او در بغل من است و من در طلبش
دزدے عجبے برہنہ کردہ است مرا ٭ ملا صاحب اس جواب پر اور برہم ہوگئے اور عالمگیر سے شکایت کی
ایک عام مجلس میں سرمد کو بلا کر عالمگیر نے دریافت کیا کہ کیا یہ سچ ہے کہ تم نے دارا شکوہ کو مژدہ سلطنت
دیا تہا۔ آپنے کہا ہاں وہ مژدہ درست نکلا کیونکہ اُسے ابدی سلطنت کی تاجپوشی نصیب ہوئی۔ علماء نے
دریافت کیا۔ کیا یہ برہنگی شرع کے خلاف نہیں ہے۔ آپنے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ علماء نے چاہا مگر عالمگیر نے
کہا محض برہنگی وجہ قتل نہیں ہو سکتی۔ اُن سے کہو کہ کلمہ طیبہ پڑھیں علماء کی درخواست پر آپنے اپنی مشہور عادت کے
صرف لا الہٰ فرمایا اور کہا کہ ابھی تک میں نفی میں مستغرق ہوں۔ مرتبہ اثبات تک نہیں پہنچا اگلا لفظ زبان پر کیسے
آئے۔ غرضیکہ فتوے قتل صادر ہوا اور دوسرے روز جب آپکو قتل کرنے کیلئے جلاد روانہ ہوئے ہزارہا لوگ ساتھ
مسجد کی جانب چلے ہجوم اسقدر ہوگیا تھا کہ ہر شخص کو جگہ نہ ملتی تھی اُسوقت آپ جامع مسجد کے جنوبی کنارہ پر بیٹھے
جب جلاد سامنے آیا آپنے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ فدائے تو شوم بیا بیا کہ تو بہر صورتے کہ می آئی۔ من ترا
می شناسم۔ اور یہ شعر پڑھکر مردانہ وار سر تلوار کے نیچے رکھدیا۔ شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم